پسندیدہ، با اختیار تخلیقی اور دوستانہ ماحول میں سیکھنے کے لیئے ایک مکمل رہنما

خصوصی کتابچہ 1

دوستانہ ماحول میں بہتر نظم وضبط کے ساتھ سیکھنے کے لئے کمرۂ جماعت

اساتذہ اور اساتذہ کی تربیت کرنے والوں کے لئے مکمل رہنما

Inclusive
Learning-Friendly
Environments

UNESCO
United Nations
Educational, Scientific and
Cultural Organization

Positive discipline in the inclusive, learning-friendly classroom: a guide for teachers and teacher educators
Bangkok: UNESCO Bangkok, 2006
vi+110 pp.

(Embracing diversity: Toolkit for creating inclusive, learning-friendly environments Specialized Booklet 1)

1. Inclusive education. 2. Classrooms. 3. Teacher's guide. 4. Corporal punishment. 5. Positive discipline.

ISBN 92-9223-086-7

© UNESCO 2006

Published by the
UNESCO Asia and Pacific Regional Bureau for Education
920 Sukhumvit Rd., Prakanong
Bangkok 10110, Thailand

Printed in Thailand

The designations employed and the presentation of material throughout the publication do not imply the expression of any opinion whatsoever on the part of UNESCO concerning the legal status of any country, territory, city or area or of its authorities, or concerning its frontiers or boundaries.

APL/06/OS/21-500

- First Urdu edition of this booklet was published by UNESCO Islamabad, Pakistan Office in 2007
- Second edition: October 2010

جملہ حقوق محفوظ ہیں
اُردو ترجمہ

United Nations
Educational, Scientific and
Cultural Organization

UNESCO Islamabad
7th Floor, Serena Business Complex, Khayaban-e-Suhrawardy
P.O.Box 2034, Islamabad, Pakistan

Phone: +92-51-2600243-49
Fax: +92-51-2600250
E-mail: Islamabad@unesco.org
Website: www.unesco.org.pk

Disclaimer: This booklet was independently translated by the UNESCO Islamabad, Pakistan Office.

ISBN 92-9223-086-7

پسندیدہ، با اختیار تخلیقی اور دوستانہ ماحول میں سیکھنے کے لیئے ایک مکمل رہنما

خصوصی کتابچہ 1

دوستانہ ماحول میں بہتر نظم وضبط کے ساتھ سیکھنے کے لئے کمرۂ جماعت

اساتذہ اور اساتذہ کی تربیت کرنے والوں کے لئے مکمل رہنما

Inclusive
Learning-Friendly
Environments

UNESCO
United Nations
Educational, Scientific and
Cultural Organization

"

یہ کتابچہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کی بچوں پر تشدد کے خلاف تحقیق سے منسوب کر دیا ہے، واضح رہے کہ یہ **(UNGA Resolution 57/190)** کے تناظر میں ہے جو بچوں کے اُن انسانی حقوق کے حوالے سے ہے جس کے تحت بچوں کو ہر قسم کے تشدد سے تحفظ فراہم کرنا ہے۔ اس کتابچے کا مقصد ان اقدامات کو فروغ دینا ہے جن کے تحت بچوں کو اسکولوں اور دیگر تعلیمی اداروں مین تشدد سے تحفظ فراہم کرنا ہے۔

"

پیش لفظ

دنیا کے بہت سے ملکوں کے بچوں کو اسکولوں میں جسمانی سزا ایک عام بات ہے۔ یہ بھی بچوں کے ساتھ ناروا سلوک (Child Abuse) کی ایک شکل ہے۔ جسمانی تشدد (Corporal Punishment) بچوں پر کیا جانے والا ایسا تشدد ہے جسے جان بوجھ کر کیا جاتا ہے اور یہ بہت بڑے پیمانے پر کیا جا رہا ہے۔ دنیا کے کئی ملکوں میں ان اساتذہ کے لیے قانونی تحفظ موجود ہے جو بچوں کو مارتے اور جسمانی سزا دیتے ہیں۔ تاہم جسمانی سزا طویل مدتی دورانیہ میں بھی موثر ثابت نہیں ہو پاتی۔ جسمانی تشدد کی وجہ سے بچوں میں شرمندگی، خود کو مجرم سمجھنے، فکر و تشویش، غصہ اور جھنجلاہٹ کے احساسات فروغ پاتے ہیں۔ ایسے بچوں میں (ذہنی طور پر) آزادی کی کمی بھی محسوس ہوتی ہے اور وہ دوسروں کے خیال رکھنے کے احساس سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اساتذہ، ان بچوں کی بہبود کا خیال رکھنے والوں اور دوسرے بچوں پر اس کا برا اثر پڑتا ہے۔

آخر یہ جسمانی سزا کیوں موجود ہے؟ اس کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ اساتذہ اسے نظم وضبط سے الگ نہیں سمجھتے۔ جسمانی سزا کا مقصد بچے کو ایک خاص قسم کے برتاؤ کا اظہار کرنے سے روکنا ہے، اس صورت میں نظم وضبط کے مثبت طریقہ کار کو استعمال کیا جا سکتا ہے، جس کے ذریعے بچہ بغیر کسی تشدد و خوف کے نئے اور بالکل صحیح برتاؤ سیکھے گا۔ ایک دوسرا بڑا سبب یہ ہے کہ اساتذہ کو اکثر یہ نہیں پڑھایا جاتا کہ بچے بدسلوکی کا مظاہرہ کیوں کرتے ہیں اور انہیں مثبت انداز سے نظم و ضبط کا پابند کیسے بنایا جائے جس کی بنیاد ان کے رویوں پر ہو۔ اکثر اوقات جب ایک بچہ یہ محسوس کرتا ہے کہ اس کی ضروریات پوری نہیں ہو رہی ہیں مثلاً اسے توجہ نہیں مل پا رہی تو وہ ایسے ہی خراب رویے کا مظاہرہ کرتا/کرتی ہے۔ ایک بچے میں بدسلوکی یا خراب رویہ کی وجہ فرسٹریشن (غصہ اور چڑچڑاہٹ) ہو سکتی ہے، اساتذہ میں اس معاملے سے نمٹنے کی صلاحیت کا نہ ہونا ان کو برہم کر دیتا ہے اور وہ غصے اور جھنجلاہٹ میں بچوں کے ساتھ مار پیٹ اختیار کرتے ہیں یا انھیں ذلت آموز، جذباتی ذہنی اذیت سے دوچار کرتے ہیں۔

اساتذہ اور اساتذہ کی تربیت کرنے والوں کے لئے مکمل رہنما شائع کردہ کتاب "Embracing Diversity: A Toolkit for Creating Inclusive, Learning-Friendly Environment (ILFE Toolkit) یہ ایک خاص اہمیت کا حامل کتابچہ ہے جس کا مقصد اساتذہ، اسکول کے منتظمین اور محکمہ تعلیم کے افسران کی مدد کرتا ہے، تا کہ وہ طلبا کو کمرہ جماعت میں موثر انداز سے منظم کر سکیں۔ ان کے ساتھ عدم تشدد کے طریقے استعمال کریں، مثبت اور فعال انداز سے ان کے رویے بدلنے کی کوشش کریں۔ یہ کتابچہ نظم وضبط اور تربیت کے مثبت طریقہ کار بھی بتاتا ہے جو ہر طرح کی سزا مثلاً ڈنڈے مارنے، تھپڑ مارنے، انگلیوں کو تختی سے دبانے، دھمکانے، بحث کرنے، رشوت دینے، چیخنے چلانے، حکم چلانے، گالیاں دینے، جبری مشقت کرانے اور اسی طرح کی دوسری غیر انسانی سزاؤں کے خلاف ٹھوس اور متبادل ذرائع فراہم کرتا ہے۔

یہ رہنما (کتابچہ) درحقیقت ایک اجتماعی کوشش کا نتیجہ ہے۔ اس کتابچہ کو پہلے ایک مسودے کی شکل میں تیار کیا گیا جس پر University Institute of Nutrition, Mahidol کے جارج ایلنگ نے نظر ثانی کی۔ جارج ایلنگ یونیسکو میں جامع تعلیم اور صنفی بنیادی حقوق پر کنسلٹنٹ کی حیثیت سے بھی کام کر چکے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ UNICEF East Asia and Pacific Regional Office (EAPRO) میں بھی خدمات انجام دے چکے ہیں۔ انہوں نے ایک اور پراجیکٹ پر بھی کام کیا جس کا نام تھا: Save the Children for the development of child-friendly schools اس کتابچے میں دنیا بھر کے ماہرین تعلیم کی آراء اور تجاویز بھی شامل کی گئی ہیں۔ یونیسکو بنکاک ان سب کی اس خدمت کا مشکور ہے۔ اس میں شامل کیے جانے والے ہر نکتے اور ہر چیز کا پہلے بغور مشاہدہ کیا گیا، اس کے بعد ہی اسے اس کتابچے میں شامل کر کے کتابچے ILFE Toolkit کو مفید بنایا گیا ہے۔ Ochirkhuyag Gankhuyag نے یونیسکو کے ایشیا اور پیسفک ریجنل بیورو فار ایجوکیشن میں پروگرام اسسٹنٹ کے طور پر اس طریقہ کار کو بنانے میں تعاون کیا۔

Sheldon Shaeffer

ڈائریکٹر

UNESCO Asia and Pacific Regional Bureau for Education

5

فہرست

طائرانہ جائزہ

ہماری مشکلات (Challenges) 01

ایک جامع اور تعلیم دوست کمرۂ جماعت کیا ہوتا ہے؟ 02

اس دستاویز کی کیا ضرورت ہے؟ 04

آپ کیا سیکھیں گے؟ 05

سزا بمقابلہ نظم وضبط کو سمجھنا 07

ماضی اور حال کے بچے 07

سزا کے معنی 09

نظم وضبط کے معنی 18

کمرۂ جماعت میں مثبت نظم وضبط 22

نظم وضبط کی پیچیدگیوں کو نظر انداز کرنا 27

اساتذہ اور طالب علم کے درمیان مثبت تعلق کی تعمیر 29

اساتذہ اور طالب علم کے درمیان تعلقات کی بنیاد 29

بچے رویوں کا مظاہرہ منتخب انداز سے کیوں کرتے ہیں؟ 29

بچے خراب رویوں کا اظہار کیوں کرتے ہیں؟ 32

اپنے طالب علموں کے بارے میں جاننا 36

اپنے طلبہ کی زندگی کے سیاق وسباق کے بارے میں جاننا 38

اپنے طلبہ کے خاندانوں کے بارے میں جاننا 45

والدین اور اساتذہ کے درمیان رابطہ 48

حوصلہ افزائی کی حکمت عملیاں 51

مثبت اور امدادی آموزش کا ماحول تخلیق کرنا 53

ILFC میں کمرۂ جماعت کی انتظام کاری 53

سیکھنے اور پڑھنے کے ماحول کو آرام دہ بنائیں 54

کمرۂ جماعت کے اصول مرتب کرنا 57

اچھے رویے اور انتظامات کے لیے معیار 61

مثبت استحکام کی فراہمی 66

مشکل طلبہ سے نمٹنا 69

مثبت نظم وضبط کے اثرات کی بہتری 69

مثبت نظم وضبط کے نکات 70

کمرۂ جماعت میں پڑھانے کا مثبت طریقہ کار 73

مناسب، مثبت اور منفی نتائج کا استعمال 74

ٹائم آؤٹ کے بارے میں احتیاط کا مظاہرہ 75

تنازع کا حل 77

عمر کے اعتبار سے خاص تدریس اور مثبت نظم وضبط 80

ضرورت کے تحت بچوں کی معاونت کرنا 84

کونسی کتابیں پڑھی جائیں - چند تجاویز 88

طائرانہ جائزہ

ہماری مشکلات(Challenge)

بچے جب اس دنیا میں آتے ہیں تو وہ بے بس ہوتے ہیں اور اس قابل نہیں ہوتے کہ ہماری مدد کے بغیر مکمل طور پر نشو ونما پاسکیں۔ اساتذہ کی حیثیت سے یہ ہمارے فرائض میں شامل ہے کہ بچوں کی پرورش کریں اور انھیں سکھائیں کہ دنیا میں کیسے رہنا ہے۔ یہ کوئی آسان کام نہیں ہے، کبھی کبھار ہمارے کمرۂ جماعت میں ہلچل ہوتی ہیں اور وہاں بہت مزہ آتا ہے۔ یہ ایسی پرلطف جگہیں بن جاتی ہیں جہاں ہمارے طلبہ خود ہی سیکھ سکتے ہیں۔ جبکہ بعض اوقات ہم بے چینی اور پریشانی محسوس کرتے ہیں اور غیر یقینی کی کیفیت میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ ہم اپنے یہ فرائض ادا کرسکیں گے یا نہیں۔ ایک استاد کی حیثیت سے یہ کام واقعی مشکل (Dull) معلوم ہوتا ہے لیکن دوسری جانب ایک استاد کی ہی حیثیت سے ہمیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ دنیا کا سب سے اہم ترین کام ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ پڑھانا کتنا مشکل کام ہوسکتا ہے۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ آپ کو اپنے طالب علموں کی کتنی فکر ہے۔ لیکن بچے ہدایات کو نہیں مانتے۔ والدین کے برعکس اساتذہ چند ایک بچوں کے نہیں بلکہ ایک ہی وقت میں کئی بچوں کے ذمہ دار ہوتے ہیں اور یہ سارے بچے مختلف حوالوں سے منفرد بھی ہوتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ جیسا آپ چاہتے ہیں بچے ویسا برتاؤ کریں۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب تک آپ کو یہ پتا چلے کے ایک جماعت کیلئے کونسی حکمت عملی اپنانی ہے تب تک بچے جماعت چھوڑ چکے ہوتے ہیں اور ان کی جگہ نئے چہرے نئے تجربوں اور آزمائشوں کے ساتھ آجاتے ہیں۔

تمام اساتذہ اپنے طالب علموں کے لیے اچھا سوچتے ہیں اور انکے اندر خود اعتمادی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ بچے اپنی صلاحیتوں کا بھرپور اظہار کرسکیں۔ وہ ان کے اندر اعتماد پیدا کریں۔ ان کی صلاحیتوں کو جلا بخشیں اور ان کے اندر وقار، جوش، ولولہ اور حوصلہ پیدا کریں۔ لیکن جب آپ کے طلبہ آپ کی بات نہ مانیں، آپ نے جو کہا ہے وہ کرنے سے انکار کریں، آپ کی ہدایات کو نظر انداز کریں تو آپ آسانی سے غصے میں آجاتے ہیں۔ جب ایسا ہو تو یا اس وقت کے آنے سے پہلے ہی آپ اس کتابچہ سے مدد حاصل کرسکتے ہیں۔ یہ آپ کو وہ طریقے سمجھادے گا جن کی مدد سے آپ ان تمام آزمائشوں سے مثبت اور موثر انداز سے نمٹ سکیں گے۔ اور ان تمام غیر متوقع آزمائشوں کے لیے ذہنی طور پر تیار ہونگے۔ آپ اپنے طلبہ کی حوصلہ افزائی کریں گے کہ وہ آپ کی بات سنیں اور آپ کے ساتھ تعاون کریں۔ آپ کی کوشش سے کمرۂ جماعت کا ماحول ''تعلیم دوست'' اور خوشگوار ہو جائے گا۔ یہاں جو مثبت تربیت کا طریقہ کار پیش کیا جارہا ہے۔ وہ ڈنڈے مارنے تھپڑ مارنے، اذیت دینے، ڈرانے، دھمکانے، چیخنے چلانے، حکم چلانے، جبری مشقت کرانے اور اسی طرح کے غیر انسانی سلوک کے سامنے متبادل ذرائع ہیں۔

ایک جامع اور تعلیم دوست کمرۂ جماعت کیا ہوتا ہے؟

جب ہم کمرۂ جماعت میں داخل ہوتے ہیں تو ہم ان بچوں کے چہروں کو دیکھتے ہیں جنہیں ہمیں پڑھانا ہے۔ یہاں ہمیں ایک بات اور بھی یاد رکھنی چاہیے، کہ صرف یہی وہ بچے نہیں ہیں جنہیں ہمیں پڑھانا ہے یا جو ہمارے کمرۂ جماعت میں ہوں گے۔ ابھی بہت سے بچے ایسے بھی ہیں جو ان میں شامل نہیں ہیں، کیونکہ وہ اس قابل نہیں ہیں کہ اسکول تک آسکیں۔ ان میں وہ طلبہ بھی ہیں جو جسمانی طور پر تو یہاں موجود ہیں لیکن وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ ان کا اس جگہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور اسی لیے وہ حقیقی طور پر کلاس میں ''شریک'' نہیں ہوں گے جبکہ وہ بدسلوکی کا مظاہرہ بھی کرسکتے ہیں۔

ایک جامع اور ''تعلیم دوست'' کمرۂ جماعت (ILFC) An inclusive, learning-friendly classroom تمام بچوں کی تعلیم وتربیت کرتا ہے، چاہے ان کی صنف کوئی بھی ہو، وہ کوئی بھی زبان بولتے ہوں۔ یہ جسمانی، ذہنی، سماجی، جذباتی اور دوسرے امتیازات سے ہٹ کر سب بچوں کو ایک نظر سے دیکھتا ہے۔ یہ بچے ہر طرح سے باصلاحیت بھی ہوسکتے ہیں یا یہ جسمانی طور پر معذور بھی ہوسکتے ہیں۔ ان میں تعلیم حاصل کرنے کی صلاحیت کی کمی ہوسکتی ہے۔ یہ بچے گلیوں اور سڑکوں پر گھومنے والے بھی ہوسکتے ہیں یا محنت مزدوری کرنے والے بھی، یہ بچے دور دراز علاقوں کے بھی ہوسکتے ہیں یا خانہ بدوش گھرانوں کے بھی۔ یہ بچے مختلف زبانوں اور مختلف نسلی گروہوں کے ہوسکتے ہیں۔ ان کا تعلق ثقافتی اقلیتوں سے بھی ہوسکتا ہے۔ یہ HIV/AIDS سے متاثرہ بچے بھی ہوسکتے ہیں یا ان بچوں کا تعلق دوسرے پسماندہ، محروم اور کمزور طبقات سے بھی ہوسکتا ہے۔[1] پس ایک ILFC جامع اور تعلیم دوست کمرۂ جماعت ایسی جگہ ہے جہاں استاد کمرۂ جماعت کے ان امتیازات واختلافات کی قدر وقیمت کو سمجھتا ہے اور پھر ایسے اقدامات کرتا ہے جن سے یہ یقینی ہوجاتا ہے کہ تمام بچے (لڑکے اور لڑکیاں) اسکول آئیں۔[2]

لیکن تمام بچوں کو کمرۂ جماعت تک پہنچانا اس آزمائش کا آدھا حصہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان بچوں کی مختلف آموزشی (Learning) اور رویے سے متعلق ضروریات پوری کی جائیں تاکہ وہ کمرۂ جماعت میں ٹھہرنا پسند کریں۔ جن بچوں کو ہم پڑھاتے ہیں، ان کی مختلف اقسام کے اعتبار سے کمرۂ جماعت بھی مختلف اور متنوع ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہر بچہ الگ انداز سے پڑھنا چاہتا ہے۔ ہمیں اس موقع پر اس بات کو اچھی طرح سمجھنا چاہیے کہ کس بچے کی تعلیمی ضرورت کیا ہے، جس کی مدد سے وہ بہترین طریقے سے پڑھ سکے۔ پھر ہم اساتذہ کی حیثیت سے ہر بچے کے ساتھ ایسے مثبت رابطے اور تعلقات قائم کرسکتے ہیں جس کے بعد وہ ہم سے زیادہ شوق سے پڑھنے لگیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی اہم ہے کہ ہم کوئی ایسا طریقہ نکالیں جس سے یہ پتا چل جائے کہ تمام بچے ایک ساتھ کیسے پڑھ سکتے ہیں۔

بچے مختلف انداز کے رویوں کا مظاہرہ کرتے ہیں اور مختلف انداز سے سیکھتے ہیں۔ جس کی وجہ موروثی عناصر، وہ ماحول جس میں وہ رہتے ہیں یا ان کی ذات اور نفسیاتی ضروریات وغیرہ ہوتی ہیں۔[3]

---

1 UNESCO. Embracing Diversity: Toolkit for Creating Inclusive, Learning-Friendly Environments. Bangkok 2004.

2 UNESCO. Booklet 3: Getting All Children In School and Learning. Embracing Diversity: Toolkit for Creating Inclusive, Learning-Friendly Environments. Bangkok, 2004.

3 UNESCO. "Booklet 4: Creating Inclusive, Learning-Friendly Classrooms" .Embracing Diversity: Toolkit for Creating Inclusive, Learning-Friendly Environments. Bangkok, 2004.

بعض اوقات جب کوئی بچہ یہ محسوس کرتا ہے کہ اس کی ضروریات پوری نہیں ہورہی ہیں مثلاً وہ توجہ چاہتا ہے مگر وہ اسے نہیں مل رہی ہے تو بدتمیزی کرے گا۔ اسی لیے ہمیں چاہیے کہ اس بات کو سمجھنے کی کوشش کریں کہ بچے کب اور کیوں ایسی ناشائستہ حرکتیں کرتے ہیں، جیسا کہ اکثر دیکھنے میں آیا ہے، اس کے بعد ہی ہم انہیں بدسلوکی کا مظاہرہ کرنے سے پہلے ہی روک سکیں گے مختلف طریقوں سے ان کی راہ نمائی کریں گے اور مثبت طریقے سے ان کے رویے کو بہتر بنا سکیں گے۔ اس کے بعد کمرۂ جماعت تمام بچوں کے لیے، خوش آئند اور پرلطف جگہ بن سکتی ہے۔ جہاں وہ خوشی سے آئیں اور سیکھیں گے، ایسے کمرۂ جماعت میں خراب رویہ کبھی کبھار ہی نظر آئے گا۔ پھر ہم اپنے طلبہ کو سکھانے اور تعلیم دینے میں زیادہ سے زیادہ وقت لگا سکیں گے۔

ابتدا میں یہ خیال ہی مشکل لگے گا۔ آپ میں سے بہت سے لوگ زیادہ بچوں یا کثیر جماعتی والے کمروں میں کام کر رہے ہونگے۔ ایسے میں یہ بات واقعی مشکل نظر آتی ہے کہ جس کمرۂ جماعت میں 60 سے زائد بچے ہوں۔ ایسی کلاس میں پڑھانے اور تعلیم دینے کے مختلف اور منظم طریقے کیسے اپنائے جا سکتے ہیں جو ہر طالب علم کے لیے مناسب ہوں۔ اس وقت ہمیں بہت غصہ آتا ہے جب یہ صورت حال سامنے آتی ہے، مگر اس کا اصل سبب یہ ہے کہ ہمارے اندر اس صورت حال سے نمٹنے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔ بس چڑچڑاہٹ کے عالم میں ہم اپنے کسی بھی طالب علم کو مار سکتے ہیں یا اسے بدتمیزی کرنے پر سزا بھی دے سکتے ہیں، یہ سزا جسمانی بھی ہو سکتی ہے اور ذہنی بھی۔ اپنے غصے میں ہم اکثر یہ بھول جاتے ہیں کہ بچوں کے اس خراب رویے کی بہت سی وجوہات ہوتی ہیں۔ ان میں سے بعض وجوہات ذاتی ہو سکتی ہیں، دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہیں کہ انہیں کس انداز سے پڑھایا جا رہا ہے۔ مثال کے طور پر وہ اس تعلیمی انداز سے یا اپنے سبق سے اکتا گئے ہوں یا مستقل طور پر لیکچر سن سن کر پریشان ہو گئے ہوں۔ ان وجوہات کے علاوہ بعض بچوں کی بیرونی وجوہات بھی ہو سکتی ہیں مثال کے طور پر، ان کے اپنے خاندان یا برادری کی وجہ سے ان کا سلوک خراب ہو رہا ہو اور ان میں اشتعال اور غصہ پیدا ہو رہا ہو۔ مزید یہ کہ بعض حالات میں اور خاص طور سے نئے اساتذہ کے ساتھ کسی بھی واقعے کو نظم وضبط کا مسئلہ بنا لیا جائے جبکہ واقعتاً ایسا نہ ہو۔ مثلاً کسی طالب علم نے کوئی سوال کیا اور استاد نے یہ سمجھا کہ بچہ میرے علم اور مرتبے کو چیلنج کر رہا ہے۔ لیکن درحقیقت وہ بچہ سادہ سے انداز میں ایک سوال کرتا ہے، مگر اسے صحیح انداز سے پوچھ نہیں پاتا یا اس کے لیے مناسب الفاظ تلاش نہیں کر پاتا یا پھر نرمی اور ملائمت سے بات نہیں کہہ پاتا۔ اس طرح کا غلط انداز فکر بچوں میں اشتعال پیدا کر دیتا ہے، جس کے بعد واقعی (کمرۂ جماعت میں) نظم وضبط کا مسئلہ کھڑا ہو جاتا ہے۔[4]

اس قسم کی صورت حال میں فوری طریقہ یہ اختیار کیا جاتا ہے کہ بچے کو اس رویے کا مظاہرہ کرنے سے روکنے کے لیے اسے سخت سزا دی جاتی ہے، لیکن یہ طریقہ صحیح نہیں ہے۔ ایک منظم ماحول کے ذریعے بچوں کو سزا سے بچایا جا سکتا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک منظم ماحول بنایا جائے۔ حصول تعلیم کا ایسا ماحول جس میں طلبہ دلچسپی لیں اور خوشی سے پڑھنے اور سیکھنے کے لیے تیار ہوں۔

4 Know When to Discipline! Wire Side Chats. http://www.educationworld.com/a_issues/chat/chat020.shtml [accessed online on 10/4/2005]

ایک تعلیم دوست کمرۂ جماعت میں مثبت نظم و ضبط کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ طلبہ اپنی خوشی سے اس میں سیکھنے اور پڑھنے کے لیے تیار ہوں۔ جو بچے اپنی خوشی اور توجہ سے کمرۂ جماعت میں بیٹھ کر پڑھتے ہیں، ان کے ساتھ نظم و ضبط کے حوالے سے بہت کم مسائل ہوتے ہیں[5] وہ کمرۂ جماعت میں خوشی سے آنا چاہتے ہیں اور کمرۂ جماعت میں آنے کے لئے ہر ممکنہ اقدام اٹھانے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔

اس دستاویز کی کیا ضرورت ہے؟

اس دستاویز کا مقصد یہ ہے کہ یہ آپ کو اپنے ہدف کے حصول میں مدد دیتی ہے۔ آپ ایک ایسے تجربہ کار استاد ہو سکتے ہیں جو کہ مثبت نظم و ضبط کا عمل اختیار کر سکتے ہیں۔ لیکن ایک ایسا استاد جسے عمل درآمد کے لیے ہدایت کی ضرورت ہے اس کے لیے کیا کیا جائے۔ آپ ایک اساتذہ کے تربیتی ادارے کے طالب علم بھی ہو سکتے ہیں جو طلبہ کے رویے سے مؤثر انداز میں نمٹنے کی تعلیم دے رہا ہے۔ آپ اساتذہ کو تربیت دینے والے بھی ہو سکتے ہیں جو ملازمت سے پہلے اور ملازمت کے دوران اساتذہ کو تربیتی پروگراموں میں مثبت نظم و ضبط کی ہدایات دیتے ہیں۔ یہ دستاویز خاص طور سے ان لوگوں کے لیے مفید ہوگی جو ایسے اسکولوں میں کام کر رہے ہیں جو اپنے اردگرد کے بچوں کو زیادہ توجہ کا مرکز بنا رہے ہیں اور اپنی جماعت میں تعلیم دوست ماحول پیدا کر رہے ہیں۔ دنیا کے کئی ممالک میں اس طرح کے اسکولوں کو "بچوں کے لئے دوستانہ ماحول کا حامل اسکول" Child-Friendly Schools کہا جاتا ہے۔ اس طرح کے اسکولوں کے بنیادی اصول یہ ہیں کہ ان میں تمام بچوں کو داخلہ دیا جائے اور انھیں تشدد کے خلاف مکمل تحفظ فراہم کیا جائے۔ لیکن بعض حالات میں اس کے مختلف طریقہ کار کو مستحکم کرنے کی ضرورت ہے۔

آپ میں سے بہت سے لوگ بڑے کمرۂ جماعت میں زیادہ طلبہ کے ساتھ کام کرتے ہوں گے۔ ایک جماعت اس وقت بڑی کہلائے گی جب یہ آپ کو بڑی محسوس ہوگی۔ جبکہ ایک جماعت جس میں 50 سے زائد طلبہ ہوں اسے عام طور سے بڑی جماعت سمجھا جاتا ہے۔ جن اساتذہ کو عام طور سے 25 یا اس سے بھی کم طلبہ کو پڑھانے کی عادت ہو، ان کے لیے تو 35 طلبہ کی کلاس بھی بہت بڑی اور پرہجوم ہوگی۔ اس دستاویز میں جن طریقہ کار (Tools) اور وسائل کا حوالہ دیا گیا ہے، یہ سب آپ کی مدد کریں گے اور آپ ان کے ذریعے اپنے طلبہ کی مؤثر انداز سے بہتر تربیت کر سکیں گے جبکہ کمرۂ جماعت میں بچوں کی تعداد کتنی زیادہ کیوں نہ ہو اور ان کے رویوں کی مشکلات کیسی ہی کیوں نہ ہوں۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس دستاویز میں بیان کردہ ہر طریقہ کار (Tools) آپ میں سے ان لوگوں کے لیے بیش قیمت ہوں گے جو پالیسی اصلاحات کے مسئلے کا سامنا کر رہے ہیں۔ یہ اصلاحات وزارت تعلیم نے متعارف کرائی ہیں اور خاص طور سے ان ممالک میں جہاں پالیسیاں بن چکی ہیں اور بچوں کے حقوق کو یقینی بنانے کے ساتھ انہیں اعلیٰ بنیادی تعلیم میں تحفظ، صحت مند اور شراکتی ماحول مہیا کرتے ہیں۔ جیسا کہ بچوں کے حقوق پر ہونے والے اقوام متحدہ کے Convention on the Rights of the Child (CRC) میں بیان کیا گیا ہے۔ بدقسمتی سے متعدد اساتذہ کی ان وسائل تک بڑی محدود رسائی ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ یہ کیا ہے، کیسے ہے اور یہ کہ اسکولوں اور کمرۂ جماعت میں بچوں میں مثبت نظم و ضبط کیسے پیدا کیا جا سکتا ہے اور انہیں تشدد سے کیسے بچایا جا سکتا ہے۔ یہ دستاویز ان لوگوں کے لیے بہت اہم ہے، جو ان اصطلاحات کے عمل میں شامل ہیں۔ ابتدائی اساتذہ اور ان کے تربیت کار زیادہ جو سادہ جسمانی سزا پر پابندی کے حق میں ہیں، ان سب کے لیے یہ دستاویز ایک بیش قیمت اثاثہ ثابت ہو سکتا ہے۔ اس کی مدد سے آپ کو یہ سیکھنے میں مدد ملے گی کہ کمرۂ جماعت میں مثبت نظم و ضبط کیسے اختیار کیا جائے۔

---

5 Caught in the Middle: A Perspective of Middle School Discipline.
http://people.uncw.edu/fischettij/david.htm [accessed online on 10/6/2005]

آپ کیا سیکھیں گے؟

تجربہ سے ظاہر ہوا ہے کہ اساتذہ کے لیے ایک بڑا شعبہ توجہ کا طالب ہے۔ وہ شعبہ یہ ہے کہ اساتذہ یہ کمی محسوس کرتے ہوں گے کہ طلبہ کے رویوں کو کیسے سمجھا جائے، جبکہ طلبہ کے رویوں کی انتظام کاری کا فقدان ہے۔[6] یہ کوئی حیرت انگیز بات نہیں ہے۔ حالانکہ متعدد تجاویز یا سفارشات موجود ہیں مگر ایسا کوئی جادوئی فارمولا موجود نہیں ہے، جو آپ کو خودکار طریقے سے وہ صلاحیتیں دیدے جن کی آپ کو ضرورت ہے۔ یہ صلاحیتیں سیکھی جاتی ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ ان میں بہتری بھی آتی ہے۔ پھر بھی ہر استاد یہ بات جانتا ہے کہ صحیح صلاحیتیں اور حکمت عملیاں ایک پرسکون کمرۂ جماعت اور ایک ہنگامہ خیز کمرۂ جماعت میں فرق کر دیتی ہیں۔ وہ اساتذہ جو ILFC میں مہارت رکھتے ہیں، ان کی نگرانی میں تمام بچے دلچسپی اور توجہ کے ساتھ سیکھیں گے، پڑھیں گے اور واضح طور پر بتائے گئے تمام طریقوں اور قاعدوں پر عمل کریں گے، ایسے اساتذہ کو بچوں میں نظم وضبط قائم کرنے میں کم وقت لگے گا اور وہ پڑھانے میں زیادہ وقت صرف کر سکیں گے۔

اس دستاویز کو پانچ مختلف حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر حصہ مختلف طریقہ کار (Tools) پر مبنی ہے، جنہیں آپ اپنے طلبہ کے سیکھنے کے لیے ایک فعال، متحرک اور مثبت ماحول پیدا کرنے میں استعمال کر سکتے ہیں۔ اس طرح آپ اپنے طلبہ کی غلطیوں پر کسی منفی ردعمل کے بجائے ان کے رویوں میں مؤثر راہنمائی کر سکتے ہیں۔ یہ وہ طریقہ کار ہیں جنہیں اساتذہ اور تعلیمی ماہرین نے خاصے تجربات کے بعد تیار کیا ہے۔ ماہرین نے ان طریقہ کار کو حقیقی کمرۂ جماعت میں استعمال کیا ہے، جن میں چھوٹے اور بڑے دونوں طرح کے طلبہ شامل تھے۔ مزید معلومات کے لئے دستاویزات میں پیش کئے گئے حوالوں (References) کو تلاش کریں، جو آپ کے لئے ایک بہترین ذریعہ ثابت ہونگے۔

اس حصے میں آپ نے تعلیم وتربیت سے متعلق مشکلات کے بارے میں پڑھا ہے کہ ایک تعلیم دوست نظم وضبط والی کمرۂ جماعت کیا ہوتی ہے اور اس کا مقصد کیا ہے۔ درج ذیل حصوں میں آپ مثبت نظم وضبط کے طریقہ کار تلاش کریں گے۔ اس طریقہ کار کے چار اہم عناصر ہیں جن میں سے ہر ایک اس دستاویز میں ایک خاص حصے (Section) کا عنوان ہے۔

الف۔ سزا اور نظم وضبط کے درمیان فرق کی تفہیم۔ اس حصے میں آپ سزا اور نظم وضبط کے حقیقی معنی کے بارے میں جانیں گے، جسمانی سزا کے بارے میں سیکھیں گے اور مثبت نظم وضبط کے بارے میں جانیں گے۔

ب۔ ایک استاد اور طالب علم کے درمیان مثبت اور باہمی تعلق، اس کی بنیاد افہام وتفہیم اور ہمدردی پر ہے۔ اس حصے میں آپ یہ سیکھیں گے کہ آپ کے طلبہ خراب رویئے کا مظاہرہ کیوں کرتے ہیں، آپ سیکھیں گے اپنے طالب علموں کے رویئے کے بارے میں ان کے اپنے نظریے سے کہ ان کا ماحول ان کے رویئے پر کس طرح اثر انداز ہوسکتا ہے اور آپ ان رویوں کو کیسے محسوس کر سکتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہ کسی بھی بچے کا خاندانی ماحول اس کے یہ بات کس حد تک اہم ہے کہ کسی بھی بچے کا خاندانی ماحول اس کے رویے کی تشکیل میں کس حد تک شامل ہوتا ہے۔ اور اس کے علاوہ اس میں آپ بعض حوصلہ افزا حکمت عملیوں کے بارے میں بھی سیکھیں گے۔

6 Classroom Management, Management of Student Conduct, Effective Praise Guidelines, and a Few Things to Know About ESOL Thrown in for Good Measure. http://www.adprima.com/managing.htm [updated April 3, 2005] [accessed online on 10/5/2005]

ج۔ اپنے لیے اور اپنے طلبہ کے لیے ایک مثبت اور امدادی تعلیمی ماحول پیدا کرنا۔ عمدہ اور مناسب رویئے کی وجہ سے منظم تعلیمی ماحول میں پروان چڑھتے ہیں۔ اس حصے میں آپ اپنے کمرۂ جماعت کے مادی ماحول کو منظم کرنے کے بارے میں سیکھیں گے تاکہ وہ اطمینان بخش کشادہ ماحول بن جائے، اس صورت میں اگر آپ کی کلاس میں زیادہ بچے ہوں تب بھی اچھے برتاؤ کو فروغ ملتا ہے۔ اس میں آپ اپنے طلبہ کے برتاؤ کے معیارات اور ان کے روزمرہ کے معاملات کے بارے میں سیکھیں گے۔ ساتھ ہی والدین کو بھی ان کے بچوں کے برتاؤ کی انتظام کاری میں شامل کرنے کے عمل سے واقفیت حاصل کریں گے۔ چونکہ آپ اپنے طلبہ کے لیے ایک مثالی (Role Model) حیثیت رکھتے ہیں، اس کے ذریعے آپ اپنے انتظامی طریقہ کار کو اور بہتر بنا سکیں گے اور اس کے ساتھ ہی آپ اپنے طلبہ کے لیے مثبت تحفظ فراہم کر سکیں گے۔

د۔ خراب رویوں کے ظاہر ہونے پر ان کو روکنے کے لئے مثبت طریقہ کار کے بارے میں جاننا۔ زندگی میں کبھی نہ کبھی بچے برے برتاؤ کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ جب وہ اپنی حدود کی آزمائش کرتے ہیں، تو یہ ان کا اپنی ذات پر اختیار کو بڑھانے کا اہم حصہ بن جاتا ہے۔ اس دستاویز کے آخری حصے میں آپ مختلف طریقوں کے بارے میں جان سکیں گے، جن کی مدد سے رویے میں موجود مشکلات یا خراب برتاؤ سے نمٹا جا سکتا ہے۔ اس میں ان سے بچنے کے لیے حفاظتی اقدامات بھی شامل ہیں اور تنازعات کے حل کے بارے میں بھی بتایا گیا ہے۔ اس میں آپ عمر کے لحاظ سے مثبت نظم و ضبط کے طریقے بھی سیکھ سکیں گے اور ان بچوں کے بارے میں بھی جان سکیں گے جن کی خاص ضروریات ہوتی ہیں۔

سزا بمقابلہ نظم وضبط کو سمجھنا

آپ کیا سیکھیں گے:

☆ ماضی اور حال کے بچے
☆ سزا کیا ہے؟
☆ جسمانی سزا کا خوف
☆ نظم وضبط کیا ہے؟
☆ مثبت نظم وضبط: یہ کیا ہے اور یہ کیسے کام کرتا ہے؟

ماضی اور حال کے بچے

ماضی

''اب بچے سہل زندگی کو پسند کرتے ہیں، ان کے انداز اور اطوار ناپسندیدہ ہیں، وہ اپنے بڑوں کی حکم عدولی کرتے ہیں، اپنے بڑوں کے ساتھ توہین آمیز سلوک کرتے ہیں اور وہ کام کے بجائے خواہ مخواہ کی باتیں کرنا پسند کرتے ہیں۔ آج بچے اپنے گھر والوں کے معاون بننے کے بجائے جابر بنے ہوئے ہیں۔ جب ان کے بزرگ ان کے کمرے میں داخل ہوتے ہیں تو وہ اٹھنے کی زحمت گوارہ نہیں کرتے۔ بات چیت کے دوران اپنے والدین کی ہر بات کو رد کرتے ہیں۔ لوگوں کے سامنے بے کار کی باتیں کرتے ہیں، میز پر ناشائستگی سے چپڑ چپڑ کر کے کھاتے ہیں، اپنی ٹانگیں موڑ کر بیٹھتے ہیں اور اپنے اساتذہ کو ڈراتے دھمکاتے ہیں۔ ان کے ساتھ توہین آمیز سلوک کرتے ہیں۔''

یہ بات ایتھنز کے فلسفی سقراط نے کہی تھی۔ سقراط 469 سے 399 قبل مسیح میں گزرا تھا۔[7] آپ کیا سمجھتے ہیں، کیا آج کوئی چیز بدلی ہے؟

7 Classroom Management. http://www.temple.edu/CETP/temple_teach/cm-intro.html [accessed online on 10/20/2005]

حال: امجد کا کیس[8]

''میں اس آدمی کی جماعت میں نہیں جا رہا ہوں۔ مجھے ایسا کرنے کی ضرورت نہیں ہے جو آپ نے کہا ہے۔''

'' مجھے اس جماعت میں ہونا ہی نہیں چاہئے'' مجھے اس میں آنا ہی نہیں تھا۔ میری والدہ کہتی ہیں کہ مجھے خصوصی تعلیم دینے والے اسکول میں ہونا چاہیے۔ وہ کہتی ہیں میں سیکھنے سے لاچار ہوں اور مجھے ADHD ہے۔ ADHD کا مطلب ہے (Attention Deficit Hyperactivity Disorder)

وہ ہال میں دوڑتا چلا جاتا ہے اور دوسرے طلبہ اور اساتذہ سے ٹکرا جاتا ہے۔ پھر صبح کمرۂ جماعت میں یہ کہتا ہوا داخل ہوتا ہے کہ اسے یہ سب نہیں کرنا۔ پھر وہ چیختا چلاتا ہے یا کمرے کے چکر لگاتا ہے۔ جب بھی اس کی طبیعت الجھتی ہے وہ ایسا ہی کرتا ہے۔ وہ اپنی جماعت کے ساتھیوں کو ذہنی طور پر '' کچھ نہ جاننے والا گروپ '' کے ارکان کہتا ہے اور قسم کھا کر کہتا ہے کہ چھٹی گریڈ کے طلبہ وہ کچھ کر رہے ہیں جو میں نے ہائی اسکول کے تیسرے سال تک سنا بھی نہیں تھا۔۔۔

یہ میری اپنی جماعت کا طالب علم امجد ہے۔ مجھے اس کی ان حرکتوں پر بہت غصہ آتا ہے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ اس سے نفرت کروں لیکن میں زیادہ سے زیادہ جھنجلاہٹ کا شکار ہو جاتا ہوں۔ اس کی وجہ میری صلاحیتوں کی کمی بھی ہے اور اس سسٹم کی بھی۔۔۔ اس روز جب میں اسکول سے واپس روانہ ہوا تو میری آنکھوں میں آنسو تھے اور میری طبیعت خراب ہو رہی تھی۔ یہ سب اسی بچے کی وجہ سے ہوا تھا۔

آپ کیا کریں گے؟

امجد کا کیس کسی حد تک شدت والا ہے، لیکن یہ عام ہے۔ درحقیقت ہم سب کا واسطہ ایسے طلبہ سے پڑتا ہے جنہوں نے یا تو ہماری حیثیت کو چیلنج کیا ہوتا ہے یا ہماری جماعتوں میں کئی طرح کی بدامنی پھیلائی ہوتی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ ان کا متبادل یا حل کیا ہے؟

غور وفکر پر مبنی سرگرمی (Reflection activity): آپ کو کیسے منظم کیا گیا تھا؟

ذرا اس وقت کے بارے میں سوچیں جب آپ پرائمری اسکول میں تھے۔ کیا آپ نے یا آپ کے کسی ساتھی نے امجد جیسا غلط برتاؤ کیا تھا؟ ایسے میں آپ کے استاد نے کس طرح کا نظم وضبط والا طریقہ اختیار کیا تھا؟

یہ طریقے (Methods) نیچے دیے گئے خانوں میں لکھیں۔ پھر لکھیں کہ ان طریقوں کے بارے میں آپ کیا محسوس کرتے ہیں۔ یہ بھی لکھیے کہ آپ کے خیال میں یہ طریقے طویل المدت استعمال میں مؤثر ہو سکتے تھے یا نہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ بچہ کیسے محسوس کرتا ہے؟ کیا آپ نے اس کے رویے میں پائیدار تبدیلی دیکھی؟

اس کے بعد اپنے آپ سے پوچھیں، ''اگر میں امجد جیسا طالب علم ہوتا تو میں کیا کرتا اور کیوں کرتا؟'' آپ کا کیا خیال ہے، کیا مستقبل میں اس طرح کے خراب رویے کو روکنے کے لیے یہ مؤثر ہوگا؟ اپنے خیالات بھی یہاں تحریر کریں۔ کیا آپ کے طریقے آپ کے استاد جیسے ہی ہیں؟

8 This case study is adapted from the diary of Ellen Berg, a language arts teacher in Turner Middle School, St. Louis, Missouri, USA. http://www.middleweb.com/msdiaries01/MSDiaryEllenB6.html [accessed online on 10/6/2005]

	نظم و ضبط والا طریقہ	یہ طریقہ کیوں استعمال کیا گیا؟	کیا یہ طریقہ ہمیشہ کامیاب رہا، خاص طور سے طویل مدت کے دوران؟ بچے نے کیسا محسوس کیا؟
آپ کے اساتذہ کے عمل			
آپ کے عمل			

بہت سے ممالک اور کمرۂ جماعت میں امجد جیسے طالب علموں کو ان کے خراب رویوں پر جسمانی سزا دی جاتی تھی۔ زیادہ امکان اس بات کا تھا کہ طالب علم کو ڈنڈی یا کسی اور چیز سے مارا جاتا۔ آپ کے استاد نے کونسا طریقہ استعمال کیا ہوتا یا آپ کونسا طریقہ استعمال کرتے؟

درج بالا ٹیبل کو مکمل کرنے کے دوران، اکثر لوگوں کا جواب یہ ہوگا۔ مگر اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں ہوگی، کہ ''بچے کو اس کے غلط رویے پر سزا ملنی چاہیے'' یا ''اس کے غلط رویے کو روکنا چاہیے''۔ اسی طرح آخری خانے میں جہاں یہ لکھا ہے ''کیا یہ طریقہ ہمیشہ کامیاب رہا، خاص طور سے طویل مدت کے دوران؟ آپ میں سے کافی لوگوں نے اس کے جواب میں اگر دیر تک بہت گہرائی سے سوچا ہو اور پھر ظاہر ہے کہ اس کے جواب میں ''نہیں'' لکھا / درج کیا ہو۔ جلد یا بدیر یہی بچہ ایک بار پھر خراب رویے کا مظاہرہ کرے گا اور اکثر اسی انداز سے پیش آئے گا۔ کیوں؟ اس کا جواب سزا اور نظم وضبط کے درمیان فرق میں موجود ہے۔

سزا کے معنی

سزا ایک ایسی کارروائی (جرمانہ) ہے جو ایسے فرد پر عائد کیا جاتا ہے جس نے کوئی قاعدہ یا ضابطہ توڑا ہو یا نامناسب رویے کا مظاہرہ کیا ہو۔ سزا کا مقصد اس خراب رویے کو کنٹرول کرنا ہے جو منفی انداز سے ظاہر کیا جاتا ہو۔ بچوں کے لیے دو اقسام کی پیچیدہ سزائیں استعمال کی جاتی ہیں۔

1۔ وہ سزا جو منفی اور زبانی تنبیہ ہو جس میں بچے کے رویے کو غلط قرار دیا گیا ہو۔ اس قسم کی سزا کو منفی نظم وضبط بھی کہا جاتا ہے۔

2۔ وہ سزا جس میں سخت قسم کی جسمانی یا ذہنی تکلیف پہنچائی جائے جیسا کہ جسمانی سزائیں دی جاتی ہے۔

بد قسمتی سے یہ دونوں اقسام کی سزائیں ہی غلط رویے کو نمایاں (Focus) کرتی ہیں اور ان میں بہتری یا رویے میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ مزید یہ کہ بچے کو یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ ایک بالغ شخص اس سے برتر (Superior) ہے اور وہ کمزور شخص پر قوت کا استعمال بھی کرسکتا ہے، چاہے وہ زبانی ہو، جسمانی یا جذباتی ہو۔ اس سبق کی وجہ سے اسکول میں خوف اور تشدد جیسے واقعات رونما ہوتے ہیں جہاں بڑے بچے چھوٹے اور کمزور بچوں پر چھائے رہتے ہیں اور

انہیں ڈرا دھمکا کر ان سے ان کی کھانے پینے کی چیزیں، پیسے، ہوم ورک کی کاپیاں اور دوسری بیش قیمت اشیاً بھی چھین لیتے ہیں۔
مزید یہ کہ بجائے اس کے کہ اس طرح کے بچوں کو کنٹرول کیا جائے کیوں کہ ایسی سزائیں انہیں مشتعل، ناراض اور خوف زدہ کر دیتی ہیں۔ ایسی سزاؤں کی وجہ سے بچوں میں شرمندگی، فکر، جرم، ضد، لاپرواہی اور بے حسی پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسے بچے پھر، اساتذہ، بچوں کے نگراں اور دوسرے بچوں کے لیے زیادہ مسائل پیدا کرتے رہتے ہیں۔[9]

زبانی سزا اور غصے سے پیش آنا

منفی نظم وضبط سزا کی وہ قسم ہے جس کا مقصد طلبہ کے خراب رویے کو ضابطے میں کرنا ہے۔ لیکن اکثر و بیشتر اس میں مختصر زبانی بات یا حکم دے دیا جاتا ہے اور بچوں کو صحیح انداز سے راہ نمائی فراہم نہیں کی جاتی۔ اکثر سخت سزا دی جاتی ہے مثلاً انہیں مارا جاتا ہے یا جذباتی طور پر اذیت دی جاتی ہے، بے عزت کیا جاتا ہے۔ وہ استاد جو جسمانی سزا کا طریقہ استعمال نہیں کرتے، وہ اس کی جگہ منفی نظم وضبط والا طریقہ استعمال کر سکتے ہیں۔ لیکن جسمانی سزا کی طرح اس سزا پر بھی بچہ مشتعل ہو سکتا ہے، اسے غصہ آ سکتا ہے۔ اس کی عزت نفس مجروح ہو سکتی ہے۔ منفی حکمت عملیوں میں درج ذیل شامل ہیں:

احکام: ''بیٹھ جاؤ اور خاموش رہو۔'' ''سو بار لکھو۔'' ''میں بے کار کاموں پر اپنا وقت ضائع نہیں کروں گا۔''

کسی کام سے منع کرنے والے بیانات: ''وہ کام مت کرو۔''

اشتعال اور غصے والے بیانات: ''تمہیں پتا بھی نہیں کہ تم کتنی مصیبت میں ہو۔''

تنقید اور نکتہ چینی والے بیانات: ''بس؟ تم نے اپنے حساب سے یہ بہترین کام کیا ہے؟''

دھمکی آمیز بیانات: ''اگر تم نے باتیں کرنا بند نہ کیا تو میں تمہیں پرنسپل کے پاس لے جاؤں گا۔''

بے عزتی کرنے والا بیان: ''کیا تم کبھی صحیح لکھنا سیکھ سکو گے؟''

ہم لوگ اکثر و بیشتر جسمانی سزا کے ساتھ ساتھ یہ منفی حکمت عملیاں اس وقت استعمال کرتے ہیں، جب ہم غصے میں ہوں یا چڑچڑاہٹ کا شکار ہو رہے ہوں۔ لیکن اس سے نمٹنے کے لئے دوسرے مثبت راستے بھی ہیں۔ مثال کے طور پر بعض استاد اپنے طلبہ سے کہتے ہیں: ''اس وقت میں بہت غصے میں ہوں۔ مجھے اپنا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لیے ایک لمحہ چاہیے۔'' دوسرے لوگ اپنا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لیے یا تو خاموشی سے دس تک گنتی گنتے ہیں یا چند منٹ کے لیے کمرے سے باہر چلے جاتے ہیں۔ بعض اساتذہ اپنے طلبہ کو اپنی کیفیت بتاتے ہیں تاکہ بچے یہ سمجھ سکیں کہ کونسی بات انہیں مشتعل کر دیتی ہے۔ اس وقت بچے یہ سیکھتے ہیں کہ انہیں کونسی بات نہیں کرنی چاہیے اور کیوں نہیں کرنی چاہیے۔ ممکن ہے وہ دوبارہ ایسا ہی کریں لیکن اب وہ اپنے ہر فعل اور نتائج کے خود ذمہ دار ہیں۔ آپ کے لیے کونسی چیز بہترین رہے گی۔ اس کا فیصلہ آپ نے خود کرنا ہے۔

عملی سرگرمیاں: ''ایسا مت کرو!'' میں کتنا منفی ہوں؟

ہم میں سے بہت سے لوگ عام طور سے اپنے طلبہ پر ''ایسا مت کرو'' (Don't) والا حکم منفی نظم وضبط کی شکل میں بہت چلاتے ہیں: ''کلاس میں باتیں مت

9 Positive Guidance and Discipline.
http://www.ces.ncsu.edu/depts/fcs/smp9/parent_education/guidance_discipline.htm [accessed online on 10/10/2005]

کرو۔'' ''کمرے میں بھاگ دوڑ مت کرو۔'' ہمیں خود یاد نہیں کہ ہم یہ منفی احکام کتنی کثرت سے دیتے ہیں، لیکن یہ ہمارے طلبہ کو خوب یاد ہوتا ہے۔ اگر آپ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ آپ نے ''ایسا مت کرو'' (Don't) والا حکم جماعت میں کتنی بار کہا ہے، تو اپنی جماعت کے ایک لڑکے کا انتخاب کریں (یا کسی استاد کی مدد حاصل کرلیں) اور اسے ایک بکس دیں جس میں چھوٹے چھوٹے پتھر یا خول بھرے ہوں۔ ساتھ ہی پلاسٹک کا ایک بیگ یا کپڑا بھی دیدیں۔ اب اس لڑکے سے کہیں کہ وہ پورے ہفتے آپ کو غور سے سنے۔ جب بھی آپ (Don't) ''ایسا مت کرو'' کا لفظ کہیں تو وہ لڑکا بکس میں سے پتھر یا خول نکالے اور اسے پلاسٹک کے بیگ میں ڈال دے۔ ہفتے کے اختتام پر بیگ میں جمع ہونے والے خول یا پتھروں کو شمار کریں۔ کیا آپ کو حیرت ہوئی؟

مستقل طور پر (Don't) ''ایسا مت کرو'' کا حکم جاری کرنے کے بجائے (حالانکہ بعض اوقات یہ ضروری ہو جاتا ہے) کوشش کریں کہ یہی بات مثبت انداز اور اچھے الفاظ سے کہہ دیں جس میں آپ کی خواہش کا اظہار بالکل واضح ہو۔ مثال کے طور پر ''کمرۂ جماعت میں مت دوڑو'' کہنے کے بجائے یہ کہنے کی کوشش کریں: ''کمرۂ جماعت میں آرام سے چلو۔'' اس جملے سے صاف پتا چلتا ہے کہ آپ اپنے طلبہ کو کس طرح کی ہدایات دے رہے ہیں۔ بعض اوقات جب آپ کوئی ہدایت دے رہے ہوتے ہیں، خاص طور سے پہلی بار تو آپ اس ہدایت کی وجہ بھی بتانا چاہتے ہیں۔ کوئی بھی ہدایت اس انداز سے بھی بتائی جا سکتی ہے: ''کلاس روم میں آرام سے چلو۔ اگر تم دوڑے تو کسی کرسی سے ٹکرا کر زخمی ہو سکتے ہو۔ پھر تمہیں ڈاکٹر کے پاس جانا پڑے گا۔''

جسمانی سزا (Corporal punishment)

لڑکوں سے نمٹنے کے لیے بہت سے اساتذہ سخت قسم کی سزا کا انتخاب کریں گے۔ دو اقسام کی سخت سزائیں جو ایک ساتھ اور الگ الگ بھی دی جا سکتی ہیں، وہ ہیں: جسمانی سزا اور جذبات سے کھیلنے کی سزا۔ یہ دونوں ہی سزائیں بچوں پر تشدد کے زمرے میں آتی ہیں اور یہ بچوں کو دیے گئے انسانی حقوق کے خلاف ہیں۔ بچوں کو قانونی طور پر عزت اور وقار کے ساتھ ہر قسم کے تشدد سے تحفظ حاصل ہے۔

جسمانی سزا اور اس کی دھمکی۔ یہ صورت حال اس وقت پیدا ہوتی ہے جب کوئی استاد، والدین یا بچے کی نگہداشت کرنے والا بچے کو جسمانی تکلیف پہنچانا چاہتا ہو یا اسے پریشان کرنا چاہتا ہو اور اس کا مقصد عام طور سے بچے کو اس کے خراب رویے سے روکنا ہوتا ہے۔ یہ ایک طرح سے اس کے رویے کی سزا ہوتی ہے تاکہ وہ اسے ترک کردے اور آئندہ ایسا نہ کرنے سے توبہ کرلے۔[10]

ساری دنیا کو یہ معلوم ہو گیا ہے کہ جسمانی سزا غیر قانونی ہے اور ''یہ بچے کی بہتر تعلیم و تربیت میں مددگار نہیں ہے۔'' جسمانی سزا کن کن چیزوں پر مشتمل ہوتی ہے؟ یہ ہر تہذیب و ثقافت میں مختلف ہوتی ہے۔ اس میں درج ذیل شامل ہیں:

☆ بچے کو ہاتھ سے یا کسی چیز سے مارنا (مثلاً ڈنڈے، بیلٹ، جوتے، کتاب، رولر (اسکیل) یا کوڑے وغیرہ سے)

☆ بچے کو لاتوں سے مارنا، اسے جھنجھوڑنا، ہلانا یا بچے کو دھکے دے کر گرانا۔

☆ بچے کی انگلیوں کو زور سے دبانا یا اس کے بال کھینچنا۔

☆ بچے کو زبردستی دیر تک بار بار تکلیف دہ انداز میں رکھنا۔

10 Durrant, Joan E. "Corporal Punishment: Prevalence, Predictors and Implications for Child Development," in: Hart, Stuart N (ed.), Eliminating Corporal Punishment: The Way Forward to Constructive Child Discipline. Paris: UNESCO Publishing, 2005.

☆ بچے سے زبردستی جسمانی مشقت کرانا، اس پر برداشت سے زیادہ جسمانی دباؤ ڈالنا۔

☆ بچے کے جسم کے کسی حصے کو جلانا اور اسے خوف زدہ کرنا۔

☆ بچے کو زبردستی ایسی گندی اور ناپسندیدہ چیز کھلانا جو کھانے کے قابل نہ ہو مثلاً بچے کو زبردستی چاک کھلانا۔

جب جسمانی سزا کا مطلب جسمانی اور جذباتی تکلیف پہنچانا ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بچے کو ذلیل کیا جا رہا ہے جو اس کے لیے نفسیاتی اذیت کا سبب بنے گا۔ اسی طرح زبانی طور پر دی جانے والی منفی سزا زیادہ سخت ہوتی ہے۔ اس میں درج ذیل شامل ہیں: لوگوں کے سامنے بے عزتی کرنا، نفرت کا اظہار کرنا، دھمکیاں دینا، مذاق اڑانا، چیخنا چلانا، گالیاں دینا، زبردستی حکم دینا اور ایسے ہی دوسرے تحقیری انداز اختیار کرنا مثلاً بچے کو نظرانداز کرنا، اس کے لباس اور غذا کا خیال نہ رکھنا، اسے زبردستی اس حالت میں رکھنا کہ وہ تماشا بن جائے اور دوسرے بچے اسے دیکھیں اور اس کا مذاق اڑائیں۔

جسمانی سزا تو نظر آتی ہے مگر جذباتی سزا آسانی سے نظر نہیں آتی اور نہ شناخت ہو پاتی ہے۔ اگر کسی بچے یا بچی کو کلاس سے نکال دیا جائے اور اسے کئی گھنٹوں تک تیز دھوپ میں کھڑے ہونے کا حکم دیا جائے تو اس سے مذکورہ بچے کی عزت نفس بری طرح مجروح ہوتی ہے۔ وہ دوسروں کی نظروں میں اپنے لیے ذلت محسوس کرتا ہے۔ یا کسی بچے کو لباس اور خوراک کے حوالے سے نظرانداز کیا جائے تو یہ بھی جسمانی تشدد میں ہی آتا ہے۔ مزید برآں جسمانی سزا اور جذباتی سزا کے درمیان کوئی واضح فرق نہیں ہے۔ اکثر و بیشتر بچے جسمانی سزا کو بھی ذلت اور عزت نفس مجروح ہونے کا سبب سمجھتے ہیں۔[11]

عملی سرگرمیاں: کیا یہ جسمانی سزا ہے؟

درج ذیل کیس اسٹڈی کو پڑھیں اور اس پر غور کریں۔ اور ممکن ہو تو اپنے ساتھیوں سے اس پر بات بھی کریں۔ کیا یہ جسمانی سزا کی کوئی مثال ہے؟ کیا اس میں سزا بچے کو کوئی سبق سکھا رہی ہے؟

شیریں کی کہانی

شیریں ہر روز اسکول جاتی ہے، اور بڑی بات یہ ہے کہ وہ اسکول میں ہر چیز سے لطف اندوز بھی ہوتی ہے، سوائے ہجے اور تلفظ والے (Spelling) اسباق کے۔ جس روز وہ زیادہ خوف زدہ ہوتی ہے، اسی روز ہجے اور تلفظ والے (Spelling) ٹیسٹ زیادہ ہوتے ہیں۔ وہ اور اس کے کبھی دوست ہر لفظ کی ہجے (Spelling) غلط بتاتے ہیں، جس کی سزا کے طور پر شیریں کی استاد بچوں کو اسکول کے پیچھے واقع پہاڑی پر چڑھنے کا حکم دیتی ہیں، جہاں سے ہر بچے کو پانچ اینٹیں اٹھا کر لانی ہوتی ہیں۔ یہ اینٹیں اسکول کے چاروں طرف تعمیر ہونے والی دیوار میں استعمال کی جاتی ہیں۔ شیریں کی سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ اس کے پہاڑی سے اینٹیں اٹھا کر لانے سے اس کے ہجے (Spelling) کیسے ٹھیک ہونگے۔ لیکن وہ مجبور ہے، اسے یہ مشقت بہرصورت کرنی ہوتی ہے۔ بعض اوقات جب وہ فارغ ہوتی ہے تو اس کا لباس بہت گندا اور خراب ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے اسے گھر پر بھی شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

11 Ending Corporal Punishment of Children in Zambia. Save the Children Sweden, Regional Office for Southern Africa, Arcadia, 2005.

جسمانی سزا کس حد تک عام ہے اور کیوں؟

ماضی پر نظر دوڑائیں، اپنے اسکول کے بارے میں سوچیں۔ کیا آپ کو یا آپ کے کسی دوست کو جسمانی یا جذباتی سزا ملی تھی؟ زیادہ امکان اس بات کا ہے کہ آپ کا جواب ''ہاں'' میں ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جسمانی سزا ساری دنیا میں عام ہے۔ دنیا کے 190 سے زائد ملکوں میں سے صرف 15 ملکوں نے اپنے ہاں بچوں کی جسمانی سزا پر پابندی عائد کی ہے۔ باقی ملکوں میں سے بیشتر ملکوں میں والدین اور بچوں کی نگہداشت کرنے والے لوگ بشمول اساتذہ نے اپنے اس ''حق'' کو برقرار رکھا ہے کہ وہ بچوں کو ماریں اور ان کی عزت نفس کو مجروح کریں۔[12]

ویسے تو ہم میں سے اکثر لوگ عام طور سے تشدد کی مذمت کرتے ہیں اور خاص طور سے بالغوں پر کیے جانے والے تشدد کے خلاف ہیں، لیکن دنیا کے چند ہی لوگوں نے بچوں پر ہونے والے تشدد پر سنجیدگی سے توجہ دی ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ اس کی وجہ طویل عرصے سے چلی آ رہی روایات اور ثقافتی عقائد ونظریات ہیں۔ انہی کی وجہ سے بعض معاشروں میں جسمانی سزا کو استحکام ملا ہوا ہے۔ ایک عام مقولہ ہے: ''چھڑی رکھو اور بچے کو خراب کردو۔'' جسمانی سزا کے دوسرے تصورات یہ ہیں کہ: 1۔ یہ مؤثر ہوتی ہے۔ 2-اس سے بچے مشکلات کا شکار ہونے سے بچ جاتے ہیں۔ 3-یہ انہیں غلط سے صحیح کی طرف آنا سکھاتی ہے۔ 4-انہیں دوسروں کی عزت کرنے کی ترغیب دیتی ہے اور 5-یہ جسمانی تشدد سے بالکل مختلف ہے۔ تاہم ریسرچ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جسمانی سزا کی وجہ سے متذکرہ بالا میں سے کوئی بھی فائدہ نہیں ہوتا اور یہ بچوں کے خلاف تشدد کی ہی ایک شکل ہے۔[13]

جسمانی سزا کے بارے میں دوسرے متعلقہ عقائد اور نظریات یہ ہیں۔[14] کیا آپ نے کبھی سنا ہے کہ کسی نے ان میں سے کسی جسمانی سزا کو استعمال کیا ہو اور اسے ٹھیک بھی قرار دیا ہو؟ کیا آپ نے کبھی ایسا کچھ کیا ہے یا اس کے بارے میں سوچا ہے؟ ازراہ کرم اس موقع پر دیانت داری کا مظاہرہ کریں۔

پہلا خیال: Myth No.1 ''ایسا میرے ساتھ ہوا اور اس سے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا''

حقیقت: جو لوگ یہ کہتے ہیں وہ اپنے اندر کے احساس کو دبانے کے لیے ایسا کرتے ہیں، حالانکہ جب ان کے والدین یا اساتذہ نے انہیں مارا تھا تو انہیں غصہ بھی آیا ہوگا، خوف بھی محسوس ہوا ہوگا اور ان کا اعتماد بھی متاثر ہوا ہوگا، مگر اپنے سابقہ احساس کے زیر اثر ہی وہ آج بھی بچوں کو جسمانی سزا دیتے ہیں۔ اس طرح وہ یہ سوچ کر گویا اپنے اس تشدد آمیز عمل کو تحفظ فراہم کرتے ہیں جو وہ بچوں کے ساتھ کر رہے ہیں۔ تاہم ان کا یہ عمل ظاہر کرتا ہے کہ ان کے زمانے میں جسمانی سزا نے انہیں نقصان پہنچایا تھا۔ یہ تشدد کا وہ دائرہ ہے جو اب تک چلا آ رہا ہے اور یہ لوگ اپنے بچوں کو جسمانی سزا دے کر اپنی بھڑاس نکال رہے ہیں اور یہ بچے

---

12 Newell, Peter. "The Human Rights Imperative for Ending All Corporal Punishment of Children," in: Hart, Stuart N (ed.), Eliminating Corporal Punishment: The Way Forward to Constructive Child Discipline. Paris: UNESCO Publishing, 2005.

13 Durrant, Joan E. "Corporal Punishment: Prevalence, Predictors and Implications for Child Development," in: Hart, Stuart N (ed.), Eliminating Corporal Punishment: The Way Forward to Constructive Child Discipline. Paris: UNESCO Publishing, 2005.

14 Adapted from: From Physical Punishment to Positive Discipline: Alternatives to Physical/Corporal Punishment in Kenya. An Advocacy Document (Draft Two) by ANPPCAN Kenya Chapter, January 2005. http://kenya.ms.dk/articles/advocacy%20document%20ANPPCAN.htm?udskriv+on%5D [accessed online on 9/29/2005]

آنے والے وقت میں یہ احساس اپنی نسلوں کو منتقل کرتے رہیں گے۔[15] مزید یہ کہ بعض ایسی چیزیں بھی ہیں جنہیں سابقہ نسلوں نے برقرار رکھا تھا، آج وہ موجود نہیں ہیں۔ مثال کے طور پر ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ بہت سے افراد کو ان کے بچپن میں حفاظتی ٹیکے نہیں لگائے گئے تھے، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ اپنے بچوں کے لیے بھی یہی بات پسند کریں گے اور انہیں حفاظتی ٹیکوں کا کورس نہیں کرائیں گے۔

دوسرا خیال: Myth No.2 ''کوئی بھی چیز کارگر نہیں ہوتی'' یا'' آپ نے ہی تو اس کے لیے کہا تھا''

حقیقت: مثبت نظم وضبط کے لیے استاد اور بچے کے درمیان اعتماد، باہمی عزت اور تعلقات کی ضرورت ہوتی ہے۔ کسی بچے کے لیے اذیت یا تکلیف کا سامنا کرنا حقیقت سے فرار ہے۔ یہ ایک ناکامی ہے جس کا اعتراف کر لینا چاہیے کہ ہمیں بچے کو پڑھانا اور سکھانا چاہیے تھا اور جس طرح اس کے اندر اچھے رویے کی آب یاری کرنی چاہیے تھی، اس میں ہم ناکام ہو گئے۔ اگر ہم نے مستقل طور پر جسمانی سزا کا طریقہ استعمال کیا تو دوسرے طریقوں کے کام کرنے اور قابل عمل ہونے میں بڑا وقت لگ جائے گا۔ اگر ہم طویل عرصے تک بچوں پر چیختے چلاتے ہیں، انھیں ڈراتے دھمکاتے ہیں اور انہیں جسمانی سزا دیتے ہیں تو ہمارے اور ان کے درمیان راتوں رات موثر اور بااعتماد تعلق قائم نہیں ہو سکے گا۔ اس سے یہ احساس پیدا ہوگا کہ'' کوئی بھی چیز کارگر نہیں ہوتی'' یا یہ کہ بچے پٹنے کے خواہش مند ہیں۔ لیکن اصل مسئلہ نظم وضبط والے طریقے کا ہے، اس میں بچوں کے رویے کا کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ کہہ کر یا سوچ کر کہ بچہ خود ہی پٹنے کا خواہش مند ہے، استاد یا والدین خود کو بے قصور ثابت کرنا چاہتے ہیں اور سارا الزام پٹنے والے پر ڈالنا چاہتے ہیں۔ اگر کبھی آپ کو یہ احساس ہو جائے کہ'' کوئی بھی چیز کارگر نہیں ہوتی'' تو کیا آپ اپنے باس، ملازم، بیوی یا بہترین دوست کو ماریں گے؟ یقیناً نہیں۔

تیسرا خیال: Myth No.3 ''جسمانی سزا دوسرے طریقوں سے بہتر ہے۔''

حقیقت: طلبہ کو خوف میں مبتلا کر کے صحیح رویے کی طرف راغب کرنا مثبت نظم وضبط کا حصہ نہیں ہو سکتا۔ جسمانی سزا صرف اس صورت میں ہی کام کرتی دکھائی دیتی ہے جب آپ اسے مختصر مدت میں اور بیرونی طور پر جانچیں۔ جسمانی سزا بچوں کو وہ کام کرنا سکھاتی ہے جو آپ نے کہا ہے لیکن صرف اس وقت جب آپ موجود ہوں۔ حقیقت میں یہ چیز بچوں کو جھوٹ بولنا سکھاتی ہے۔ وہ اس ڈر سے جھوٹ بولتے ہیں کہ کہیں دوسروں کے سامنے ان کی پٹائی یا بے عزتی نہ ہو جائے۔ اس طرح بچوں میں عدم تحفظ اور عدم اعتماد کا احساس پیدا ہوتا ہے جو اساتذہ و طلبہ کے تعلقات کو برباد کر دیتا ہے۔ بچے اس وقت مشتعل اور برہم ہو جاتے ہیں جب وہ یہ دیکھتے ہیں کہ جس استاد کا کام انہیں پڑھانا اور ان کی دیکھ بھال کرنا ہے، وہ انہیں ڈرا دھمکا رہا ہے، انہیں مار رہا ہے اور ان کی بے عزتی کر رہا ہے۔ جبکہ جسمانی سزا صرف ایک پہلو سے موثر نظر آتی ہے، وہ یہ کہ اس کی وجہ سے بچہ عارضی طور پر ڈر کر فرماں بردار بن جاتا ہے۔

چوتھا خیال: Myth No.4 ''جسمانی سزا فرمانبرداری سکھاتی ہے''

حقیقت: ماضی میں بچوں کو یہ سکھایا جاتا تھا کہ وہ اپنے بڑے یا بااختیار لوگوں کے سامنے سر نہ اٹھائیں اور ان سے کوئی سوال نہ کریں۔ مگر اب وقت بدل چکا ہے۔ آج بہت سے استاد پڑھانے کے وہ طریقے اختیار کر رہے ہیں جن میں بچہ مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ ان طریقوں میں بچے کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے، تاکہ وہ خود تلاش کرے اور نت نئے طریقے اختیار کرے، خود سوچے اور غور وفکر کر کے سوال کرے اور ان کے جواب بھی خود تلاش کرنا سیکھے، جو بہت پر لطف عمل ہے۔ تاہم جسمانی سزا بچے کو سوال کرنے، تنقیدی انداز سے سوچنے اور ذاتی مقاصد کے حصول سے روکتی ہے۔ اور یہی وہ خصوصیات ہیں جو بچوں اور

15 Durrant, Joan E. "Corporal Punishment: Prevalence, Predictors and Implications for Child Development," in: Hart, Stuart N (ed.), Eliminating Corporal Punishment: The Way Forward to Constructive Child Discipline. Paris: UNESCO Publishing, 2005.

بالغوں دونوں کو ہی جدید/اختراعی معاشرے (Innovative society) میں متحرک کر کے مقابلہ کرنے کے قابل بناتی ہیں۔ جسمانی سزا کے خوف سے زبردستی کرائی جانے والی فرماں برداری بچوں اور بڑوں دونوں کے اندر کی تخلیقی صلاحیت کو ختم کر دیتی ہے۔

پانچواں خیال: Myth No.5 ''میں اس کو آخری ہتھیار کے طور پر استعمال کرتا ہوں، میرے پاس اور کوئی راستہ نہیں تھا''

حقیقت: یہ معذرت ہمارا بوجھ کم کر دیتی ہے اور ہمارے طلبہ کو سکھاتی ہے کہ تشدد کا استعمال آخری ہتھیار ہے اور بالکل حق بجانب ہے۔ لیکن یہ دلیل قابل قبول نہیں ہے۔ مثال کے طور پر کیا ایک شوہر اپنی بیوی کو آخری ہتھیار کے طور پر مارنے پیٹنے میں حق بجانب ہے؟

جب بات طلبہ کی آتی ہے تو اب یہ چیز کسی صورت بھی قابل قبول نہیں ہے۔ والدین اور اساتذہ جسمانی سزا کو آخری ہتھیار قرار نہیں دیتے، وہ تو معمولی سے غلط برتاؤ پر بھی پہلے ہی مرحلے میں سزا دے ڈالتے ہیں۔

چھٹا خیال: Myth No. 6 ''میری کلاس میں بہت زیادہ بچے ہیں اور میں اسی طریقے سے انہیں کنٹرول کر سکتا ہوں''

حقیقت: یہ بات وہ اساتذہ بہت کہتے نظر آتے ہیں، جن کے کمرۂ جماعت میں بہت زیادہ بچے ہیں، بعض اوقات تو ایک کمرۂ جماعت میں 100 کے لگ بھگ بچے ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ سے کمرۂ جماعت میں نظم وضبط نہیں ہوتا۔ بچوں کو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ ان سے کیا توقع کی گئی ہے۔ پھر برے رویے کے باعث اساتذہ اور طلبہ کے درمیان مثبت تعلقات بھی قائم نہیں ہو پاتے اور طلبہ اچھائی کی صفت سے محروم رہتے ہیں۔ اس کی وجہ استاد کا رعب دار انداز بھی ہوتا ہے۔ وہ کہتا ہے: ''میں اس کلاس کا استاد ہوں اور سب بچوں کو میرے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق پڑھنا ہوگا۔'' کمرۂ جماعت کو قابو میں رکھنے کے لیے استاد کو جسمانی سزا کا طریقہ استعمال کرنا پڑتا ہے۔ یہ سزا اس لیے نہیں دی جاتی کہ بچوں کا رویہ درست ہو جائے، بلکہ اس لیے دی جاتی ہے تاکہ اسے دیکھ کر دوسرے بچے خوف زدہ ہو جائیں اور وہ ایسے خراب رویے کا مظاہرہ نہ کریں۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا اور یہ بچے پھر بھی خراب رویے کا مظاہرہ کرتے ہیں، جیسا کہ اوپر چوتھے مفروضے میں ذکر کیا گیا ہے۔ بچوں کے دلوں میں جسمانی سزا کا خوف ڈال کر انہیں فرماں بردار بنانے سے بچے اپنے استاد سے پڑھنے کی طرف راغب نہیں ہوتے۔ انہیں تو اپنے استاد کا خوف ہوتا ہے اور بس! جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بچے پڑھنے پر آمادہ ہی نہیں ہوتے جس سے ہمارا کام مزید مشکل ہو جاتا ہے اور بہ حیثیت استاد ہماری کارکردگی ناقص ہو جاتی ہے۔

ساتواں خیال: Myty No. 7 ''جسمانی سزا ہماری ثقافت کا حصہ ہے''

حقیقت: جسمانی سزا کا بعض اوقات یہ کہہ کر تحفظ کیا جاتا ہے کہ یہ ہمارے معاشرے کا ایک لازمی حصہ ہے اور یہ کہ جسمانی سزا کے بجائے متبادل سزا کا تصور مغرب کا پیدا کردہ ہے اور مغرب والے ایشیائی اقدار کو نہیں سمجھتے۔ ایشیائی معاشروں میں بڑوں اور بڑی عمر والوں کا بہت احترام ہوتا ہے۔ یہاں نوجوانوں اور بچوں کو تعلیم دی جاتی ہے کہ اپنے بڑوں کی عزت کریں، ان کی خدمت کریں اور ان کی فرماں برداری کریں، انہی بڑوں میں اساتذہ بھی شامل ہیں۔ حالانکہ جسمانی سزا کا تصور پورے ایشیا میں عام ہے مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ اس کا تعلق روایتی یا رواجی نظریاتی نظام سے بھی ہو۔ اس کے برعکس ایشیائی معاشرے کی

دو بنیادی اقدار سماجی ہم آہنگی اور سیکھنے کے عمل کو برقرار رکھنا ہے جس کے ذریعے ذہنی صلاحیتوں کو جسمانی نظم وضبط کے لیئے استعمال کیا جاتا ہے خاص کر شور و فساد کے ماحول میں اپنے آپ کو قابو رکھنا۔ جسمانی سزا کے ذریعے کیا جانے والا تشدد درحقیقت ایشیا کی ان روایتی اقدار کے خلاف جاتا ہے۔ یہ کمرۂ جماعت میں سماجی ہم آہنگی کو تباہ کردیتا ہے۔ اس طرح اساتذہ اور طلبہ کے درمیان اچھے تعلقات فروغ نہیں پاتے اور مستقبل میں بھی ان مثبت تعلقات کے فروغ کی کوئی امید باقی نہیں رہتی۔ اس سے بچوں کا اعتماد بھی ختم ہوتا ہے اور ان کی عزت نفس بھی مجروح ہوجاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم دوسروں پر غالب آنے یا انہیں قابو کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ جسمانی سزا کی بجائے روایتی اقدار کی مدد سے نظم وضبط کی متبادل راہ اختیار کی جاسکتی ہے جس میں تشدد شامل نہیں ہوتا[16] مثال کے طور پر جب قابل احترام بالغ افراد اچھے اور تشدد سے پاک برتاؤ کا نمونہ پیش کریں جس کی، بعد میں ان کے بچے تقلید کریں[17] مزید یہ کہ انفرادی اور ثقافتی عقائد کا وہ نظام جو جسمانی سزا کی راہ ہموار کرتا ہے اسے مختصر مدت میں بدلا جاسکتا ہے[18]

☆ کیا جسمانی سزا کا کوئی اثر ہوتا ہے؟ اس کے کیا نتائج نکلتے ہیں؟

جسمانی سزا بڑے پیمانے پر اس لیے موجود ہے کیونکہ اساتذہ کا یہ خیال ہے کہ یہ کام کرتی ہے یعنی اس کا طلبہ پر اثر ہوتا ہے۔ لیکن کیا یہ بات صحیح ہے؟ دو عشروں سے زائد عرصے پر محیط تحقیق سے پتا چلا ہے کہ جسمانی سزا کا واحد مثبت نتیجہ یہ سامنے آیا ہے کہ اس کے باعث بچے فرماں بردار ہوجاتے ہیں۔ لیکن اگر اس کے منفی نتائج پر نظر ڈالی جائے تو وہ مذکورہ بالا مثبت نتیجے کو ختم کردیتے ہیں[19] جسمانی سزا کا استعمال شاذ و نادر ہی مطلوبہ نتائج دیتا ہے۔ اس کی وجہ سے صرف ایک مثبت نتیجہ سامنے آتا ہے، لیکن اس کے منفی نتائج اس مثبت نتیجے کو ختم کردیتے ہیں۔ یہ صورت حال طلبہ کے لیے بھی اچھی نہیں ہے اور بہ حیثیت استاد آپ کے لیے بھی اچھی یا مفید نہیں ہے۔

☆ جب ہم جسمانی سزا کا طریقہ اختیار کرتے ہیں تو اس کے نتیجے غیر متوقع ہوتے ہیں۔ ان میں اداسی، بے عزتی کا احساس، غصہ، اشتعال، جارح انداز، انتقام کی خواہش، ڈراؤنے خواب، بستر پر پیشاب کردینا، اپنے وجود اور اپنے اختیار سے محرومی، نہایت شدید ذہنی دباؤ، فکر و تشویش، منشیات کا استعمال، جنسی بے راہروی، بچوں سے بدفعلی، بیوی کے ساتھ نامناسب برتاؤ، بچوں کا جرائم کی طرف راغب ہونا اور اس کے نتیجے میں مزید جسمانی تشدد جیسی برائیاں شامل ہیں[20]

☆ اس کے طویل مدت اثرات یہ ہوتے ہیں کہ جن بچوں کو جسمانی سزا دی گئی تھی، ان میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سماج دشمن رویے فروغ

16 Save the Children. "How To Research the Physical and Emotional Punishment of Children." Bangkok: Southeast, East Asia and Pacific Region, 2004.

17 Information provided by Elizabeth Protacio-de Castro, Head of the Programme on Psychosocial Trauma and Human Rights, Centre for Integrative Development Studies, the University of the Philippines, and documented in: Power, Clark F. and Hart, Stuart N. "The Way Forward to Constructive Child Discipline." in: Hart, Stuart N (ed.), Eliminating Corporal Punishment: The Way Forward to Constructive Child Discipline. Paris: UNESCO Publishing, 2005.

18 Durrant, Joan E. "Corporal Punishment: Prevalence, Predictors and Implications for Child Development." in: Hart, Stuart N (ed.), Eliminating Corporal Punishment: The Way Forward to Constructive Child Discipline. Paris: UNESCO Publishing, 2005.

19 Ibid.

20 Ibid.

پاتے ہیں جن کی وجہ سے وہ بہت تیزی سے تشدد کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ اس طرح جسمانی تشدد کا ایک ایسا دائرہ بن جاتا ہے جو ایک نسل سے اگلی نسل کو منتقل ہوتا رہتا ہے گویا تشدد کا استعمال کر کے ہم دوسروں کو بھی تشدد کی تعلیم دیتے ہیں۔[21]

☆ اساتذہ کی حیثیت سے ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم اپنے طلبہ کی ترقی اور نشوونما میں بہتری لائیں۔ جسمانی سزا کسی بھی بچے کی ذہنی ترقی اور نشوونما کو سنگین نقصان پہنچا سکتی ہے جس کے نتیجے میں اس کے ساتھ تعلیمی، سماجی، آپسی تعلقات اور نفسیاتی ہم آہنگی کے مسائل پیش آ سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر تحقیق سے پتا چلا ہے کہ جسمانی سزا پانے والے کئی بچے بہ حالت مجبوری صرف اس لیے اسکول چھوڑ گئے، کیونکہ انہیں اس بات کا خوف تھا کہ کہیں انہیں ایک بار پھر مارا پیٹا یا دوسروں کے سامنے ذلیل نہ کیا جائے۔ ایسے بچے جب ایک بار اسکول سے باہر آ جاتے ہیں تو انہیں منشیات میں پناہ ملتی ہے۔ وہ یا تو خود منشیات استعمال کرتے ہیں یا اسے بیچنے کے کام میں لگ جاتے ہیں یا دوسری سماج دشمن سرگرمیوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔[22,23]

☆ اگر چہ نامناسب رویے کو اس وقت روکنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تب بھی ہمارا جسمانی سزا کا استعمال بچے میں مناسب رویہ پیدا نہیں کر سکتا۔ کیوں؟ بچہ نہ یہ جانتا ہے اور نہ یہ سیکھ چکا ہے کہ اس موقع پر کیا کرے۔ اسے کس طرح کے رویے کو اختیار کرنا چاہیے، سوائے اس بات کے کہ وہ اسے اس کام سے روکے جو وہ کر رہا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے کہ آپ کو یہ بتایا جائے کہ جسمانی سزا کا استعمال نہ کیا جائے، لیکن اس کے ساتھ ہی آپ کو یہ نہ پڑھایا جائے کہ آپ اس موقع پر کس قسم کے انضباطی طریقے استعمال کر سکتے ہیں۔

☆ جسمانی سزا کا استعمال بعض اوقات الٹا اثر بھی کر سکتا ہے اور وہ غیر ارادی طور پر مستحکم ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر جب اساتذہ اور ساتھیوں کی توجہ اس بات پر جاتی ہے کہ بچہ برے برتاؤ کا مظاہرہ کر رہا ہے جیسے امجد نے کیا تو بچہ اس پر پہلے سے بھی زیادہ ردعمل کا مظاہرہ کرنے لگتا ہے۔

☆ جسمانی سزا اکثر جارحیت اور دشمنی جیسے جذبات پیدا کر دیتی ہے۔ اس کی وجہ سے اساتذہ اور طلبہ کے درمیان قائم ہونے والے اچھے تعلقات تباہ ہو جاتے ہیں ان میں باہمی اعتماد کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور مستقبل میں ان کے درمیان اچھے تعلقات کی کوئی امید باقی نہیں رہتی۔ اس کے بعد ہمارا کام مشکل ہو جاتا ہے ہم چڑچڑے اور مایوس ہونے لگے لگتے ہیں۔ ہمیں اسکول جانے اور پڑھانے سے خوف آنے لگتا ہے۔ پھر ہمارے طلبہ بھی ہماری عدم دلچسپی اور ناخوشی کو محسوس کر سکتے ہیں کہ ہمیں ان میں آنا اچھا نہیں لگ رہا ہے۔

☆ وہ بچے جو جسمانی سزا کا نشانہ بنتے ہیں، وہ بسا اوقات زخمی بھی ہو جاتے ہیں اور انہیں طبی امداد کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ یہ چیز ان کے لئے مستقل نقصان یا موت کا سبب بھی بن سکتی ہے۔ مثال کے طور پر جب کوئی استاد اپنے طلبہ کو ڈنڈا استعمال کرنے کی دھمکی دیتا ہے اور ڈنڈا اٹھانے لگتا ہے تو غیر ارادی طور پر یہ ڈنڈا ان طلبہ کی آنکھ میں لگ سکتا ہے۔ (بدقسمتی سے ایسا واقعہ پیش آ چکا ہے)

21 From Physical Punishment to Positive Discipline: Alternatives to Physical/Corporal Punishment in Kenya. An Advocacy Document (Draft Two) by ANPPCAN Kenya Chapter, January 2005. http://kenya.ms.dk/articles/advocacy%20document%20ANPPCAN.htm?udskriv+on%5D [accessed online on 9/29/2005]

22 Ibid.

23 Cotton, Katherine. Schoolwide and Classroom Discipline. School Improvement Research Series. Iclose-Up #9. http://www.nwrel.org/scpd/sirs/5/cu9.html [accessed online on 10/6/2005]

نظم وضبط کے معنی

نظم وضبط ایک ایسا لفظ ہے جس کے اکثر غلط معنی نکالے جاتے ہیں، خاص طور سے اس وقت جب اسے غلطی سے سزا کے معنی میں لیا جاتا ہے۔ بعض اساتذہ کے خیال میں نظم وضبط کا مطلب ''سزا'' ہے۔ ''اس بچے کو نظم وضبط کی ضرورت ہے'' اس کا مطلب بہت سے اساتذہ یہ نکالتے ہیں کہ ''اس بچے کو پٹائی یا ڈنڈے کی ضرورت ہے۔'' یہ بالکل غلط مطلب ہے۔

نظم وضبط کا مطلب ہے ایک فرد کو طویل اور مختصر مدت میں قواعد وضوابط یا ضابطۂ سلوک کی تعلیم دینا۔[24,25]

جبکہ سزا کا مطلب بچے کے برتاؤ کو قابو کرنا ہے تو نظم وضبط کا مطلب ہوا بچے کے برتاؤ کو بہتر بنانا، اس کی تعمیر کرنا خاص طور سے اس کے برتاؤ اور سلوک والے معاملات پر توجہ دینا۔ اس کا مطلب ہے ایک بچے کو اپنے آپ پر قابو کرنا سکھانا، اس میں اعتماد پیدا کرنا اور اس چیز پر خاص توجہ۔ دینا اس سے مراد یہ ہے کہ بچے کو سیکھنے اور پڑھنے کی طرف راغب کرنا اور وہ چیز سکھانا جو بچہ سیکھنے کا اہل ہے۔ یہ بچوں کو ایک بنیاد فراہم کرتا ہے کہ وہ نہ صرف اپنے اندر ہم آہنگی پیدا کرتے ہیں بلکہ خود کو دوسروں کے ساتھ ہم آہنگ ہونے کے قابل بھی بناتے ہیں۔ نظم وضبط کا واضح ترین مقصد بچوں کو اس قابل بنانا ہے کہ وہ اپنے سلوک، برتاؤ یا رویے کو خود سمجھ سکیں، خود آگے بڑھ کر فیصلے کریں، اپنے انتخاب (Choice) میں ذمہ داری کا مظاہرہ کریں، اپنی اور دوسروں کی عزت کریں۔ دوسرے لفظوں میں وہ اندرونی طور پر مثبت اندازِ فکر اختیار کریں اور اچھے رویے کا مظاہرہ کریں، جو ان میں تاحیات قائم رہے۔ مثال کے طور پر جب آپ کسی نظم وضبط والے شخص کے بارے میں سوچتے ہیں تو آپ کے ذہن میں کیا آتا ہے؟ اولمپک کا ایک جمناسٹک کھلاڑی، کوئی ایسا شخص جس نے بری عادت کو ترک کر دیا ہے، مثلاً اس نے سگریٹ نوشی چھوڑ دی ہے، کوئی ایسا شخص جو ہنگاموں اور شور شرابے میں بھی خاموش اور پرسکون رہتا ہے۔ ان سب کے لیے اپنے آپ پر قابو رکھنے کی ضرورت ہے اور یہی نظم وضبط کا اہم اور بنیادی مقصد ہے۔

نظم وضبط ایک بچے کے رویے کو ایک خاص شکل (Shape) دیتا ہے۔ اس سے بچے اپنے آپ کو قابو کرنا سیکھتے ہیں کیونکہ یہ ان کی مثبت انداز سے حوصلہ افزائی کرتا ہے، انہیں دکھ تکلیف نہیں دیتا اور نہ انہیں بے مقصد نتائج کی طرف لے جاتا ہے۔ اگر آپ والدین ہیں یا آپ کے کسی دوست کے بچے ہیں تو ذرا بچے کی زندگی کے ابتدائی پہلے یا دو سال کے بارے میں سوچیں۔ اسے دونوں ہاتھوں کو ملا کر تالیاں بجانا کیسے سکھایا گیا تھا، اسے کس طرح چلنا یا باتیں کرنا سکھایا گیا تھا۔ یقیناً آپ نے یا آپ کے دوست نے اس موقع پر تربیتی طریقے استعمال کئے ہوں گے، اسے مثالوں کے ذریعے سکھایا ہوگا۔ (اس طریقے کو "Modeling" بھی کہتے ہیں) اس وقت آپ نے یا آپ کے دوست نے اپنے بچے کو بڑے پیار سے سکھایا ہوگا، اس کی تعریف بھی کی ہوگی، نہ اس پر چیخیں ہوں گے نہ مارا ہوگا نہ دھمکایا ہوگا اور نہ اس کی بے عزتی کی ہوگی۔ یہ حوصلہ افزائی ایک قسم کا انعام ہے جو بچے کو سیکھنے، کام کرنے اور کچھ حاصل کرنے کے لیے اکساتا ہے۔ یہ عزتِ نفس کی تعمیر کرتا ہے کیونکہ بچہ اس بات کو سمجھ لیتا ہے کہ وہ یہ کام کرنے میں وہ براہِ راست خود ذمہ دار ہے، وہ جو کچھ کرے گا اس کا اسے انعام ملے گا اور تعریف بھی ہوگی۔ یہی وہ مقام ہے جہاں بچہ یہ انتخاب کرتا ہے کہ وہ یہ انعام اور تعریف حاصل کرے گا یا نہیں کرے گا۔ یہ چیز ان میں یہ احساس پیدا کرتی ہے کہ ان کی اپنی زندگیوں پر ان کا مکمل اختیار ہے اور یہ احساس صحت مند عزتِ نفس کی تعمیر کا بنیادی عنصر ہے۔ اسی طرح اگر بچہ خراب

24 Kersey, Katharine C. Don't Jime It Out On Your Kids: A Parent's and Teacher's Guide to Positive Discipline. http://www.cei.net/~rcox/dontake.html [accessed online on 10/10/2005]

25 Welker, J. Eileene. Make Lemons into Lemonade: Use Positives for Disciplining Children. http://ohioline.osu.edu/hyg-fact/5000/5153.html [accessed online on 10/10/2005]

رویے کا مظاہرہ کرتا ہے، مثلاً وہ غصہ دکھاتا ہے، چیختا چلاتا ہے، کمرۂ جماعت میں دیر سے آتا ہے اور اس کے اس رویے کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے بلکہ اسے نظر انداز کر دیا جائے تو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ خود ہی اپنے آپ کو کنٹرول کرنا سیکھ لیتا ہے۔ کیونکہ وہ دیکھ لیتا ہے کہ اپنے خراب رویے کے باعث وہ مسلسل نظر انداز ہو رہا ہے۔ وہ جان جاتا ہے کہ اسے یہ توجہ اسی وقت ملے گی جب وہ اچھے رویے کا مظاہرہ کرے گا، کلاس میں وقت پر پہنچے گا، اچھا بچہ بن کر دکھائے گا اور یہی وہ وقت ہوگا جب آپ اس بچے کو مزید اچھائی کی طرف لے جائیں گے۔

ہم ایک بار پھر امجد کے کیس کی طرف جاتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ اس کے استاد نے اسے نظم وضبط والا کیسے بنایا اور اس سے کس طرح سیکھا۔

کیس اسٹڈی: امجد میں تبدیلی[26]

نیا ہفتہ ایسے ہی شروع ہوا جیسے پچھلا ہفتہ شروع ہوا تھا۔ امجد مسلسل اپنے پریشان کن اور غیر منصفانہ رویے کا مظاہرہ کر رہا تھا، اس نے ہر ایک کو ہی پاگل کر دیا تھا۔ لیکن میں نے اس ہفتے کے آخر میں امجد کے بارے میں بہت کچھ سوچا تھا۔ میں سوچ رہی تھی کہ اس نے مجھے کیسے احساس میں مبتلا کر دیا ہے۔ غصے اور اشتعال کے جذبات نے مجھے مغلوب کر دیا تھا۔ کتاب معاونت کرنے والے نظم وضبط (Cooperative discipline) کے مطابق ہم ایسا اس وقت محسوس کرتے ہیں جب کوئی طالب علم نامناسب رویے کا مظاہرہ کرتا ہے اور یہی چیز ہمیں طالب علم کے غلط رویے والے مقصد کے بارے میں بتا دیتی ہے۔ ایک بار جب ہم یہ بات جان جاتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ بچہ کیا کر رہا اور کیوں کر رہا ہے تو ہمارے لیے اس سے نمٹنا نہایت آسان ہو جاتا ہے۔[27]

غصہ آنا اس بات کا ثبوت ہے کہ طالب علم بھرپور اختیارات (Power) کی تلاش میں ہے اور اشتعال کا مطلب یہ ہے کہ طالب علم توجہ کی تلاش میں ہے۔ جیسے جیسے میں اس پر غور کرتی گئی ویسے ویسے میری سمجھ میں آتا چلا گیا۔ امجد بچوں اور اپنے ساتھیوں سمیت سب کے سامنے زور زور سے اور وحشیانہ انداز سے چیختا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ ان سب کی توجہ چاہتا تھا۔ جب وہ ہماری توجہ حاصل کر لیتا تو گویا وہ بااختیار ہو جاتا۔ ہم اسے چپ ہو جانے کو کہتے تو وہ براہ راست ہماری درخواستوں کو رد کر دیتا تھا اور چیخنا بند نہیں کرتا تھا۔ ظاہر ہے اس صورت میں ہم سبھی لوگ غصے سے پاگل ہو جاتے تھے۔ اس وقت مجھ پر یہ انکشاف ہوا کہ میں اپنی مرضی سے اور غیر محسوس انداز میں امجد کو یہ موقع دے رہی تھی کہ وہ مجھے اور میری جماعت پر قابو پا رہا تھا۔ میں اس پر الزام نہیں لگا سکتی تھی، بہر حال اپنے کاموں کی میں خود ذمہ دار تھی۔ پھر مجھے یہ خیال آیا کہ حالانکہ میں اسے قابو نہیں کر سکی لیکن میں نے جو کچھ کیا اور جو کچھ کہا اس کو میں قابو کر سکتی تھی۔ اس سوچ کے نتیجے میں ایک نیا منصوبہ اور ایک نیا رویہ تخلیق پا گیا۔

بدھ کی صبح میں نے یہ عہد کیا کہ چاہے امجد کچھ بھی کرے، میں اس پر توجہ نہیں دوں گی، کیونکہ اس کا خراب رویہ اس بات کا متقاضی تھا۔ میں نے سوچ لیا تھا کہ میں اسے نظر انداز کروں گی۔ جب وہ دس منٹ بعد کمرۂ جماعت میں آیا تو میں نے یہ ظاہر کیا جیسے میں نے اسے کمرہ میں آتے دیکھا ہی نہیں ہے۔ میں نے اپنی ایک اسسٹنٹ کو ایک کاغذ دیا اور اس سے کہا کہ امجد کمرۂ جماعت میں جو کچھ کرے، وہ اس کاغذ پر نوٹ کرتی رہے۔ لیکن اسے کچھ کرنے سے ہرگز نہ روکے جو وہ کر رہا ہے کرنے دے۔

امجد نے سب کچھ کیا لیکن ایک حرکت یہ کی کہ کلاس میں پیریڈ کے دوران کلاس میں اپنے کپڑے اتار دیئے۔ اس کے بعد اس نے کمرہ میں ڈیسکوں کے

26 This case study is adapted from the diary of Ellen Berg, a language arts teacher in Turner Middle School, St. Louis, Missouri, USA. http://www.middleweb.com/msdiaries01/MSDiaryEllenB7.html [accessed online on 10/6/2005]

27 Albert, Linda and Desisto, Pete. Cooperative Discipline. American Guidance Service, 1996.

درمیان ادھر ادھر بھاگنا شروع کر دیا۔ ایک طالب علم کے بال پکڑ کر کھینچے، ایک بچے کی عینک اپنے چہرے پر لگالی اور آہستہ آہستہ دروازے کی طرف کھسکنے لگا گویا وہاں سے بھاگ جانا چاہتا ہو۔

امجد نے یہ حرکت بھی کی کہ وہ ایک بچے کی کرسی پر چڑھ گیا۔ ہم نے پھر بھی اسے کچھ نہیں کہا۔ پوری کلاس مجھے اس طرح دیکھ رہی تھی جیسے میں پاگل ہو گئی ہوں۔ میں نے انہیں بتایا کہ ہمارا اہم کام یہ ہے کہ ہم اپنا کام جاری رکھیں اور اس چیز پر توجہ نہ دیں کہ ہمارے کام میں کون مداخلت کر رہا ہے۔ یہ اگر پڑھنے میں سنجیدہ نہیں ہے تو نہ ہو ہمیں اپنا کام حسب معمول جاری رکھنا چاہیے۔ میں ان بچوں کو بھی پیار کرنا چاہتی تھی جو پڑھائی کے دوران کبھی کبھار آپس میں باتیں بھی کرتے رہتے تھے۔ ان بچوں نے اس وقت بھی امجد کی حرکتوں کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا جب وہ انہیں پریشان کر رہا تھا۔

ادھر امجد کا رویہ برابر شدت اختیار کرتا رہا۔ پورے پیریڈ کے دوران امجد مسلسل مجھ سے کہتا رہا کہ وہ باتھ روم جانا چاہتا ہے، وہ ہیڈ ٹیچر کے کمرے میں جانا چاہتا ہے اور سکیورٹی گارڈ کی ڈیسک پر جانا چاہتا ہے۔ مگر میں برابر اسے نظر انداز کرتی رہی۔

پھر ایک حیرت انگیز بات ہوئی، باہر جانے کے بجائے وہ آرام سے اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ کلاس کے اختتام تک میں بچوں کو ان کے ناموں سے پکارتی رہی اور انہیں باہر بھیجتی رہی۔ تب امجد میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا ''ٹیچر! کیا میں بھی جا سکتا ہوں؟'' وہ میرے جواب کا انتظار کرتا رہا، کرتا رہا اور میں ہر طالب علم کا نام پکار کر اسے جانے کو کہتی رہی مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتی رہی کہ میری اجازت کے بغیر وہ کہیں نہ جائیں۔

میں حیران تھی کہ اگلے روز کیا ہوگا۔ کیا کوئی تبدیلی آئے گی یا مجھے ایک بار پھر امجد کے خراب اور بدترین رویے کا سامنا کرنا ہوگا۔

جمعرات کو امجد وقت پر آیا، اس کے پاس کاغذ، پنسل اور کتاب بھی تھی۔ وہ خاموشی سے اپنی جگہ بیٹھ گیا اور سوال کرنے کے لیے اپنا ہاتھ بلند کر دیا۔ اس کے بعد پورے پیریڈ کے دوران وہ نہ تو اپنی سیٹ سے اٹھا اور نہ میری اجازت کے بغیر اس نے کسی سے بات کی۔ وہ کچھ بے چین سا لگ رہا تھا لیکن میں جانتی تھی کہ اس وقت اس کے لیے خاموش بیٹھنا کتنا مشکل ہو رہا ہے۔ اسے جو کام دیا گیا تھا وہ اس نے نہیں کیا لیکن میرا خیال تھا کہ اس وقت امجد اپنے رویے کو قابو کر رہا تھا اور یہ اسی کا کام تھا۔

میں نے کیا سیکھا ہے؟ اس پر بھروسا کرنا اہم نہیں ہے کہ ''پہلے کیا ہو چکا ہے۔'' اگر میں وہی سابقہ حکمت عملیاں جاری رکھتی جن کی وجہ سے ماضی میں مجھے کامیابی ملی تھی تو میرا اندازہ تھا کہ ان کی وجہ سے امجد کے رویے میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ مجھے یہ بات معلوم تھی کہ بعض اساتذہ کا خیال تھا کہ طلبہ کو بالکل ٹھیک ٹھیک انداز سے کام کرنا چاہیے، کیونکہ یہ ہم نے انہیں بتایا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ بہت سے طلبہ ایسا نہیں کریں گے۔ ہم بالغ ہیں اور ہم پر یہ ذمہ داری ہے کہ ہم وہ تبدیلی لائیں جو مجموعی طور پر تمام طلبہ کی ضروریات پوری کر سکے۔ ایسا نہ ہو کہ صرف ان طلبہ کی ضروریات پوری کر سکے جو خاموش بیٹھتے ہیں، اچھے رویے کا مظاہرہ کرتے ہیں یا ہماری بات کو پہلی دفعہ میں ہی سمجھ لیتے ہیں۔

امجد نے مجھے یہ سکھایا تھا کہ میں کسی سے کچھ نہیں کرا سکتی لیکن میں اپنے کمرۂ جماعت کی حالت بدل سکتی ہوں اور ان کے فیصلوں پر اثر انداز ہو سکتی ہوں۔ اسکول لائبریرین نے ایک بار مجھے بتایا کہ اصل پڑھانے کا طریقہ یا اصل پڑھائی اس وقت شروع ہوتا ہے جب کسی طالب علم کے ساتھ مسائل ہوں۔

ہم بھی سب کچھ اپنے قابو میں نہیں کر سکتے اور ہم واقعی کسی کو قابو نہیں کر سکتے لیکن کمرۂ جماعت میں ہمارے کچھ نہ کچھ اختیارات ضرور ہوتے ہیں اور یہ اختیار وہ ہے جو ہم بطور پیشہ ورانہ استاد اور بطور انسان مشکل حالات سے نبرد آزما ہونے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

اس نکتے کو سمجھتے ہوئے امجد نے دنیا کو دوسرے انداز سے دیکھنا شروع کر دیا۔

درج ذیل گوشوارہ نظم وضبط کے کچھ مثبت پہلوؤں کا خلاصہ پیش کرتا ہے جو سزا پر مبنی ماحول کے سراسر خلاف ہے۔[28]

امجد کی استاد نے اسے نظم وضبط پر چلنے والا بنانے میں کونسا طریقہ کار استعمال کیا؟ آپ کے کمرۂ جماعت میں کون سے طریقہ کار عام ہیں؟

نظم وضبط ہے	سزا ہے
بچوں کو مثبت متبادل طریقے فراہم کرنا۔	صرف یہ بتایا جا رہا ہے کہ کیا نہیں کرنا ہے۔
اچھے رویوں اور کوششوں کا اعتراف کرنا یا ان پر انعام دینا۔	خراب رویے پر سخت ردعمل ظاہر کرنا
جب بچے قاعدے اور ضابطوں کے مطابق چلیں اور جن پر بات چیت اور اتفاق رائے ہو۔	جب بچے قاعدے اور ضابطے کی پیروی اس لیے کریں کیونکہ انہیں ڈرایا دھمکایا جاتا۔
مستقل، راہنمائی	طاقت کے ذریعے قابو کرنا، شرمندہ کرنا اور مذاق اڑانا۔
بچوں کو عزت دینا	بچوں کی بے عزتی کرنا۔
جسمانی اور زبانی تشدد نہ کرنا	جسمانی اور زبانی تشدد کرنا۔
منطقی نتائج جن کا تعلق براہ راست خراب رویے سے ہے	وہ نتائج جن کا خراب رویے سے کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ نتائج غیر منطقی ہیں۔
جب بچے اپنے رویے میں مثبت تبدیلی لائیں جب ان کو محسوس ہو کہ ان کا منفی رویہ دوسروں پر اثر انداز ہو رہا ہے۔ ان کا رویہ کسی دوسرے پر منفی طور پر اثر انداز ہوتا ہے۔	جب بچوں کو دوسروں کو نقصان پہنچانے پر سزا دی جاتی ہے بجائے اس کے کہ انہیں بتایا جائے کہ وہ اپنے رویے میں ترمیم اور تبدیلی کیسے کریں۔
انفرادی صلاحیتوں، ضروریات، حالات اور ترقیاتی مراحل کو سمجھنا۔	بچے کے انفرادی حالات، صلاحیتوں اور ضروریات کو اہمیت نہ دینا۔

28 From Physical Punishment to Positive Discipline: Alternatives to Physical/Corporal Punishment in Kenya. An Advocacy Document (Draft Two) by ANPPCAN Kenya Chapter, January 2005. http://kenya.ms.dk/articles/advocacy%20document%20ANP PCAN.htm?udskriv+on%5D [accessed online on 9/29/2005]

بچوں کو اندرونی طور پر یہ سکھانا کہ وہ اپنے آپ کو سیلف ڈسپلن کیسے بنائیں یعنی اپنے اندر نظم وضبط کیسے پیدا کریں۔	بچوں کو یہ سکھانا کہ وہ صرف اسلئے اچھے رویے کا مظاہرہ کریں کیونکہ دوسری صورت میں ان کے پکڑے جانے کا خطرہ ہے۔
ان کی بات مستقل طور پر سننا اور ماڈلنگ کرنا (خود کو ان کے سامنے بطور نمونہ پیش کرنا)	بچوں کو معمولی غلطیوں پر سخت سرزنش کرنا
غلطیوں سے سیکھنا	بچوں پر دباؤ ڈالنا کہ وہ غیر منطقی اصولوں کو مانیں صرف اس لیے کہ ''یہ آپ نے کہا تھا'' غلطیوں کو سیکھنے کے مواقع سمجھ کر استعمال کرنا۔
بچے کے بجائے اس کے برتاؤ پر حکم جاری کرنا مثلاً تمہارا رویہ غلط تھا۔	بچے کے رویے کے بجائے اس پر نکتہ چینی کرنا۔ مثلاً تم بہت بے وقوف ہو، تم بالکل غلط تھے۔

کمرۂ جماعت میں مثبت نظم وضبط

بچوں کو پڑھانے کی ضرورت اس لیے ہوتی ہے تاکہ وہ نہ صرف سماجی ضابطوں کو سمجھیں بلکہ ان پر عمل بھی کریں۔ لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ کسی طالب علم کو مارا جائے یا اس کے ساتھ نامناسب سلوک کیا جائے۔ یہ تباہ کن بھی ہوسکتا ہے۔ شواہد سے پتا چلا ہے کہ لڑکیاں اور لڑکے مثبت رویے کے جواب میں بہتر ردعمل کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اس میں جسمانی یا زبانی سزا یا جذباتی طور پر تکلیف پہنچانے کے بجائے زبانی تعریف بھی کی جاسکتی ہے اور انعامات بھی دیے جاسکتے ہیں۔[29]

درج ذیل کمرۂ جماعتوں میں مناظر کو پڑھیں اور دیکھیں کہ کیا آپ ان مثبت اور منفی طریقوں کی شناخت کرسکتے ہیں جن میں استاد نے ایک طالب علم کے خراب رویے سے نمٹنے کی کوشش کی۔[30]

پہلا منظر

شاہینہ چوتھی جماعت میں داخل ہوتی ہے، وہ ریاضی کے ایک سبق کو شروع کرنے کے لیے تیار ہے۔ جیسے ہی وہ سبق شروع کرتی ہے اس کے کچھ طالب علم آپس میں باتیں کرنا شروع کردیتے ہیں۔ وہ شاہینہ کی بات نہیں سنتے۔ وہ تیز آواز میں کہتی ہے: ''برائے مہربانی تم سب باتیں کرنا بند کردو۔ ہم اپنا سبق شروع کررہے ہیں۔'' اس کی آواز سن کر سب خاموش ہوجاتے ہیں سوائے فرید کے۔ فرید ابھی تک اپنے دوست سے فٹ بال کے اس مقابلے کے بارے میں باتیں کررہا ہے جو اس نے گذشتہ رات ٹی وی پر دیکھا تھا۔ شاہینہ یہ دیکھ کر زور سے چیختی ہے: ''فرید! تم خاموش کیوں نہیں ہوتے؟ اٹھو اور کونے میں جاکر دیوار کی طرف منہ کرکے کھڑے ہوجاؤ۔ تمھیں پتا نہیں کہ تم کتنی بڑی مصیبت میں پڑ گئے ہو۔ ذرا جماعت کے ختم ہونے کا انتظار کرو۔'' اسی وقت ہیڈ ماسٹر جماعت کے پاس سے گزرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: ''تم کہو تو میں اسے بتاؤں کہ میں کون ہوں؟'' ''فرید'' روتے ہوئے کونے میں جاکر کھڑا ہوجاتا ہے۔ اب وہ اپنی قسمت کو کوس رہا ہے اور سوچ رہا ہے کہ کاش! وہ یہاں نہ آیا ہوتا۔ (نتیجتاً) ممکن ہے اگلے دن وہ اسکول نہ آئے۔

29 Save the Children. How To Research the Physical and Emotional Punishment of Children. Bangkok: Southeast, East Asia and Pacific Region, 2004.

30 This section is an adaptation of one originally developed for parents in: Doescher,S. and Burt, L. You, Your Child, and Positive Discipline. Oregon State University Extension Service, March, 1995. http://eesc.orst.edu/agcomwebfile/edmat/ec1452-e.pdf [accessed online on 10/12/2005]

دوسرا منظر

شاہینہ چوتھی کلاس میں داخل ہوتی ہے وہ ریاضی کے ایک سبق کو شروع کرنے کے لیے تیار ہے۔ جیسے ہی وہ اندر پہنچتی ہے وہ کہتی ہے: ''پلیز سب بچے خاموش ہو جائیں۔ ہم ریاضی کا نیا سبق شروع کر رہے ہیں، ہر ایک کو چاہیے کو وہ اسے توجہ سے سنے۔'' جب کلاس میں خاموشی چھا جاتی ہے تو شاہینہ دیکھتی ہے کہ فرید اپنے دوست سے مسلسل باتیں کر رہا ہے۔ شاہینہ کہتی ہے: ''ابھی تک کون بول رہا ہے؟ میرا خیال ہے یہاں کوئی بچہ ایسا بھی ہے جسے یہاں کا قاعدہ اور ضابطہ یاد نہیں رہا۔'' وہاں سے گزرتے ہوئے ہیڈ ماسٹر کے کان میں شاہینہ کی یہ بات پڑ جاتی ہے اور وہ غصے سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہاں کوئی مسئلہ ہے۔ اگر ایسا ہے تو وہ جانتے ہیں کہ اس سے تیزی سے کیسے نمٹا جائے۔ شاہینہ ان کا شکریہ ادا کرتی ہے اور ان سے کہتی ہے کہ اس صورت حال سے وہ خود نمٹ سکتی ہے۔ ہیڈ ماسٹر کے جانے کے بعد شاہینہ، فرید کی طرف دیکھتی ہے اور کہتی ہے: ''مجھے حیرت ہے کہ ہیڈ ماسٹر نے یہ بات کیوں کہی؟ تم کیا کہتے ہو؟'' شرمندہ شرمندہ سا فرید جواب دیتا ہے: ''آپ نے پوری کلاس کو خاموش ہونے کو کہا تھا مگر میں مسلسل باتیں کر رہا تھا۔'' شاہینہ کہتی ہے: ''ہم سب لوگ آرام و اطمینان سے کب بات کر سکتے ہیں کہ دوسرے بھی پریشان نہ ہوں اور سبق پڑھنے کا موقع بھی ضائع نہ ہو؟'' فرید کہتا ہے: ''کلاس کے بعد۔''
شاہینہ اقرار میں سر ہلاتے ہوئے فرید سے پوچھتی ہے کہ 100 کو 2 سے تقسیم کیا جائے تو جواب کیا ہوتا ہے؟ فرید کہتا ہے 50۔ ٹیچر جواب دیتی ہے ''شاباش!'' اس کے بعد فرید نے پوری جماعت کے دوران زیادہ توجہ سے پڑھا اور اپنے دوست سے جماعت ختم ہونے کے بعد بھی بات نہیں کی۔

تیسرا منظر

شاہینہ چوتھی جماعت میں داخل ہوتی ہے وہ ریاضی کے ایک سبق کو شروع کرنے کے لیے تیار ہے۔ جیسے ہی وہ اندر پہنچتی ہے وہ کہتی ہے: ''پلیز سب بچے خاموش ہو جائیں۔ ہم ریاضی کا نیا سبق شروع کر رہے ہیں، ہر ایک کو چاہیے کہ وہ اسے توجہ سے سنے۔'' جب جماعت میں خاموشی چھا جاتی ہے تو شاہینہ دیکھتی ہے کہ فرید اپنے دوست سے مسلسل باتیں کر رہا ہے۔ ٹیچر ایک کاغذ اٹھاتی ہے اور اس پر لکھتی ہے: ''کمرۂ جماعت کے ضابطے میں ناکام۔'' پھر وہ فرید سے کہتی ہے کہ اس کاغذ پر اپنا نام، گریڈ، استاد کا نام، وقت اور تاریخ لکھ دے۔ پھر ٹیچر فرید سے کہتی ہے: ''میں یہ کاغذ یہاں تمہارے ڈیسک کے کونے پر رکھ دوں گی۔ اگر یہ جماعت ختم ہونے کے بعد بھی یہیں رکھی ہوئی ملی تو تم اسے پھینک سکتے ہو۔ اگر تم نے میری اجازت کے بغیر باتیں کرنا جاری رکھا تو میں اسے اٹھا کر ہیڈ ماسٹر کے آفس میں لے جاؤں گی تاکہ وہ خود اسے دیکھ لیں۔''
جماعت ختم ہونے کے بعد فرید وہ کاغذ خود اٹھا کر پھینک دیتا ہے۔

اگر نظم وضبط قائم کرنے کے طریقے منفی ہیں تو ان کی وجہ سے طلبہ کی حوصلہ شکنی ہوگی اور ان میں چڑچڑاہٹ پیدا ہوگی۔ اگر طریقہ کار مثبت ہیں تو ان سے طلبہ کو اچھا رویہ اختیار کرنے اور اسے برقرار رکھنے میں مدد ملے گی۔
اوپر بیان کیے گئے پہلے اور دوسرے منظر میں شاہینہ اور فرید کے درمیان منفی صورت حال دیکھی جا سکتی ہے۔ کیا آپ اسے شناخت کر سکتے ہیں؟
☆ جواب: پہلے منظر میں شاہینہ اور ہیڈ ماسٹر دونوں نے ہی شدید غصے کا اظہار کیا۔ انہوں نے فرید کو ڈرایا دھمکایا۔ ''تم ذرا کلاس ختم ہونے کا انتظار کرو۔'' اور ''کیا میں اسے بتاؤں کہ میں کون ہوں۔'' ٹیچر، فرید کو حکم دیتے ہوئے بلا وجہ بے معنی سزا کا طریقہ استعمال کرتی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ کونے میں جا کر دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جائے۔ دوسرے منظر میں شاہینہ، فرید کے ساتھ حقارت کا اظہار کرتی ہے۔ ''میرا خیال ہے کہ یہاں کسی کو جماعت کا قاعدہ قانون

نہیں معلوم۔'' آپ کا کیا خیال ہے، شاہینہ اور ہیڈ ماسٹر کے غصے سے بھرے ہوئے جملوں کو سن کر فرید نے کیسا محسوس کیا ہوگا؟ تاہم دوسرے اور تیسرے منظر میں شاہینہ اور فرید کے درمیان مثبت صورت حال کی مثال نظر آتی ہے۔

دوسرے منظر میں شاہینہ کمرۂ جماعت میں داخل ہوتی ہے اور کہتی ہے کہ سب مناسب رویے کا مظاہرہ کریں (خاموش ہو جائیں) اور ساتھ ہی اس کا سبب بھی بتاتی ہے (کیونکہ ریاضی کا سبق شروع ہو رہا ہے اور ہر ایک کو اسے توجہ سے سننا ہوگا) ہیڈ ماسٹر کے تبصرے کے جواب میں وہ ایک سوال کرتی ہے: ''مجھے حیرت ہو رہی ہے کہ ہیڈ ماسٹر نے ایسا کیوں کہا؟'' یہ سوال فرید کو ہیڈ ماسٹر کے ایکشن اور ان کے رویے کے بارے میں سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ وہ سوچتا ہے کہ اس کی وجہ سے ہیڈ ماسٹر، ٹیچر اور اس کے ساتھی طلبہ پریشان ہو گئے ہوں گے۔

شاہینہ اس وقت فرید کی بات سن کر اقرار میں سر ہلا دیتی ہے جب فرید اسے بتاتا ہے کہ دوستوں اور ساتھیوں کے ساتھ باتیں کرنے کا مناسب وقت کون سا ہے۔ شاہینہ، فرید کے رویے کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے اسے یہ موقع دیتی ہے کہ وہ ریاضی کے ایک سادہ سے سوال کا صحیح جواب دیدے۔ جو وہ ٹھیک جواب دیتا ہے تو ٹیچر اسے شاباشی دیتی ہے اور اس کی طرف مسکرا کر دیکھتی ہے۔ یہ رویہ فرید کو بتاتا ہے کہ ٹیچر اب بھی اسے پسند کرتی ہے، وہ خود خراب نہیں تھا بلکہ اس کا رویہ خراب تھا۔

تیسرے منظر میں ٹیچر شرافت اور نرمی کا مظاہرہ کرتی ہے لیکن وہ فرید کے رویے کو بہتر بنانے کے لیے سخت اور مضبوط بھی ہے۔ وہ فرید کو اس کا رویہ بہتر بنانے کے لیے ایک پیشکش بھی کرتی ہے۔ یہ فرید کو موقع فراہم کرتا ہے کہ وہ اپنے رویے کی خاطر ذمہ دار بن جائے اور پھر کیا ہوتا ہے۔

بچے میں مثبت نظم وضبط پیدا کرنے کے سات اصول

1۔ بچے کی عزت نفس اور اس کے وقار کا خیال رکھیں۔
2۔ سماجی لحاظ سے بہتر برتاؤ، مثبت نظم وضبط اور کردار کی مثبت تعمیر کریں۔
3۔ بچے کی متحرک اور فعال شرکت کو زیادہ سے زیادہ بڑھائیں۔
4۔ بچے کی ترقیاتی Developmental ضروریات اور معیار زندگی کو بہتر بنائیں۔
5۔ بچے کی زندگی کے محرکات اور زندگی کے بارے میں اس کے نظریات اور خیالات کا احترام کریں۔
6۔ شفافیت (برابری اور عدم مساوات) کی یقین دہانی۔
7۔ سلامتی اور استحکام کا فروغ۔

Source: Power, F. Clark and Hart, Stuart N. "The Way Forward to Constructive Child Discipline," in: Hart, Stuart N (ed.), Eliminating Corporal Punishment: The Way Forward to Constructive Child Discipline. Paris: UNESCO Publishing, 2005.

نظم وضبط والے اقدامات

سزا ایک واحد عمل ہے لیکن مثبت نظم وضبط چار مراحل پر مشتمل طریقہ کار ہے جو درج ذیل طریقے سے مناسب رویے کو تسلیم بھی کرتا ہے اور صلہ بھی دیتا ہے۔[31]

1۔ **مناسب رویے کی تعریف:** ''برائے مہربانی اب ہر شخص خاموش ہو جائے۔''

2۔ **واضح اسباب فراہم کیے جاتے ہیں:** ''ہم اپنا ریاضی کا سبق شروع کر رہے ہیں اور ہر بچے کو چاہیے کہ وہ دھیان اور توجہ سے سنے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ جلد خاموش ہو جانا اور دوسروں کی عزت کرنا۔ یہ دوسروں کے ساتھ پیش آنے کی عمدہ مثال ہے کیونکہ آپ بھی یہ چاہیں گے کہ دوسرے بھی آپ کے ساتھ اسی طرح پیش آئیں۔

3۔ **پذیرائی یا توجہ کی درخواست ہے:** ''کیا آپ نے دیکھا کہ خاموش ہو جانا کتنا اہم ہے؟'' یا پھر شائے کے کیس میں ''ہم سب دوسروں کو ان کے سیکھنے اور پڑھنے کے عمل سے ہٹائے بغیر کب بات کر سکتے ہیں؟''

4۔ **صحیح رویہ مستحکم اور فروغ ہے:** آنکھوں کا ملنا، سر ہلانا، ایک مسکراہٹ، دن کے اختتام پر پانچ منٹ کا کھیل، انعام، کسی کی کامیابی کا پورے اسکول یا جماعت کے سامنے تذکرہ (سماجی اعتراف سب سے بڑا انعام ہوتا ہے) جب انعام یا تعریف کا طریقہ استعمال کیا جائے اور اس سے بچے کی پذیرائی ہو۔

یہ عمل (Process) انفرادی طور پر بچوں کے لیے زیادہ مؤثر ہیں۔ مزید ان لوگوں کے لیے جو بڑی بڑی جماعتوں میں کام کر رہے ہیں، یہ طریقہ بچوں کے گروپ کے لیے مؤثر ثابت ہو سکتا ہے۔ ترکیب یہ ہے کہ بچوں کو یہ احساس دلایا جائے کہ وہ ایک ''جیتنے والی ٹیم'' میں ہیں (مجموعی طور پر پوری جماعت) اور ہر بچے کی تعریف اس طرح کی جائے کہ وہ ایک اچھا ٹیم ممبر ہے۔

یاد رکھیں: طلبہ کو صحیح کام کرتے ہوئے دیکھیں اور انہیں فوری انعام دیں۔ یہ مثبت نظم وضبط کی بنیاد ہے۔

☆ **نوٹ: مثبت نظم وضبط اس وقت ناکام ہو سکتا ہے جب:**

1۔ طالب علم یا پوری جماعت کو فوری طور پر ہی انعام سے نہ نوازا جائے۔

2۔ سارا زور پڑھائی کے کاموں (Tasks) پر ہو، مثبت رویوں کی تبدیلی پر نہ ہو۔ مثال کے طور پر: ''یہ بہت اچھا ہے کہ آپ اپنا منہ بند رکھیں اور باتیں کرنا بند کر دیں۔'' جبکہ اس کے برعکس: ''یہ بہت ہی شاندار ہوا کہ آپ نے دوسروں کا خیال کیا اور فوراً ہی خاموشی اختیار کر لی۔''

3۔ سارا زور مسلسل اس بات پر ہے کہ طالب علم کیا کر رہا ہے، یہ غلط ہے اور اسے صحیح طور پر نہیں لیا جا رہا ہے۔

مثبت نظم وضبط کے استعمال میں اپنے ذہن میں 4:1 کا تناسب رکھیں۔ ایک طالب علم یا جماعت کو لیں جو چار مرتبہ صحیح کام کر رہے ہوں اور ایک بار غلط کر رہے ہوں۔ مستقل مزاجی کے ساتھ یہ چار ایک کا تناسب استعمال کرتے رہیں۔ آپ اپنے طلباء کو یہ دکھائیں کہ آپ انہیں صحیح کام کرتے ہوئے پکڑ رہے ہیں اور انہیں اس کا انعام بھی فوری طور پر دے رہے ہیں۔[32] یہ دیکھنے کے لیے کہ آپ یہ شرح حاصل کر رہے ہیں یا نہیں ایک ڈائری رکھنا شروع کر دیں۔ ہر دن یا ہر

31 Adapted from: Positive Discipline: An Approach and a Definition. http://www.brainsarefun.com/Posdis.html [accessed online on 12/2/2005]

32 Ibid.

جماعت کے اختتام پر یہ سوچیں کہ آپ نے کتنی مرتبہ اپنے طلبہ کو اچھے کام کرتے ہوئے دیکھا اور کتنی بار انہیں غلط کام کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ کسی طالب علم یا معاون استاد کی مدد بھی حاصل کر سکتے ہیں کہ وہ آپ کی نگرانی کرے یہاں تک کہ تعریف ایک معمول بن جائے اور تنقید یا نکتہ چینی نایاب ہو جائے۔

وہ اساتذہ جو مثبت نظم وضبط استعمال کرتے ہیں، انہیں اپنے طلبہ کی قابلیت پر یقین ہوتا ہے اور وہ ان کے لیے پیار و محبت کے جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔ جب اساتذہ اپنے طلبہ کا جائزہ لینے کے خواہش مند ہوتے ہیں اور ایسا جوابی ردعمل ظاہر کرتے ہیں جس سے مثبت رویوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے تو گویا وہ اپنے طلبہ کو ذمہ دار بننے میں مدد کرتے ہیں اور وہ اپنے رویوں کو ذمہ دار بناتے ہیں جس کے بعد ان کی برے برتاؤ سے توجہ کم ہو جاتی ہے۔

غور وفکر پر مبنی سرگرمی Reflection activity مثبت اسباق سیکھنا اور ان پر عمل کرنا:

اسکول کے ہر دن میں اساتذہ اور طلبہ کے لیے متعدد ایسے مواقع سامنے آتے ہیں جب وہ ایک دوسرے سے مثبت انداز سے پیش آتے ہیں۔ کسی حالیہ صورت حال کے بارے میں سوچیں جہاں آپ اور آپ کے ایک طالب علم کے درمیان بہت اچھے اور مثبت تعلقات قائم ہوئے ہوں۔ ممکن ہے ایسا انفرادی ہدایات کے دوران ہوا ہو۔ اپنے تجربے کو نیچے دی گئی جگہ میں بیان کریں۔

☆ یہ معلومات آپ کیسے استعمال کر سکتے ہیں کہ آپ دوسرے طلبہ کے ساتھ بھی بہتر طور پر کام کر سکیں اور منفی نظم وضبط سے بچیں۔
☆ آپ کے طالب علم نے کیا کیا؟
☆ آپ نے کیا کہا یا کیا؟
☆ آپ کے بچے نے کس جوابی ردعمل کا اظہار کیا؟

☆آپ نے کیسا محسوس کیا؟
☆اس تجربے کو آپ دوسرے بچوں کے ساتھ کیسے استعمال کر سکتے ہیں؟

نظم وضبط کی پیچیدگیوں کو نظر انداز کرنا:

یہ حصہ نظم وضبط کی پیچیدگیوں کے بارے میں ہے جس میں یہ طے کیا جاتا ہے کہ آیا آپ طلبہ کے رویوں کو اپنی مرضی کے مطابق قابو کرنا چاہتے ہیں، یا طلبہ کے رویے ان کے فائدے کے لیے بہتر بنانا اور تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ یہ پیچیدگیاں اس غلط تصور کی بنیاد پر قائم ہے کہ نظم وضبط اور سزا ایک ہی چیز ہیں۔ اور ساتھ ہی ہر ایک کے لئے کئے جانے والے اقدامات ایک ہی ہیں جن کے نتائج بھی ایک ہی ہوں گے۔ اس الجھن سے بچنے کے لیے اور صورت حال کی وضاحت کے لیے ہم نے سزا اور نظم وضبط، ان کی نوعیت اور نتائج کے درمیان فرق کو سیکھا ہے۔ ساتھ ہی مثبت نظم وضبط کے طریقہ کار کو بھی سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ یقیناً آپ نے کئی نئی چیزیں دریافت کی ہیں، کچھ مفید اور نئے تخلیقی کام کئے ہیں، اور یہ سیکھا ہے کہ ہماری انضباطی کارروائیاں بچوں کے برتاؤ پر کس طرح اثر انداز ہوتی ہیں اور ان کی شخصیت کی تعمیر وترقی میں انہیں طویل مدت میں کیسے فائدہ (یا نقصان) پہنچاتی ہیں۔

نیچے ایک آخری مشق دی جارہی ہے جس سے مثبت اور منفی نظم وضبط کے بارے میں آپ کی معلومات کا امتحان بھی ہو جائے گا۔

عملی سرگرمی: مثبت یا منفی نظم وضبط

نیچے دیے گئے گوشوارے میں کونسی انضباطی کارروائیاں مثبت ہیں اور کونسی منفی؟

مناسب خانے میں صحیح کا نشان (✓) لگائیے۔ اس کے بعد آخری خانے میں ایک نشان اپنے ہر اس عمل کے لیے لگائیے جو آپ نے بچے کے رویے کو صحیح کرنے کے لیے کیا یا کر سکتے تھے۔ یہ کام پوری ایمان داری کے ساتھ ہونا چاہیے۔

	عمل	☆مثبت عمل یا کارروائی (✓)	☆منفی عمل یا کارروائی (✓)	☆کیا آپ نے پہلے کبھی عملی سرگرمی استعمال کی تھی؟ ہاں/نہیں
1-	کلاس شروع کرنے سے پہلے طلبہ کی توجہ حاصل کرنا۔			
2-	براہ راست ہدایات استعمال کرتے ہوئے طلبہ کو سبق کے بارے میں پہلے سے بتادیں کہ آج کیا پڑھنا ہے۔			
3-	فرضی باتیں۔			

-4	ثبوت کے بغیر الزامات۔			
-5	اٹھے اور کمرۂ جماعت میں گھومنا شروع کردے۔			
-6	جسمانی طاقت استعمال کرنا۔			
-7	حکم دینا۔			
-8	خود بھی ایسے ہی کام کرنا، جس طرح آپ بچوں سے کرانا چاہتے ہیں (نمونہ بننا)			
-9	ایک طالب علم کے رویے کو تمام کلاس پر لاگو کرنا۔			
-10	ایک بچے کا دوسرے بچے سے سب کے سامنے موازنہ کرنا۔			
-11	اپنے کمرۂ جماعت کے ماحول کو بہترین بنانا۔			
-12	مسائل کا پہلے سے اندازہ کرلینا۔			
-13	اس بات پر اصرار کرنا کہ آپ صحیح ہیں اور اپنی برتری کا اظہار کرنا۔			
-14	صاف شفاف اصول اور ضابطے قائم کرنا۔			

☆ جوابات: کارروائیاں نمبر 1، 2، 5، 8، 11، 12 اور 14 مثبت ہیں۔[33] جبکہ 3، 4، 6، 7، 9، 10 اور 13 منفی ہیں۔[34]

آپ نے یہ نتائج کیسے حاصل کئے؟ ان منفی اور مثبت طریقوں میں سے آپ کتنے طریقے استعمال کرچکے ہیں؟

33 McDaniel, Thomas R. "A Primer on Classroom Discipline: Principles Old and New." Phi Delta Kappan, September 1986. Abstract available at http://www.honorlevel.com/techniques.xml [accessed online 10/6/2005]

34 Albert, Linda. A Teacher's Guide to Cooperative Discipline. Circle Pines, Minnesota: AGS, 1989.

استاد اور طالب علم کے درمیان مثبت تعلق کی تعمیر

آپ کیا سیکھیں گے:

- ☆ استاد اور طالب علم کے درمیان تعلقات کی بنیاد
- ☆ بچے جو کرتے ہیں اُسی طرح کے رویے کا مظاہرہ کیوں کرتے ہیں؟
- ☆ بچے برے اور خراب رویے کا مظاہرہ کیوں کرتے ہیں؟
- ☆ طلبہ کی ذاتی زندگی کے بارے میں سمجھنا اور جاننا
- ☆ اپنے طلبہ کے گھر والوں کے بارے میں جاننا اور سمجھنا۔
- ☆ والدین اور اساتذہ کے درمیان رابطہ
- ☆ حوصلہ افزائی کی حکمت عملیاں

استاد اور طالب علم کے درمیان تعلقات کی بنیاد

جو اساتذہ مثبت نظم وضبط استعمال کرتے ہیں، وہ اپنے طلبہ کی عزت کرتے ہیں، ان کی بہتر پرورش کرتے ہیں اور ان کی ہر طرح سے مدد کرتے ہیں۔ وہ اس بات کو اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ ایک بچہ اچھے یا خراب رویے کا مظاہرہ کیوں کرتا ہے۔ آخر اس کی وجوہات کیا ہوتی ہیں۔ بچہ اپنے آپ کو کیا سمجھتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کے رویے میں تبدیلی آتی ہے۔ ان اساتذہ کو بچے کی قابلیت اور صلاحیت کا اعتراف ہوتا ہے اور وہ زندگی میں اس کی کیفیت کو بھی سمجھتے ہیں۔ استاد کی بچے سے توقعات حقیقی ہوتی ہے، وہ بچے کو اس کی اصلیت کے ساتھ دیکھتے اور سمجھتے ہیں، یہ نہیں دیکھتے کہ اسے کیا یا کیسا ہونا چاہیے۔ استاد یہ بھی سمجھتے ہیں کہ خراب رویہ استاد اور بچے دونوں کے لیے سیکھنے اور جاننے کا ایک تعمیری موقع ہوتا ہے۔ اور یہ بچے کی ترقی اور نشوونما کا ایک اہم اور فطری حصہ ہے، یہ استاد کے اختیارات کے لیے کوئی مشکلات کا سبب نہیں ہے۔

اس طرح افہام وتفہیم اور ہمدردی کی بنیاد پر جو مثبت تعلقات قائم ہوتے ہیں اس کی وجہ سے طلبہ اپنے اساتذہ پر اعتماد کرتے ہیں اور ان کی رائے اور مرضی کی قدر کرنے لگتے ہیں۔ جب بچے مثبت قسم کے تعلقات کے جواب میں ردعمل ظاہر کرتے ہیں تو وہ ایک مستقل اور ٹھوس نظم وضبط کی طرف چلے جاتے ہیں، اس کے نتیجے میں خراب اور برا رویہ آہستہ آہستہ کم ہو جاتا ہے۔ جس کے ساتھ ہی اس تعلق کا معیار مزید بہتر ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے والے بہترین اساتذہ وہ ہوتے ہیں جو اپنے طلبہ کے لیے اچھی مثال (Role model) قائم کرتے ہیں۔ اور بچے انہیں خوش بھی رکھنا چاہتے ہیں اور ان کی تقلید بھی کرتے ہیں۔

بچے رویوں کا مظاہرہ منتخب انداز سے کیوں کرتے ہیں؟

مس ثمینہ چوتھی جماعت کے سائنس کی استاد ہیں، انہیں احمد سے ہمیشہ شکایت رہتی تھی۔ دونوں کے درمیان مستقل تنازعہ رہتا تھا۔ مس ثمینہ احمد کو جو کام کرنے کے لئے کہتیں وہ نہیں کرتا تھا۔ ان کی کوئی بات نہیں مانتا تھا۔ مثال کے طور پر مس ثمینہ اسے جماعت میں وقت پر آنے کے لئے کہتیں یا اسے پابندی سے ہوم

ورک کرنے کے لئے کہتیں تو احمد ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے اڑا دیتا تھا۔ مس ثمینہ اس بات کو نہیں سمجھیں، مگر دوسرے اساتذہ نے اسے سمجھ لیا۔ مسئلہ یہ تھا کہ وہ احمد سے جو کام کرنے کے لئے کہتیں وہ سوال کی شکل میں ہوتا تھا۔ مثلاً: ''احمد! پلیز کیا تم وقت پر جماعت میں آ ؤ گے؟'' اور وہ ہمیشہ جواب دیتا: ''نہیں۔''

اس صورت حال میں کوئی بھی شخص بچوں کے رویوں میں تبدیلی نہیں لاسکتا۔ مس ثمینہ احمد کو اچھا رویہ اپنانے کی دعوت دے رہی تھیں، مگر اس نے ہمیشہ اس دعوت کو ٹھکرا دیا۔ کیوں؟ رویے کا انحصار انتخاب پر ہوتا ہے اور آپ کے طلبہ جس قسم کا رویہ اپنانا چاہتے ہیں وہ اس کا انتخاب کر لیتے ہیں۔ آپ ان کے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ ''سزا'' طویل مدت میں کامیاب نہیں ہوتی۔ تاہم جس طرح سابقہ حصے میں امجد کے استاد نے سیکھا اور جانا کہ آپ کے پاس ایسی قوت ہوتی ہے کہ طلبہ پر ان کے رویے سے متعلق فیصلے اثر انداز ہوسکیں۔ لیکن یہ تبدیلی آپ کی طرف سے یعنی استاد کی طرف سے شروع ہونی چاہیے۔ امجد کے استاد کو یہ سیکھنے اور جاننے کی ضرورت تھی کہ وہ امجد کے ساتھ اور ساتھ ہی دوسرے طلبہ کے ساتھ بین العمل تعلقات (Interaction) کیسے قائم کریں۔ اس کے بعد وہ کسی مناسب رویے کا انتخاب کرے گا، جس میں وہ کمرۂ جماعت کے قواعد وضوابط کے ساتھ ہم آہنگ ہو سکے۔ آپ کو بھی اسی طرح کی مشکلات کا سامنا ہے۔ آپ کا کام یہ ہے کہ ان خراب اور ناقص انتخابات کی وجوہات شناخت کریں اور ایسی حکمت عملی تیار کریں، جس کے بعد طلبہ کو اپنے رویے کے بارے میں اچھے انتخابات میں مدد مل سکے۔

جیسا کہ ہم نے اس دستاویز کے پہلے حصے میں پڑھا ہے، بچے اپنے وراثتی عناصر کے نتیجے میں اپنے رویے کا اظہار کرتے ہیں، وہ کس ماحول میں رہتے ہیں اور ان کی اپنی نفسیاتی اور ذاتی ضروریات کیا ہیں، ان کے مطابق ہی ان کا رویہ تشکیل پاتا ہے۔ ہم ان کے موروثی رویوں کو تبدیل نہیں کر سکتے، اسی طرح ان کے ماحول تک ہماری رسائی بہت محدود ہے خاص طور سے اگر ہم والدین اور مقامی سرکردہ شخصیات کے ساتھ یا تو صحیح کام نہیں کرتے یا بالکل ہی نہیں کرتے۔ پھر بھی یہ بات سمجھتے ہوئے کہ آپ کا ہر طالب علم اپنے رویے کے بارے میں ''انتخاب'' کو اہمیت دیتا ہے، تو آپ کے لیے ضروری ہے کہ ایسی حکمت عملی تیار کریں جو ان پر اثر انداز ہو کر انہیں اوپر اٹھا سکے۔ یاد رکھیں، رویہ قابل فہم بھی ہوتا ہے اور بامقصد بھی۔ ہمارے طلبہ جو کچھ کرتے ہیں، کسی مقصد کے لیے ہی کرتے ہیں۔ تاہم وہ اس کے بارے میں کم ہی جانتے ہیں۔ جب آپ دنیا یا کمرۂ جماعت کو ان کی نظر سے دیکھیں گے تو آپ کا ردعمل پراعتماد، دانشمند اور اثر انگیز ہوگا۔

عملی سرگرمی: کچھ طلبہ، مختلف رویوں کے حامل ہوتے ہیں

اپنی جماعت سے اس طالب علم کا انتخاب کریں جس کا رویہ آپ کو پریشان کرتا یا غصہ دلاتا ہے۔ ایک ہفتے تک اس پر مسلسل نظر رکھیں، خاص طور سے اپنی جماعت سے باہر اس کی نگرانی کریں۔ کیا وہ دوسری جماعتوں میں بھی اساتذہ یا دوسرے طلبہ کے ساتھ ایسے ہی رویے کا مظاہرہ کرتا ہے جس طرح آپ کی جماعت میں کرتا ہے؟ اگر وہ اسکول میں مختلف قسم کی صورت حال میں بالکل مختلف رویے کا مظاہرہ کرتا ہے تو اس پر سوچیں اور غور کریں کہ اس نے آپ کی جماعت میں پریشان کن رویے کا انتخاب کیوں کیا ہے۔ جن اساتذہ کو اس کے رویے سے کوئی شکایت نہیں ہے، ان سے اس سلسلے میں بات کریں اور مشورہ کریں۔ وہ اساتذہ آپ سے الگ کیا کام کر رہے ہیں؟ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ آپ بھی (مس ثمینہ کی طرح) اس سے سوال کی شکل میں بات کرتے ہوں؟

کیا آپ نے اسے سزا دی ہے، جس کی وجہ سے وہ آپ کی کلاس میں آنا ہی پسند نہ کرتا ہو؟ کیا دوسرے اساتذہ نے بھی اسے انتخاب کی آزادی دے رکھی ہے اور یہ کہہ رکھا ہے کہ اس کا نتیجہ وہ خود بھگتے گا؟ آپ اس کی مدد کیسے کریں گے، اس کے رویے کو مثبت انداز میں بہتر کیسے بنائیں گے؟ اسے ذمے دار رویے کی طرف کیسے لے جائیں گے؟

اگر ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ ہر طالب علم اپنے رویے کے بارے میں آزادی سے اپنا انتخاب کر رہا ہے تو ہمیں یہ فارمولا کمرۂ جماعت میں اپنے رویے اور اپنے طریقے پر بھی نافذ کرنا چاہیے۔ اسی طرح ہمیں ان تمام رویوں پر بھی غور کرنا چاہیے جو ہم طلبہ کے ساتھ تعلقات میں استعمال کرتے ہیں۔ ہمیں اپنے آپ سے اپنے "انتخاب" کے بارے میں پوچھنا چاہیے جو ہم اپنے کاموں میں استعمال کر رہے ہیں۔ ہم نے ان "انتخابات کو کیوں پسند کیا؟ پھر ہمیں بہت احتیاط اور توجہ کے ساتھ یہ سوچنا چاہیے کہ ہم اپنے انداز گفتگو میں کیسے ہیں۔ ہماری آواز اور ہمارا پڑھانے کا انداز (بولنے اور حرکت کرنے کا انداز) کیسا ہے؟

وابستگی کی ضرورت

طالب علم کے رویے کا بنیادی مقصد وابستگی کی ضرورت پوری کرنا ہے۔[35] وابستگی کی خواہش ایک بنیادی ضرورت ہے، یہ وہ خواہش ہے جو بالغوں اور بچوں کو یکساں طور پر ہوتی ہے۔ ہم میں سے ہر ایک اچھی اور بے مثال جگہ کی تلاش میں سخت محنت کرتا ہے، ایسی جگہ جہاں وہ وابستگی اختیار کر سکے۔ ہم عقائد، احساسات اور رویوں کا انتخاب کرتے ہیں، جن کے بارے میں ہمارا یہ خیال ہوتا ہے کہ ان سے ہمیں کوئی نہ کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اکثر طلبہ سارا دن اسکول میں کئی گھنٹے گزارتے ہیں، لہٰذا اس صورت میں ان کی اس صلاحیت کی بڑی اہمیت ہے جو وہ کمرۂ جماعت میں اور وسیع پیمانے پر اسکول میں کسی گروپ کی تلاش میں استعمال کرتے ہیں۔ مزید براں ہر طالب علم وابستگی کے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے جو بھی طریقہ اختیار کرتا ہے، چاہے وہ اچھا طریقہ ہو یا برا طریقہ، یہ طریقہ زندگی کی ابتداء میں منتخب کر لیا جاتا ہے۔ جو بعد میں مذکورہ فرد کا زندگی گزارنے کا حصہ بن جاتا ہے اور اسی سے انسان کے کردار کا اظہار ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ایک بہت اہم کردار ہیں اور بچوں کو اس طریقے کے انتخاب میں مدد دیتے ہیں جو معاشرے کے لیے قابل قبول ہوتا ہے، یہ تاحیات چلتا ہے۔

طلبہ کو تین C's کو مکمل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ انہیں وابستگی کا تجربہ حاصل ہو سکے۔[36]

☆ انہیں ضرورت ہے کہ وہ خود کو اس بات کے قابل (Capable) بنائیں کہ وہ کاموں کو اس انداز میں مکمل کر سکتے ہیں، جس سے کمرۂ جماعت اور اسکول کی ضروریات پوری ہوتی ہوں۔

☆ انہیں اس احساس کی ضرورت ہے کہ وہ اساتذہ اور جماعت میں پڑھنے والے ساتھیوں کے ساتھ صحیح انداز اور کامیابی سے منسلک (Connect) ہو سکیں۔

☆ انہیں یہ جاننے کی بھی ضرورت ہے کہ وہ عمدہ طریقے سے گروپ میں حصہ (Contribute) لے سکیں۔

وہ تین عناصر جو مذکورہ بالا تین C's کی تکمیل کے لیے طلبہ کی صلاحیتوں پر اثر انداز ہوتے ہیں اور جنھیں آپ کی طرف سے عملی اقدام کی ضرورت ہے، ذیل میں بیان کیے جا رہے ہیں:

35 Democratic Approaches to Classroom Management. http://www.educ.sfu.ca/courses/educ326/chapter3.htm [accessed online on 10/6/2005]

36 Albert, Linda and Desisto, Pete. Cooperative Discipline. American Guidance Service, 1996.

1۔ استاد، طالب علم کے تعلقات کے معیار کی بنیاد اعتماد، آپس کے عزت واحترام اور افہام وتفہیم پر ہو نہ کہ خوف پر۔

2۔ کامیابی کے لئے کمرۂ جماعت کے ماحول کی طاقت (مثال کے طور پر تمام بچوں کو یہ احساس ہو کہ وہ سب میں شامل ہیں، ان کی قدر کی جارہی ہے اور یہ کہ وہ آپس میں مل جل کر مؤثر انداز سے تعاون کے ساتھ کام کر سکتے ہیں)۔[37]

3۔ کمرۂ جماعت کا مناسب نظم وضبط (اس کا انتظام کیسے کیا جارہا ہے، اس دستاویز میں اگلے حصے کا موضوع)۔

ان متذکرہ بالا تین **C's** کی تکمیل کر کے ان تین لائنوں کے ساتھ آپ اپنے طلبہ کی وابستگی کی ضرورت پوری کر سکتے ہیں اور اس طرح اس خراب رویے سے بچ سکتے ہیں جو اس ضرورت کی تکمیل کی تلاش میں بچوں کے ساتھ پیدا ہوسکتا ہے۔ اس طرح آپ دونوں طرح کے طلبہ (اچھے اور خراب رویے والے) کو راغب کر سکتے ہیں کہ وہ آپ کی جماعت میں سرگرمی کے ساتھ شرکت کریں۔ تمام معاملات میں آپ کا سب سے طاقتور طریقہ کار حوصلہ افزائی ہے جس کے بغیر آپ کے طلبہ وہ طریقے نہیں اپنا سکتے جو کامیابی اور وابستگی کے احساس کے حصول کے لیے ضروری ہے۔

بچے خراب رویے کا اظہار کیوں کرتے ہیں؟

آپ کے طلبہ جان بوجھ کر اس خراب رویے کا اظہار نہیں کرتے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ عام طور سے کسی سبب کی بنا پر ایسا کرتے ہیں۔ ان میں سے چند عام اسباب جن کی وجہ سے ان کے لیے خراب رویے کی راہ کھلتی ہے، یہ ہیں:

☆ ہوسکتا ہے کہ طالب علم کے لیے کام یا تو بہت آسان ہو یا بہت مشکل۔

☆ کام دلچسپ نہ ہو اور اس سے وہ بوریت کا شکار ہو رہا ہو۔

☆ یہ بھی ممکن ہے کہ پڑھانے کا طریقہ طالب علم کے پڑھنے اور سیکھنے کے انداز سے مطابقت نہ رکھتا ہو۔

☆ ہوسکتا ہے کہ طالب علم اس کے لیے تیار نہ ہو۔

☆ ممکن ہے توقعات غیر واضح وغیر معقول ہوں۔

☆ جن طلبہ میں سماجی صلاحیت (دوسروں کے ساتھ تعلقات بڑھانے) کی یا اعتماد کی کمی ہوتی ہے، وہ آپ کے ساتھ اور دوسروں کے ساتھ اچھا رابطہ اور تعلق قائم نہیں رکھ سکتے۔

یہ تمام اسباب طلبہ کی حوصلہ شکنی کا سبب بنتے ہیں اور یہی حوصلہ شکن طلبہ بعد میں خراب رویے والے طلبہ بن جاتے ہیں۔ انہیں اپنے اوپر اعتبار ہی نہیں ہوتا کہ وہ مفید کام کر سکتے ہیں اور مفید طریقے اپنا سکتے ہیں۔ اسی لیے وہ خراب رویے میں پناہ حاصل کر لیتے ہیں اور اسی احساس سے وابستگی اختیار کر لیتے ہیں۔
مذکورہ بالا اسباب کے علاوہ ایک خیال یہ بھی ہے کہ بچے چار مقاصد حاصل کرنے کے لیے خراب رویے کا مظاہرہ کرتے ہیں جو یہ ہیں:

1) توجہ

2) طاقت یا قوت

3) بدلہ یا انتقام

4) ناکامی سے بچنا یا مطابقت کی کمی[38]

37 Many techniques for improving your classroom's climate are included in: Embracing Diversity: Toolkit for Creating Inclusive, Learning-Friendly Environments, Bangkok: UNESCO, 2004. http://www2.unescobkk.org/ips/ebooks/documents/Embracing_ Diversity/index.htm

38 Dreikurs, Rudolf. Children: The Challenge. New York, NY: Duell, Sloan, and Pearce, 1964. Dreikurs, Rudolf and Soltz, Vicki. Children: The Challenge. Toronto: McClelland & Stewart, 1987. Albert, Linda and Desisto, Pete. Cooperative Discipline. American Guidance Service, 1996.

ایک بار پھر ایک طالب علم کے بارے میں سوچیں جس کا رویہ آپ کو پریشان یا چڑچڑاہٹ میں مبتلا کرتا ہے۔ اس خراب رویے کے پیچھے موجود سبب کو جاننے کے لیے اپنے آپ سے یہ پوچھیے کہ جب یہ طالب علم خراب رویے کا اظہار کرتا ہے تو آپ کیسا محسوس کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر آپ کو اس طالب علم کی حکم عدولی پر غصہ آتا ہے تو یہ طالب علم یقیناً آپ کی توجہ کا طلب گار ہے (امجد کی طرح) کیا آپ کو غصہ آتا ہے؟ تب تو یہی وہ قوت (Power) ہے جو اس بچے کا واضح مقصد ہے۔ کیا آپ کو بچے کے رویے سے تکلیف ہوتی ہے؟ تب اس طالب علم کا مقصد انتقام ہے۔ اگر آپ کا اس حد تک غصہ آجاتا ہے کہ آپ استاد کی ذمہ داریاں چھوڑنے کے بارے میں سوچنے لگتے ہیں تو طلبہ کا یہ خیال ہوتا ہے کہ وہ اس قابل ہی نہیں ہیں اور اس طرح وہ خراب رویے کی طرف چلے جاتے ہیں تا کہ اپنے احساسات کی تصدیق کرسکیں۔

ہمیں ان میں سے ہر مقصد کو گہرائی اور توجہ سے دیکھنا ہوگا اور سوچنا ہوگا کہ ان طلبہ کے بارے میں کیا کیا جائے۔[39]

اپنی طرف متوجہ کرنے کی خواہش

ہر صحت مند بچہ توجہ چاہتا ہے اور بچے کے خراب رویے کی بڑی وجہ ہی یہ ہے کہ اسے توجہ کی ضرورت ہے۔ پڑھانے کا ایک اہم مقصد یہ ہے کہ طلبہ کو صحتمند عزت نفس کے فروغ پر توجہ دی جائے۔ تاہم کچھ طلبہ توجہ حاصل کرنے کے لیے خراب رویے کا انتخاب کرتے ہیں۔ وہ آپ سب کی نظروں کا مرکز ومحور بننا چاہتے ہیں اور اسی لیے مستقلاً آپ کو آپ کے راستے سے ہٹانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ وہ اور ان کے ساتھی ایک ایسا حلقہ چاہتے ہیں، جہاں وہ اپنے وجود اور اپنی اہمیت کی توثیق کرسکیں: ''میری طرف دیکھیں۔ میں یہاں ہوں اور میں اہم ہوں۔'' اگر طالب علم اپنے کارناموں اور تعاون سے توجہ حاصل نہیں کرپاتے تو وہ اس کے لیے کوئی بھی راستہ اختیار کرسکتے ہیں۔ وہ جماعت کے ماحول کو تہہ وبالا کرسکتے ہیں، تاہم وہ جانتے ہیں کہ اس طرح وہ مطلوبہ توجہ حاصل کرسکتے ہیں۔

اس طرح کی صورت حال میں توجہ نہ دینے سے بھی عام طور سے خراب رویے کا خاتمہ ہوجاتا ہے جیسا کہ امجد کے کیس میں ہوا۔ بعض اوقات جب کوئی استاد مستقل طور پر توجہ کے طالب بچے کے مسئلے سے نمٹنے کی کوشش کرتا ہے تو ایسے میں ہمیشہ نظرانداز کرنے والی پالیسی کافی نہیں ہوتی۔ درحقیقت نظرانداز کیا جانا بذات خود ایک بڑا اہم مسئلہ ہوسکتا ہے۔

جن طلبہ کو بہت زیادہ غیر ضروری توجہ کی ضرورت ہوتی ہے، ان کے ساتھ آپ تیوری چڑھاتے، لالچ دیتے یا دوسرے منفی نظم وضبط والے طریقے استعمال کرسکتے ہیں۔ لیکن اگر آپ کو یاد ہو کہ طالب علم کا مقصد ہی توجہ حاصل کرنا ہے تو آپ خود سمجھ لیں گے کہ تیوریاں چڑھانا یا لالچ دینا مزید خراب رویے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ ایک بچے کے ذہن میں یہ ہوتا ہے کہ کسی غصہ کرنے والے استاد کی توجہ پانے سے بہتر ہے کہ اسے کوئی توجہ ہی نہ ملے۔ اگر آپ صرف طالب علم کے خراب رویے کا نوٹس لیتے ہیں تب طالب علم توجہ حاصل کرنے کے لیے اسی خراب رویے کا اظہار کرے گا۔

نیچے مثبت انضباطی طریقے (Positive disciplinary actions) کی ایک فہرست دی جارہی ہے جس کی مدد سے آپ ان بچوں کی راہ نمائی کرسکتے

39 The following four sections on attention, power, revenge, and failure are adapted from: Dealing with Behaviour. http://www.kidsgrowth.com/resources/articledetail. cfm?id=119 [accessed online on 10/12/2005]

ہیں، جن کا خراب رویہ توجہ کا طالب ہے اور انھیں اچھے رویے کے لیے تیار کریں۔

☆ جب وہ خراب رویے کا اظہار کر رہے ہوں اور انہیں توجہ نہ مل رہی ہو تو ان کی تعریف کریں۔

☆ جب بھی ممکن ہو رویہ کو نظر انداز کر دیں، بچے کو اچھے اور خوشگوار وقت میں مثبت توجہ دیں۔ انہیں یہ سکھائیں کہ وہ توجہ کے لیے پوچھیں۔ (مثال کے طور پر ''پلیز! میری طرف دیکھیں۔'' جیسے پلے کارڈز ان کے پاس ہوں اور وہ کوئی سوال کرتے وقت اس پلے کارڈ کو اوپر اٹھا دیں)

☆ انہیں ایک سخت اور کڑی نظر سے دیکھیں لیکن زبان سے کچھ نہ کہیں۔

☆ ان سے دور کھڑے ہونے کے بجائے قریب کھڑے ہوں۔ (اگر آپ ان کے پاس کھڑے ہیں تو توجہ حاصل کرنے والے رویے کی ضرورت نہیں ہے۔)

☆ ہدف حاصل کرنا، روکنا، کچھ کرنا Target-stop-do: وہ یہ ہے کہ طالب علم کو اس کے نام سے پکاریں، اس رویے کی شناخت کریں جسے روکنا ہے۔ طالب علم کو بتائیں کہ اس وقت اس سے کیا کرنے کی توقع کی جا رہی ہے، اسے فیصلہ کرنے دیں کہ آئندہ اسے کیا کرنا ہے اور اس کے کیا نتائج ہو سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر گذشتہ اوراق میں شاہینہ اور فرید کے درمیان ہونے والے منظر نمبر 3 کو پڑھیں۔

☆ کوئی بھی غیر متوقع حرکت کریں جیسے بجلی بند کر دیں، کوئی موسیقی چلا دیں، اپنی آواز کو بلند کر کے اپنی آواز کو بدل کر دیوار سے باتیں کریں۔

☆ طالب علم کی موجودہ حرکات میں دلچسپی کو تبدیل کریں، مثلاً اس سے براہ راست کوئی سوال کریں، کسی بات پر حمایت مانگیں، اسے فیصلہ کرنے کا موقع دیں، خود اپنی سرگرمی کو بدل دیں۔

توجہ چاہنے والے طالب علم کے جواب کے لیے عام اصول یہ ہے کہ: کبھی اس کے مطالبے پر توجہ نہ دیں چاہے وہ مفید رویے کے لیے ہی کیوں نہ ہو۔ طالب علم کی اس ضمن میں مدد کریں کہ وہ کچھ کرنے کے لیے خود تحریک پائیں۔ انہیں اس طرح توجہ دیں جس کی انہیں توقع نہ ہو۔ انہیں اچھے کام کرتے ہوئے دیکھیں اور تعریف کریں۔

طاقت (Power)

بچے مستقل طور پر یہ جاننے کی کوشش کر رہے ہیں کہ وہ کتنے با اختیار ہیں: امجد اس کی ایک اچھی مثال ہے۔ بعض طلبہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ جب طالب علم مختلف حرکات وسکنات میں مبتلا ہوتے ہیں تو ان کا خیال ہوتا ہے کہ وہ جماعت کا ایک بہترین اور اہم حصہ ہیں۔ اختیارات حاصل کرنے کے خواہش مند طلبہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ صرف اس وقت اہم ہوتے ہیں، جب وہ آپ کے اختیارات کو اپنے عمل سے مشکل میں ڈالتے ہیں، اصولوں میں مزاحمت کرتے ہیں اور ہدایات پر عمل نہیں کرتے وہ غلطی سے یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اس کمرۂ جماعت سے صرف اس وقت وابستہ ہوتے ہیں جب وہ با اختیار ہوتے ہیں[4]

بھر پور جدو جہد کے دوران ضروری ہوگا کہ آپ نرم لیکن مضبوط ردعمل کا اظہار کریں۔ بھر پور جدو جہد میں بات چیت معمولی فائدہ دے گی۔ آپ کو فیصلہ کرنا ہوگا کہ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں، یہ نہیں کہ طلبہ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ اختیارات کے خواہش مند طلبہ کے ساتھ نمٹنے کے لیے عام راہنما اصول یہ ہے کہ اس تنازع سے خود ہی پیچھے ہٹ جائیں۔ یاد رکھیں: اس کی وجہ سے دونوں کے درمیان تنازع بڑھے گا۔ آپ طلبہ کے رویے کو ظاہر ہونے دیں۔ آپ ان کی مدد سے ان کا تعاون جیت سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر: ''ٹھیک ہے، تو تم جماعت میں وقت پر نہیں آنا چاہتے۔ لیکن ازرہ کرم کیا آپ طلبہ کے کلاس میں پہنچتے ہی حاضری لینے میں میری مدد کریں گے؟'' بجائے اس کے کہ وہ آپ پر اختیارات حاصل کرنے کی خواہش کرتے، آپ نے طلبہ کو ذمہ دارانہ حیثیت پر لا کھڑا کیا اور انہیں قانونی طاقت بھی دیدی۔

انتقام(Revenge)

بگڑے ہوئے اور انتقام کی طرف جانے والے لڑکوں سے نمٹنے کے دوران صبر کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ طالب علم جو آپ کو اور دوسروں کو نقصان پہنچاتا ہے، یہ محسوس کرتا ہے کہ انہوں نے نقصان اٹھایا ہے (حقیقی یا خیالی) اور انہیں اس کا انتقام لینا ہے۔ وہ خود کو شکست خوردہ اور ناخوش محسوس کرتے ہیں کہ ان کے ساتھ غلط سلوک ہوا ہے۔ چنانچہ وہ جانتے ہوئے یا انجانے میں انتقام کے خواہش مند ہو جاتے ہیں۔ انتقام جسمانی، زبانی، عدم تشدد یا اور نظر انداز کرنے سے بھی لیا جاتا ہے۔ یہ مکمل طور پر خاموش بھی ہو سکتا ہے جیسے نفرت آمیز نظریں اور انداز۔ طالب علم آپ سے بلاواسطہ انتقام بھی لے سکتے ہیں مثلاً دوسرے لڑکوں کو نشانہ بنا سکتے ہیں یا ڈیسک پر لکھ سکتے ہیں۔

جب کسی طالب علم کو انتقام کی اجازت مل جاتی ہے تو وہ لوگوں سے عجیب سا دکھ بھرا تعلق پیدا کر لیتے ہیں یا تو دوسروں کو اذیت دیتے ہیں یا خود اذیت برداشت کرتے ہیں۔ یاد رکھیں! انتقام کا خواہش مند طالب علم مصیبت کا شکار ہوتا ہے اور اس کی بڑی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ انتقام کی خواہش والے رویوں کو توڑنے کے لیے آپ کو چاہیے کہ خود کو پریشانی میں مبتلا کرنے سے بچیں اور کبھی انتقام یا بدلے کی بات نہ کریں۔ کبھی اپنے آپ سے انتقام نہ لیں۔ اس کے بجائے طلبہ کے ساتھ ایسا تعلق قائم کرنے کی کوشش کریں جو بااعتماد بھی ہو اور دوسروں کا خیال رکھنے والا بھی اور اس سے طلبہ کا وقار بھی بڑھے۔ یہ آسانی سے اس طرح حاصل ہو سکتا ہے کہ آپ طلبہ کو ایسی صورت حال میں رکھیں جہاں انہیں ناکامی کا منہ نہ دیکھنا پڑے۔ اگر کوئی طالب علم اپنے بارے میں بہتر رائے رکھتا ہو، وہ کبھی انتقام کا خواہش مند نہیں ہوتا اور نہ ہی خراب رویے کا مظاہرہ کرتا ہے۔ ایسے طالب علم بلکہ تمام طلبہ کو سکھائیں کہ وہ اپنے جذبات کا مناسب انداز سے اظہار کیسے کریں۔ انہیں بتائیں کہ ایسا کوئی انتقام نہ لیں جس میں انہیں جسمانی یا جذباتی اذیت برداشت کرنی پڑے، اس کے بجائے انہیں سکھائیں کہ وہ اپنے جذبات کے بارے میں دوسروں سے باتیں کریں اور آپس میں ایک دوسرے کو یہ بتائیں کہ انہیں فلاں بات کا کتنا دکھ تھا۔ پھر بچوں کو ان کی تکلیف یا دکھ کی وجہ کا تعین کرنا سکھائیں اور یہ بھی بتائیں کہ مستقبل میں وہ اس سے کیسے بچ سکتے ہیں۔

ناکامی، اپنی کسی کمی یا نقص سے بچنا

بعض طلبہ ناکامی کے خوف میں مبتلا رہتے ہیں یا یہ محسوس کرتے ہیں کہ ان میں کوئی کمی یا نقص ہے اور وہ نہ تو اپنی توقعات پوری کر سکتے ہیں، نہ اپنے والدین اور نہ اپنے اساتذہ کی توقعات پر پورے اتر سکتے ہیں۔ اپنی اس کمی کا یہ احساس حوصلہ شکن بچوں کے لیے ایک فرار ہے۔ دوسرے لفظوں میں چونکہ وہ برا محسوس کرتے ہیں، اس لیے وہ حرکتیں بھی ایسی ہی کرتے ہیں۔ جب انہیں یہ احساس ہو جائے گا کہ وہ بے وقوف ہیں تو وہ آپ کی جماعت میں کوئی بھی کام صحیح کرنے کی کوشش ہی نہیں کریں گے۔ ان کی نظر میں یہ کام زیادہ آسان ہے کہ کوشش ہی ترک کر دی جائے بجائے اس کے کہ پھر کوشش کی جائے اور پھر ناکامی کا سامنا کرنا پڑے۔ اپنی کمی یا ادھورے پن کے اس احساس کو ختم کرنے کے لیے وہ پیچھے ہٹ جانے والا رویہ منتخب کرتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کی کمی یا نقص ظاہر ہو جاتا ہے: ''میں ریاضی کے یہ سوال حل نہیں کر سکتا۔'' ''میں سائنس میں اچھا نہیں ہوں۔'' ''یہ کتاب تو میرے لیے بہت ہی مشکل ہے۔'' منفی نظم وضبط والے حربے مثلاً کسی کا تمسخر اڑانا، کسی کی تضحیک کرنا (''کیا تم اس سے بہتر نہیں کر سکتے تھے'') اس طرح کی باتوں سے بچے خود کو اور بھی زیادہ بے قیمت محسوس کرتے ہیں۔

جو طلبہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ ناکام، ادھورے، غیر مقبول یا ظالم ہیں، وہ ڈینگیں مارتے ہیں، شیخی بگھارتے ہیں یا پھر لڑتے ہیں۔ وہ دوسرے لڑکوں کو دہشت زدہ کرتے ہیں تاکہ وہ ان سے ڈر جائیں اور ان میں بھی ادھورے پن کا احساس پیدا ہو جائے۔ جب آپ کے طلبہ خود کو ادھورا محسوس کریں یا خود میں کوئی کمی

محسوس کریں تو سمجھ لیں کہ آپ کے سامنے ایک مشکل کام آ گیا ہے۔ وہاں سے شروع کریں جہاں وہ ہیں (وہاں سے نہیں جہاں انہیں ہونا چاہیے) ان کے ساتھ حقیقی توقعات بڑھائیں۔ ان کے کام پر تنقید کرنا بند کر دیں، ان کی معمولی سی کوشش پر بھی ان کی حوصلہ افزائی کریں۔ اور ان سب سے بڑھ کر یہ کہ ان پر رحم نہ کھائیں۔ آپ کو ان کا اپنی ذات پر اعتماد بحال کرنا چاہیے اور وہ جب بھی کامیابی حاصل کریں، چاہے وہ معمولی ہی کیوں نہ ہو، اس پر ان کی تعریف کر کے ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔ ان کے لیے جان بوجھ کر ایسے آسان کاموں کا اہتمام کریں کہ وہ ان میں کامیابی حاصل کر سکیں تا کہ آپ کو ان کے اچھے رویے اور ان کی مثبت کوششوں اور برتاؤ کی تعریف کرنے کا موقع مل جائے۔ یاد رکھیں! بچے بالغ نہیں ہیں جو برے فیصلے کرتے ہوں۔ وہ غلطیاں کرتے ہیں کیونکہ وہ ہمیشہ سیکھنے کے عمل سے گزرتے ہیں۔

اپنے طالب علموں کے بارے میں جاننا

آپ اور آپ کے طلبہ کے درمیان ایک قابل اعتماد اور توجہ والے تعلقات سے اچھے رویے کو فروغ ملتا ہے اور خراب رویے کا خاتمہ ہوتا ہے۔ یہ کام مشکل ترین ہو سکتا ہے لیکن اس کا نتیجہ بھی اچھا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر اس سے آپ کا سکھانا زیادہ پر لطف بن سکتا ہے اور جس سے آپ کے طلبہ کی پڑھائی بہتر ہو سکتی ہے۔ ان کی مثبت کامیابی اس بات کی آئینہ دار ہوتی ہے کہ آپ کتنی عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور آپ کے طلبہ آپ کو کس حد تک ایک اچھے مثالی کردار کے طور پر دیکھ رہے ہیں۔

چاہے آپ کے کمرۂ جماعت میں بہت سے بچے ہوں یا اتنے بچے ہوں، جن کو آپ سنبھال سکتے ہوں، اس وقت آپ کے سامنے مشکل ترین مرحلہ یہ ہوگا کہ آپ کو اپنے ہر طالب علم کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلوم ہونا چاہیے۔ آپ میں سے وہ لوگ جو بڑے کمرۂ جماعت میں کام کر رہے ہیں، ان کو چاہیے کہ ابتدا میں اپنی کوششوں کو ان طلبہ کی مختصر تعداد پر مرکوز کر دیں جنہیں خصوصی توجہ کی ضرورت ہو، اس کی وجہ کچھ بھی ہو چاہے وہ اس وقت خراب رویے کا مظاہرہ کر رہے ہوں یا آپ کو اندیشہ ہو کہ اپنے خاندانی حالات یا ذاتی معاملات کی وجہ سے وہ خراب رویے کی طرف جانے والے ہیں۔ اپنی ساری توجہ ان کی یہ بات سمجھنے پر مرکوز کریں کہ وہ خود کو کیسے دیکھتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی دیکھیں کہ بیرونی عناصر کیا ہیں ممکن ہے کہ ان کے خاندان میں کوئی ایسا مسئلہ ہو جس کی وجہ سے ان کے رویے پر برا اثر پڑ رہا ہو۔

یاد رکھیں! ہر طالب علم کی انفرادی زندگی اور انفرادی حیثیت ہے۔ ہر طالب علم کی الگ ہی تاریخ ہے، الگ کہانی ہے، ہر ایک سیکھنے کے معاملے میں بھی مختلف انداز اختیار کرتا ہے اور جوابی ردعمل میں بھی مختلف انداز اپناتا ہے۔ ہر ایک کا مستقبل کے لیے الگ خواب ہے۔ اپنے طلبہ کو انفرادی طور پر سمجھیں اور اس میں وقت لگائیں اور ان کے گھر والوں کے بارے میں بھی معلومات جمع کریں۔ آپ ان پر یہ ظاہر کریں کہ آپ کو ان کی فکر ہے اور آپ ان کی انفرادیت اور یکتاپن کا احترام کرتے ہیں۔

ایک باعزت ماحول میں تمام طلبہ خود کو محفوظ بھی سمجھتے ہیں اور یہ بھی کہ ان کی کوئی قدر و قیمت ہے۔ استاد اور طلبہ کے درمیان دوستانہ تعلقات ہوتے ہیں، لیکن استاد ہمیشہ ایک بالغ العقل ہوتا ہے۔ طالب علم کے کام پر گہری اور پر فکر توجہ یہ ظاہر کرتی ہے کہ استاد کو اپنے شاگرد کی فکر بھی ہے اور وہ اس کی عزت بھی کرتا ہے۔ طالب علم کو صرف یہ نہ کہیں "تم نے اچھا کام کیا ہے" اس کے بجائے طالب علم کو اس کی وجہ بتائیں اور یہ بتائیں کہ یہ کام اچھا کیوں ہے۔

ایک استاد کو اپنے طلبہ کے خوابوں اوراس کی دلچسپیوں کا علم ہونا چاہیے، ساتھ ہی اسے یہ بھی معلوم ہو کہ اس کے طلبہ کیا جانتے ہیں اور کیا کر سکتے ہیں۔ بہتر یہ ہوگا کہ آپ کچھ ایسی سرگرمیوں کا انعقاد کرائیں جن سے آپ کو اپنے طلبہ کے بارے میں جاننے کا موقع ملے۔ ذیل میں تین سرگرمیوں کے بارے میں بتایا جا رہا ہے جو اساتذہ نے کامیابی سے استعمال کی ہیں۔ کیا آپ کے ذہن میں کوئی اور سرگرمی ہے؟[40]

عملی سرگرمی: میں کون ہوں؟

اسکول میں تعلیمی سال کے آغاز پر اپنے طلبہ سے ایک کارڈ بھروائیں جو بالکل نیچے دیے گئے کارڈ جیسا ہو۔ ان معلومات کی مدد سے اپنے طلبہ سے بات کیجئے۔ اپنے سبق کی منصوبہ بندی کیجئے اور سیکھنے سے متعلق سرگرمیوں کو ترتیب وار یکجا کیجئے۔ پہلی مدت کے اختتام پر اپنے طلبہ سے کہیں کہ وہ ایک بار پھر کارڈ بھریں اور پھر ان میں تبدیلیوں کو دیکھیں خاص طور سے یہ دیکھیں کہ ہر طالب علم کا اپنے بارے میں کیا خیال ہے۔ وہ جو کچھ کر رہا ہے، اس حوالے سے خود کو اچھا سمجھتا ہے یا نہیں۔ یہ بھی دیکھیں کہ وہ جماعت میں خوش ہیں یا بے چین۔ ان تمام معلومات کو سامنے رکھ کر فیصلہ کریں کہ آپ کے طلبہ سیکھنے اور پڑھنے کی کونسی نئی سرگرمیاں شروع کر سکتے ہیں جن سے ان میں اعتماد بھی بڑھے اور آپ کی جماعت ایسی پرلطف جگہ بن جائے جہاں پڑھنے میں بہت مزہ آئے۔

اگر آپ ایک ایسے استاد ہیں جو اپنے طلبہ کی کئی سال تک دیکھ بھال کر سکتے ہو تو ان کارڈز کو ایک کارڈ فائل میں رکھیں اور ان میں تبدیلیوں کے لیے ان کا مسلسل جائزہ لیتے رہیں۔ ان کے مطابق ہی اپنے سبق کی منصوبہ بندی اور سرگرمیوں پر نظر ثانی کرتے رہیں۔ اگر آپ کسی ایسے اسکول میں کام کر رہے ہیں جہاں مختلف اساتذہ مختلف مضامین پڑھاتے ہیں تو اپنی معلومات ان کے ساتھ بھی بانٹیں اور ان کی حوصلہ افزائی کریں، ان سے کہیں کہ وہ ان معلومات کو سبق تیار کرنے میں استعمال کریں۔

طالب علم کا نام:----------

میں-----------کے نام سے پکارا جانا پسند کرتا ہوں۔

میرے بارے میں آپ کو جو ایک بات جاننی چاہیے وہ یہ ہے کہ ------------------

میں--------------کے ساتھ کام کرنا پسند کروں گا۔

میں واقعی--------------میں اچھا ہوں۔

میں----------------میں بہت اچھا نہیں ہوں۔

مجھے اپنی جماعت میں اس وقت بہت خوشی ہوتی ہے جب --

میں اپنی جماعت میں اس وقت پریشان ہو جاتا ہوں جب ---------------------------------

عملی سرگرمی: طلبہ کے ساتھ وقت گذارنا

ایک دن میں دس سے پندرہ منٹ یا ہفتے میں کم از کم ایک مرتبہ اپنے طلبہ کے ساتھ وقت گزاریں۔ ان کے چھوٹے چھوٹے گروپ بنالیں اور ان کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کریں اور دیکھیں کہ وہ کیسا محسوس کر رہے ہیں اور ان کی زندگیوں میں اچھی اور بری چیزیں کس طرح داخل ہو رہی ہیں۔ ایک گروپ اس بات کا انتخاب کر سکتا ہے کہ وہ اپنے احساسات اور جذبات کی معلومات استاد یا جماعت کے ساتھ بانٹ سکیں۔

40 Classroom Management. Rapport With and Knowledge of Students.
http://www.temple.edu/CETP/temple_teach/cm-know.html [accessed online on 10/20/2005]

اسی طرح کی دوسری مشترکہ سرگرمی میں بچوں سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ اپنی ڈائری لکھنا شروع کریں، جس میں ایسے حصے بھی درج کریں جن کا وہ آپ کے ساتھ یا دوسرے طلبہ کے ساتھ اظہار کرسکیں۔ انہیں مضامین لکھنا سکھاتے ہوئے ان سے کہیں کہ ایک مضمون لکھیں، جس میں اپنی زندگی کے اچھے اور برے واقعات تحریر کریں۔

وہ طلبہ جو خاص طور سے مشکل حالات سے گزر رہے ہیں، ان کے لیے کوئی حوصلہ افزا حکمت عملی استعمال کریں۔ اس حصے کے اختتام پر کچھ حکمت عملیاں بیان کی گئی ہیں۔ جب بھی ممکن اور مناسب ہو اپنے طلبہ کی تعریف کریں۔ ان سے پوچھیں کہ کیا وہ کوئی خاص چیز کرنا یا سیکھنا چاہتے ہیں۔

عملی سرگرمی: خالی جگہیں بھریں

ایک فارم تیار کریں یا ورک شیٹ بنالیں جس میں اس طرح کی خالی جگہیں ہوں:

اسکول سے چھٹی کے بعد میں زیادہ تر ---------------

میری پسندیدہ غذا ------------------------------- ہے۔

میری پسندیدہ سرگرمی -------------- ہے۔

اسکول میں میرا پسندیدہ مضمون ---------- ہے۔

میں ----------------------- کی طرح ہونا چاہتا ہوں۔

اسکول کی تعلیم مکمل ہونے کے بعد میں ایک ------------------ ہونا چاہتا ہوں۔

کمرۂ جماعت میں جہاں بہت زیادہ نئے طلبہ ہوتے ہیں، وہاں آپ یہ سرگرمی تعلیمی سال کے آغاز میں استعمال کرسکتے ہیں۔ یہ ان طلبہ کے لیے ایک موقع ہوگا جو ایک دوسرے کو جاننا چاہتے ہیں خاص طور سے اس کمرۂ جماعت میں جہاں مختلف پس منظر اور مختلف صلاحیتوں کے بچے آتے ہیں۔ ایک کاغذ پر اس معلومات کے ساتھ کاغذ کے سیدھی طرف ایک کالم اور بنائیں لیکن اسے خالی چھوڑ دیں۔ جب آپ کے طلبہ تمام خالی جگہیں بھر چکے ہوں تو ان سے کہیں کہ ہر بیان کے ایک جیسے جواب والے دوسرے طلبہ کو تلاش کریں اور ہر طالب علم کا نام کالم میں لکھیں۔

اپنے طلبہ کی زندگی کے سیاق وسباق کو سمجھنا

جب آپ یہ سمجھ لیں کہ آپ کے طلبہ خراب رویے کا مظاہرہ کیوں کرتے ہیں مثلاً اوپر بیان کیے گئے چار مقاصد کے ذریعے جب یہ بات آپ کی سمجھ میں آجائے تو آپ نہایت آسانی سے ایسا مثبت نظم وضبط کا طریقہ کار منتخب کرسکتے ہیں، جو بچے کے خراب رویے میں کمی کردے گا یا اس رویے کو مکمل طور پر ختم کردے گا۔ تاہم متذکرہ بالا بیان کردہ چاروں مقاصد اپنی ساری توجہ صرف بچے پر دیتے ہیں کہ وہ اپنی جذباتی اور نفسیاتی ضروریات پوری کرسکے۔ جس چیز کی کمی ہے، وہ ہے سیاق وسباق کی سمجھ بوجھ یا تفہیم یعنی وہ ماحول جہاں سے بچہ آتا ہے۔

صرف ہم ہی نہیں جو بچے کے رویے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ہر بچہ اپنے سکھائے جانے والے ماحول کا عکس ہوتا ہے۔ یہ ماحول صرف آپ کے کمرۂ جماعت اور اسکول کا ہی احاطہ نہیں کرتا بلکہ اس میں بچہ، اس کے گھر والے اور وہ علاقہ جہاں وہ رہتا ہے شامل ہیں۔ مثلاً آپ نے کتنی مرتبہ یہ سنا ہے: ''یہ بالکل اپنے

باپ کی طرح کرتا ہے۔" یا "یہ اپنے بڑے بھائی کی طرح کام کرتا ہے۔" آپ میں سے بہت زیادہ لوگوں کے لیے، اس زیادہ وسیع ماحول کو سمجھنا یقینی طور پر ایک نیا مشکل ترین عمل ہوگا، خاص طور سے ان لوگوں کے لیے جو صرف اپنی جماعت اور اپنے اسکول تک محدود ہیں۔

کوئی طالب علم آپ کے کمرۂ جماعت میں ایسے رویے کا مظاہرہ کرتا ہے، جو طالب علم کے اس غصے یا چڑچڑاہٹ کو ظاہر کرتا ہے جو اس کے اندر یا اس کی خاندانی زندگی میں موجود ہے یا اسے اسکول کے اندر اور اسکول کے باہر جس طرح کے مشکل حالات سے نبرد آزما ہونا پڑتا ہے، یہ احساس محرومی اس کی وجہ سے بھی ہوسکتی ہے۔ ہمیں بچے کے رویے کو سمجھنے اور اسے بیان کرنے میں بڑی احتیاط کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ ہم جسے اس کا خراب رویہ سمجھ رہے ہوں، ممکن ہے وہ کسی طرح بھی نظم وضبط کا مسئلہ نہ ہو۔ مثال کے طور پر ایک بچہ آپ کی زیادہ توجہ حاصل کرنے کا خواہش مند ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اسے گھر پر یہ توجہ نہیں مل رہی ہے۔ چنانچہ گھر کی یا کہیں اور کی یہ کمی اس کے غصے یا چڑچڑاہٹ یا اشتعال کی صورت میں ظاہر ہوسکتی ہے جو وہ اپنے اسکول یا اپنی جماعت میں ظاہر کرتا ہے۔ پس یہ بچے کا رویہ نہیں ہے جو مسئلہ بنا ہوا ہے بلکہ یہ تو ایک ایسی تکلیف دہ صورت حال ہے جس میں وہ بچہ پھنس گیا ہے۔ اس غصے یا احساس محرومی میں اس کے اسباب گویا ایندھن کا کام کرتے ہیں اور ان سے یہ پتا چل سکتا ہے کہ اس بچے کے رویے میں اچانک تبدیلی کی وجہ کیا ہے جو عام طور سے خراب رویے کا اظہار نہیں کرتا۔ اگر ہم کسی کیس میں بچے کے رویے کو صحیح کرنے کے لیے نظم وضبط کا ہتھیار استعمال کرتے ہیں تو ہم غلطی کرتے ہیں۔ ہم بچے پر اس غلطی کا الزام لگاتے ہیں جو اس نے کی ہی نہیں، وہ اس معاملے میں بالکل بے قصور ہے، بلکہ ہماری غلطی سے بچہ مزید پریشان ہوسکتا ہے۔ اس کیس میں سزا بالکل مفید ثابت نہیں ہوگی بلکہ یہ بچے کے رویے کی تعمیر اور نشوونما کو سخت نقصان پہنچا سکتی ہے۔

بچے کے رویے کی طرف مثبت انداز سے راہ نمائی کے لیے ضروری ہے کہ ہم بچوں کو سکھائے جانے والے ماحول کو سمجھیں اور ان عناصر کو بھی سمجھیں جو ذاتی، انفرادی، خاندان اور علاقائی سطح پر اس کے رویے پر اثر انداز ہوسکتے ہیں۔

جب کوئی بچہ خراب رویے کا مظاہرہ کرتا ہے تو ہمیں چاہیے کہ ان عناصر پر بھی زیادہ سے زیادہ توجہ دیں جس طرح کہ اس سے پہلے چار مقاصد پر بحث کی گئی۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے آپ سے یہ سوال کریں کہ کیا طالب علم کمرۂ جماعت یا اسکول کے حالات سے پریشان ہو رہا ہے یا یہ جماعت یا اسکول سے باہر کا مسئلہ ہے۔ ممکن ہے اس طرح کا کوئی بیرونی مسئلہ اس بچے کی پریشانی کا سبب بنا ہوا ہو۔ آخری بات یہ ہے کہ ان تمام مشکلات کا حل صرف ہم سے ہی نہیں نکلے گا۔ ہمیں چاہیے کہ اس ضمن میں والدین، علاقائی سرکردہ اور مقامی تنظیموں کے ساتھ بھی مضبوط اشتراک قائم کریں تاکہ مذکورہ بچے کی الجھن کی وجہ معلوم ہوسکے اور ہم اسے حل کرکے اسے ان مشکلات سے نکال سکیں، جنہوں نے اس بچے کے رویے کو خراب کردیا ہے۔

ذیل میں اہم جزو دیے جارہے ہیں، جو آپ کے ہر ان طلبہ پر اثر انداز ہوسکتے ہیں وہ طلبہ جو آپ کی جماعت میں بیٹھنا پسند کرتے ہوں یا نہیں یا پھر جماعت میں کچھ پڑھنا چاہتے ہوں یا نہیں۔ ممکن ہے بچہ اپنے خراب رویے پر قابو پالے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کی وجہ سے اس کا رویہ مزید خراب ہوجائے۔ اس میں کچھ اقدامات بھی شامل ہیں جو ان عناصر پر قابو پانے کے لیے اٹھائے جاسکتے ہیں۔ ان میں خاص طور سے وہ اقدامات شامل ہیں جن میں خاندانوں اور علاقائی لوگوں کو شامل کیا گیا ہے۔[41] یہ فہرست بہت جامع اور مکمل نہیں ہے۔ اپنے ساتھیوں سے بھی بات کریں اور انہیں بتائیں کہ کونسے عناصر آپ کے طلبہ کے رویے کو متاثر کررہے ہیں، ان سے مشورہ طلب کریں کہ اس طرح کے حالات میں کیا کیا جانا چاہیے۔

41 UNESCO. "Booklet 3: Getting All Children In School and Learning," Embracing Diversity: Toolkit for Creating Inclusive, Learning-Friendly Environments. Bangkok, 2004.

بچہ

بچہ پیسے کمانا چاہتا ہے۔ جو بچے یہ سوچتے ہیں کہ انہیں گھر پر یا کہیں اور ہونا چاہیے اور اپنے خاندان کی مدد کے لیے کام کر کے کچھ کمانا چاہیے، ایسے بچے آپ کی جماعت میں آنا پسند نہیں کریں گے اور وہ جماعت سے بچنے یا فرار کے لیے خراب رویے کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ ان کی دلچسپی اس میں ہوتی ہے کہ وہ فوراً اپنے خاندان کی مدد شروع کر دیں، وہ یہ نہیں سوچتے کہ تعلیم وہ ذریعہ ہے جس کے حاصل کرنے کے بعد وہ اپنے خاندان کی مستقل طور پر معاشی مدد کر سکیں گے اور اپنے خاندان کے معاشی مستقبل کو محفوظ کر سکیں گے۔ ایسے بچوں کے لیے ضروری ہے کہ انہیں یہ بتایا اور سمجھایا جائے کہ اگر وہ تعلیم حاصل کریں گے اور اپنے رویے کو اچھا بنالیں گے، تو اس سے درحقیقت ان کے کام کا معیار اور حالات زندگی بہتر ہو جائیں گے۔ انہیں سیکھنے کے ساتھ کمانے کے بھی اچھے مواقع ملیں گے۔ مثال کے طور پر اسکول میں کمانے کی صلاحیت بڑھانے کے تربیتی پروگرام ہوتے ہیں جن میں ایسی چیزیں تیار کی جاتی ہیں جنھیں بیچ کر ان کا منافع بچوں کو دیا جاتا ہے۔ ایک اور اچھی حکمت عملی یہ ہو سکتی ہے کہ ایسے والدین اور مقامی سرکردہ افراد کو بلایا جائے جو خاص معلومات یا صلاحیت کے حامل ہوں اور انہیں کمرۂ جماعت میں مذکورہ حیثیت کے حامل اشخاص کو پیش کیا جائے۔ وہ بچوں کو ان کی (مضامین کی) خاصیت کے بارے میں بتا اور پڑھا سکیں کہ یہ چیز کس طرح اس چیز سے تعلق رکھتی ہے جو وہ جماعت میں پڑھ اور سیکھ رہے ہیں۔ ساتھ ہی وہ بچوں کو تعلیم کی اہمیت و افادیت سے بھی آگاہ کر سکتے ہیں اور انہیں بتا سکتے ہیں کہ یہ بعد میں ان کو زندگی بھر کس طرح کام آئے گی۔

مزید یہ کہ بعض لڑکوں اور خاص طور سے لڑکیوں کو اسکول آنے سے پہلے بہت سے گھریلو کام بھی کرنے پڑتے ہیں مثلاً چھوٹے بہن بھائیوں کی دیکھ بھال، گھر کی صفائی ستھرائی، پانی بھر کے لانا، جلانے کے لیے ایندھن جمع کرنا، کھانا پکانا اور جانوروں کی صفائی ستھرائی اور ان کے لئے چارے کا انتظام کرنا۔ ایسی بچیوں کو ہوم ورک کرنے کے لیے بہت کم وقت ملتا ہے۔ وہ اسکول بھی دیر سے آتی ہیں اور تھکن کے باعث کمرۂ جماعت میں سو بھی جاتے ہیں۔ یہ سب رویے والے مسائل نہیں ہیں بلکہ یہ ان کی خاندانی کیفیات کے باعث ہوتے ہیں۔ اس صورت میں نظم وضبط یقینی طور پر بچے کے رویے کو درست نہیں کر سکتا۔ چنانچہ ضرورت اس بات کی ہوگی کہ دوسری حکمت عملیاں بھی آزمائی جائیں اور بچے کی راہ نمائی کی جائے کہ وہ اپنے گھر میں کام کرنے کے ساتھ ساتھ پڑھائی بھی جاری رکھے۔ مثال کے طور پر کمرۂ جماعت میں ان پر زیادہ توجہ دی جائے۔ بجائے اس کے کہ انہیں بالکل ہی ہوم ورک نہ دیا جائے، اس کی مقدار کم کر دی جائے اور اسکول میں انہیں ہوم ورک مکمل کرنے کا موقع دیا جائے۔ طلبہ کی حوصلہ افزائی کی جائے کہ وہ اپنے دئے جانے والے کام کو مکمل کرنے میں ایک دوسرے کی مدد کریں، اسے (peer-to-peer learning) کہتے ہیں۔ ممکن ہو تو گھر میں انہیں پڑھنے کے لیے اضافی وقت دیا جائے۔

بیماری اور بھوک: اگر بچے بیمار ہوں، بھوکے ہوں یا غذائیت کی کمی کا شکار ہوں تو وہ اچھی طرح کچھ بھی نہیں سیکھ سکتے۔ عام طور سے ان بچوں کا تعلق غریب گھرانوں سے ہوتا ہے، جنھیں اپنی زندگی برقرار رکھنے کے لیے یومیہ اجرت پر کام کرنا ہوتا ہے۔ بیماری اور بھوک طلبہ کی توجہ کو کم کر دیتی ہے جس کا ان پر برا اثر پڑتا ہے اور ان میں کچھ حاصل کرنے اور کوئی کارنامہ انجام دینے کی خواہش کم ہو جاتی ہے۔ بنیادی ضروریات کی عدم دستیابی کی وجہ سے اس کے اندر ناکامی، عدم کفایت یا کوتاہی کے احساسات جنم لیتے ہیں جس کے باعث خراب رویے کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ اس طرح کے طلبہ کی مدد کرنے کے لیے جن اقدامات کی ضرورت ہوتی ہے، ان میں آپ کو کمرۂ جماعت سے باہر علاقائی لوگوں سے ملنے جانا ہوتا ہے۔ پہلا قدم یہ ہے کہ اسکول میں جو سیکھنے کے پروگرام منعقد کیے جائیں ان میں پابندی سے کھانے پینے کی چیزیں بھی دی جائیں تاکہ بچوں کو ضروری غذائیت مل سکے۔ ان کو دوپہر کا کھانا یا کھانے کی ہلکی پھلکی چیزیں دی جائیں۔ اس سے خاص طور سے لڑکیوں کو زیادہ فائدہ ہوگا۔ مقامی خواتین یا دوسری مقامی تنظیمیں اس طرح کے دوپہر کے کھانے یا ہلکے پھلکے کھانے کے

انتظامات کر سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ ہمیں صحت کی خدمات فراہم کرنے والے مقامی کارکنوں کے ساتھ بھی کام کرنا چاہئے تاکہ بچوں کی صحت کی مستقل نگہداشت ہو سکے اور ان کے دانتوں اور غذائی کمی کا علاج کرایا جا سکے۔[42]

تشدد کا خوف: اسکول جانے اور اسکول سے آنے میں، کمرۂ جماعت میں جانے اور کمرۂ جماعت سے آنے میں اور کمرۂ جماعت کے دوران جسمانی سزا یا لڑائی جھگڑے اور تشدد کا خوف بعض طلبہ کو کمرۂ جماعت میں تدریسی عمل سے دور کر دیتا ہے۔ اس کا انہیں بھاری جرمانہ عزت نفس کو مجروح کرانے کی صورت میں ادا کرنا پڑتا ہے جس سے ان کے اندر عدم کفایت یا عدم تحفظ کا احساس بڑھ جاتا ہے۔ اپنے اسکول کی صورت حال کو بہتر بنانے کے لیے آپ کونسے مناسب اقدامات کرنا پسند کریں گے؟ بچوں اور مقامی لوگوں/ارکان کی معاونت کریں، انہیں بتائیں کہ تشدد کہاں پیش آتا ہے، اسکول کے میدان میں، گھر سے جاتے یا گھر واپس آتے ہوئے۔

آپ مقامی سرکردہ افراد اور والدین کے ساتھ مل کر کام کر سکتے ہیں اور ''بچوں کی نگرانی رکھنے والی'' (Child watch) سرگرمیاں شروع کرا سکتے ہیں۔ ان سرگرمیوں کے تحت ذمہ دار اساتذہ، والدین یا مقامی افراد کے دوسرے ارکان ان مقامات کی نگرانی کریں جہاں اسکول کے اندر یا باہر تشدد کا امکان ہو۔ اس عمل میں آپ بچوں کو حسب ضرورت محفوظ مقامات تک بھی لے جا سکتے ہیں۔ آپ طلبہ سے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ گمنام سوالنامے بھریں جن میں یہ پوچھا گیا ہو کہ کبھی ان کے ساتھ کسی نے لڑائی جھگڑا کیا اور کہاں انہیں جسمانی سزا دی گئی اور کس طرح۔[43] آپ کے اسکول کو بھی بچوں پر تشدد اور جسمانی سزا کے خلاف ٹھوس اور قابل عمل طریقہ کار وضع کرنے ہونگے۔ اس کے ساتھ ہی اساتذہ اور اسکول سے متعلقہ لوگوں کے لیے مناسب ضابطہ اخلاق تیار کرنا ہوگا۔

معذوریاں اور خصوصی ضروریات: اکثر بچے جو معذوریوں کا شکار ہوں یا ان کی خصوصی ضروریات (Special needs) ہوں تو وہ اسکول نہیں آتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے اسکولوں اور ہمارے تعلیمی نظاموں میں ایسے بچوں کے لیے جو جسمانی یا جذباتی مسائل یا بیماریوں کے شکار ہوں اور ان میں کچھ سیکھنے کی صلاحیت کم ہو ایسے بچوں کے لئے نہ پروگرام ہیں اور نہ پالیسیاں۔ تاہم ان میں سے بعض بچے اسکول جاتے ہیں، ممکن ہے ایسا کوئی بچہ آپ کی جماعت میں بھی ہو۔ یہ وہ بچے ہیں جن کی زیادہ تر معذوریاں جو ''ظاہر'' نہ ہوں، مثلاً ان میں دیکھنے یا سننے کی صلاحیت کم ہو سکتی ہے۔ ان میں سے بعض ADHD جیسے عارضوں کا شکار ہیں جیسے امجد تھا۔ اگر ان نقائص کو تلاش نہ کیا جائے یا ان کا آپ کو پتا نہ چلے تو ایسے بچوں کے رویے کو بھی خراب رویے میں شمار کیا جائے گا کیونکہ یہ بچے پڑھائی پر توجہ نہیں دے رہے ہوں گے، ان کی پڑھنے اور سیکھنے کی صلاحیت بھی بہت معمولی ہوگی اور کمرۂ جماعت میں یہ غیر معمولی طور پر شدید حرکتیں کرتے نظر آئیں گے۔ اسکولوں میں ایسے پروگراموں کی ضرورت ہوتی ہے جن سے ایسی کیفیات کی جلد شناخت کر لی جائے اور ایسے بچوں کو آگے معاونت کے لیے بھیج دیا جائے تاکہ یہ بھی اچھی طرح پڑھنے لگیں اور جماعتوں میں شریک ہونے لگیں۔ آپ کے طلبہ دیکھنے اور سننے کے سادہ سے ٹیسٹ خود بھی کر سکتے ہیں۔[44]

خاندان اور مقامی لوگ

بچے کی دیکھ بھال اور حفاظت میں خاندان کے لوگوں اور مقامی لوگوں کو سب سے آگے ہونا چاہیے۔ انہیں پہلے سمجھنا چاہیے کہ بچہ کن مسائل کا شکار ہو رہا ہے اور پھر ایسے اقدامات کرنے چاہئیں جن کے باعث وہ ان سے مستحکم طریقوں سے نجات حاصل کر سکے۔ خراب اور ناقص رویے سے بچاؤ کا سب سے مؤثر ذریعہ

42 For additional ideas, see: UNESCO. "Booklet 6: Creating a Healthy and Protective ILFE," Embracing Diversity: Toolkit for Creating Inclusive, Learning-Friendly Environments. Bangkok, 2004.

43 UNESCO. "Booklet 4: Creating Inclusive, Learning-Friendly Classrooms," Embracing Diversity: Toolkit for Creating Inclusive, Learning-Friendly Environments. Bangkok, 2004.

44 UNESCO. Booklet 6: Creating a Healthy and Protective ILFE. Embracing Diversity: Toolkit for Creating Inclusive, Learning-Friendly Environments. Bangkok, 2004.

مستحکم خیال رکھنے والے خاندانی افراد اور مقامی افراد ہوتے ہیں۔ نیچے چند اہم اور پرفکر چیزیں دی جارہی ہیں، جن کا تعلق خاندانی اور مقامی افراد سے ہے اور یہ اس بات کا تعین کرتی ہیں کہ آیا آپ کے طلبہ اسکول جاتے ہیں اور وہ وہاں جا کر کس رویے کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

کیا ایسے دوسرے خاندانی یا علاقائی عوامل جو علاقائی، ملکی یا ثقافتی سطح پر بچے کی حاضری اور اس کے رویے پر اثر انداز ہوسکتے ہیں۔ **کیا آپ کی برادری، ملک یا ثقافت (کلچر) میں آپ کے خاندانی اور کمیونٹی کے ایسے عوامل ہیں جو اسکول میں بچوں کی حاضری اور رویے پر اثر انداز ہوسکتے ہیں؟**

تعلیم کی عملی اہمیت: اس کا براہ راست تعلق اوپر بیان کردہ عامل ''کام کرنے کی ضرورت'' سے ہے۔ غربت اسکول میں اکثر بچے کی کارکردگی اور اس کے رویے پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اپنے معاشی اور مالیاتی بوجھ کے باعث اکثر غریب والدین صرف زندگی کی بنیادی ضروریات فراہم کرنے کے لیے بری طرح بہت محنت مشقت کرتے ہیں۔ اس طرح بچوں کو اپنے خاندان کی آمدنی میں مدد دینے کے لیے اپنی تعلیم اور اپنے مستقبل کو قربان کرنا پڑتا ہے۔ یہ خاص طور سے اس وقت ہوتا ہے جب خاندان بھی یہ محسوس نہ کرے کہ تعلیم ان کی زندگیوں کے لیے کس قدر اہم اور مفید ہے، اسی لیے وہ یہ بات نہیں سمجھتے کہ ان کے بچے اسکول کیوں جائیں اور نہ انہیں اس بات کی کوئی پرواہ ہوتی ہے کہ ان کے بچے اسکول میں (اور کبھی کبھار گھر پر بھی) کس طرح کے رویے کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ والدین یہ بھی محسوس کرسکتے ہیں کہ مقامی اسکول اچھے معیار کی تعلیم فراہم نہیں کرسکتے اور مخصوص طرح کے کاموں میں جو بیش قیمت صلاحیتیں بچہ سیکھتا ہے وہ اسکول میں دی جانے والی تعلیم وتربیت کے مقابلے میں زیادہ اہم ہے۔

چونکہ غربت کی بنیادی وجہ معاشی مسائل ہیں اس کے لیے مؤثر حکمت عملیاں اختیار کی جائیں اور غریب بچوں تک رسائی حاصل کی جائے، انہیں اسکول لایا جائے اور انہیں ایسی تعلیم حاصل کرنے میں مدد دی جائے جس سے بچے اور اس کے خاندان کو مختصر اور طویل مدت کے دوران معاشی فوائد حاصل ہوسکیں۔

ناقص نگہداشت: بعض والدین اپنی معاشی ضروریات پوری کرنے کے لیے کماتے رہتے ہیں، اس لیے ان کے پاس اپنے بچوں کے لیے وقت نہیں ہوتا۔ بعض حالات میں انہیں مجبوراً اپنے گھر سے عارضی طور پر یا طویل عرصے کے لیے دور بھی جانا پڑتا ہے۔ اس صورت میں ان کے بچے اپنے دادا، دادی یا نانا، نانی یا دوسروں کی سرپرستی میں پلتے ہیں اور ان کے پاس نہ معلومات ہوتی ہے اور نہ تجربہ۔ حتیٰ کہ ان کے پاس وسائل بھی نہیں ہوتے جن کی مدد سے وہ بچوں کی مناسب نگہداشت کرسکیں۔ اور اسی چیز کے باعث بیماری اور بھوک پیدا ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ لوگ تعلیم کو بھی اہمیت نہیں دیتے، کیونکہ ان کے سامنے اس سے زیادہ اہم ضرورت ہوتی ہے پیسہ۔ ایسے میں یہ غریب لوگ بچوں پر کیا توجہ دیں گے اور ان کی کیا دیکھ بھال کریں گے، وہ کلاس میں بچے کے خراب رویے کے بارے میں سوچتے تک نہیں۔ ان بچوں کی مدد کرنے کے لیے کیا اقدامات اٹھائے جاسکتے ہیں؟

☆ اہم مواقع پر والدین اور دوسرے دیکھ بھال کرنے والوں کو اسکول آنے کی دعوت دیں۔ انہیں بچوں کا کام دکھائیں اور معلوماتی گفتگو کریں۔ یا پھر ایسے شراکتی سیکھنے سکھانے کے مواقع فراہم کریں، جن میں بچوں کی صحت اور ان کے برتاؤ کو بہتر بنانے کے حوالے سے معلومات فراہم کی جائے۔

☆ جیسا کہ ہم نے اوپر لکھا ہے، والدین اور دیکھ بھال کرنے والوں کو بلائیں اور ان سے اپنی جماعت کے بچوں کی صلاحیت کے بارے میں بات کریں۔ اس طرح ان کی معلومات سے بچوں کو فائدہ ہوگا۔

☆ ''استاد، والدین اور دیکھ بھال کرنے والوں'' کی کانفرنسوں کی حوصلہ افزائی کی جائے، جہاں بچوں کی تعلیمی ترقی پر بحث کی جائے اور یہ طے کیا جائے کہ کونسے طریقے اختیار کیے جائیں جن کے باعث بچوں میں سیکھنے کا عمل پروان چڑھے، ان کے رویوں میں تبدیلی آئے اور ان کی عزت نفس بھی مستحکم ہوجائے۔

☆ سرکاری اور غیر سرکاری اداروں (NGOs) سے بچوں کی بہبود پر (تحریری) مواد حاصل کریں خاص طور سے ان اداروں سے جن کا شعبہ ہی صحت کی نگہداشت اور غذائیت ہے۔

اس مواد کو اسکول میں یا نجی زندگی میں اور تعلیم کے پروگراموں میں بچوں کے لئے استعمال کریں۔ یہ مواد بچوں کے گھروں پر پابندی سے بھیجا جائے تاکہ وہ بچے اور ان کے خاندان کے افراد اس کا مطالعہ کرسکیں۔

☆ والدین کے لئے تربیتی پروگرام شروع کریں جن میں اسکول اور دوسری مقامی تنظیمیں والدین اور نگہداشت کرنے والوں کی مدد کرسکتی۔ جبکہ ان اداروں کو بھی اس سرگرمی سے مدد مل سکتی ہے۔

☆ مقامی سماجی بہبود کے اداروں کے ساتھ اشتراک قائم کریں اور ان بچوں کے بارے میں بتائیں جن کے خاندان بہت مشکل مالی حالات سے گزر رہے ہوں۔

خاندان اور برادری

پاکستان میں خاندان اور مقامی لوگوں کے زندگی گذارنے کے انداز:

پاکستان میں ''بچوں کے دوستانہ اسکول'' (Child friendly school) بچوں کی پڑھائی سے متعلق کامیابیوں اور ان کے خاندانی پس منظر کی معلومات استعمال کررہے ہیں تاکہ ان بچوں کی شناخت کی جاسکے جو ناقص انداز سے پڑھ رہے ہیں، وہ اکثر کمرۂ جماعت سے غیر حاضر رہتے ہیں، پڑھائی میں دلچسپی نہیں لیتے اور اکثر صرف اس لیے پڑھائی چھوڑ دیتے ہیں، کیونکہ ان کے خاندان کے پاس بہت کم پیسہ ہوتا ہے اور وہ اپنے بچے کی تعلیم پر ان کی مزدوری کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ ایسے بچوں کو ترجیحاً کام کرنے اور پیسہ کمانے کے لیے مختلف کاموں کی تربیت دی جاتی ہے۔ جیسے مختلف سوتی کپڑے کی بُنائی، سلائی، لکڑی کی کندہ کاری، زرعی پیداوار وغیرہ۔ اس تربیت سے ان کے خاندان کی آمدنی بڑھ جاتی ہے۔ یہ تربیت بچوں کو وہ صلاحیت عطا کرتی ہے جسے وہ پوری زندگی استعمال کرسکتے ہیں۔ اس سے ان بچوں میں عزت نفس، وقار، اعتماد اور اپنے مکمل ہونے کے احساس میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ کچھ اسکولوں میں ان بچوں کے خاندان کے افراد اساتذہ کی حیثیت سے کام کررہے ہیں اور بچوں کو مختلف ہنر سکھا رہے ہیں۔ جیسے مختلف دھاگوں کو رنگنا اور اس سے مختلف روایتی نمونے بُننا۔ اس طرح کی شرکت سے والدین اور مقامی ارکان کی نظروں میں اسکول کی قدر و قیمت بڑھ جاتی ہے، کیونکہ ان کا معیارِ زندگی بہتر ہو جاتا ہے اور ان کی اہم ثقافتی روایات بھی برقرار رہ جاتی ہیں۔ اس سے والدین اور بچوں کے درمیان اسکول میں بچوں کے کام اور رویے کے حوالے سے رابطہ اور تعلق بھی بڑھ جاتا ہے۔ ساتھ ہی انہیں یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ بچوں کی تعلیم ان کے خاندان کے مستقبل کے لیے کتنی مدد گار ثابت ہوگی۔ کیا اسی طرح کی حکمت عملی آپ کے اسکول کے نصاب کا حصہ بن سکتی ہے؟

تنازعہ:

بعض والدین روپے پیسے یا دوسری مشکلات (مثلاً شراب نوشی یا منشیات کی لت) میں مبتلا ہوتے ہیں، وہ اپنے بچوں کے ساتھ مار پیٹ کرسکتے ہیں جس سے تشدد اور دوسری برائیوں کی راہ کھلتی ہے اور بچوں کو اپنے اندر کوتاہی یا کمی کا شدید احساس ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے ایک تو بچے جماعت میں پابندی سے حاضر نہیں ہوتے، دوسرے ان کا رویہ بھی خراب ہونے لگتا ہے، حتیٰ کہ وہ گھر اور اسکول سے بھاگ بھی جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک لڑکا اپنے ماں باپ کے جھگڑوں میں پھنس گیا۔ وہ دونوں روپے پیسے پر لڑ رہے تھے کہ لڑکا بیچ میں آگیا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان دونوں نے اسے مارا پیٹا۔ اس خاندان کی زندگی بہت غربت میں گزر رہی تھی۔ آہستہ آہستہ وہ جماعت سے غائب ہونے لگا، اسے پڑھائی میں دلچسپی نہیں رہی تھی۔ وہ اپنے اسکول کا کام بھی وقت پر مکمل نہیں کرتا تھا۔ مگر بجائے اس کے کہ اسے سزا دی جاتی اس کی استاد نے اس سے بات کی اور اس سے اس کی گھریلو زندگی کے بارے میں دریافت کیا، جس کے بعد اصل اور حقیقی صورت حال سامنے آگئی۔ اس لڑکے نے یہ کہا کہ اس کی سمجھ میں یہ نہیں آتا تھا کہ اسے کیوں مارا پیٹا جاتا تھا، جبکہ گھر کے مالی مسائل سے اس کا کوئی

تعلق نہیں تھا۔ یہ سب سننے اور جاننے کے بعد اس بچے کی استاد نے اس کی تعریف کی تا کہ اس کی حوصلہ افزائی ہو اور وہ کامیابی کی طرف بڑھے۔ استاد نے اس لڑکے کو تھوڑی سی زیادہ توجہ دی اور اس کے ساتھ خاص محبت آمیز انداز سے پیش آئی۔ جب بھی ممکن ہوتا وہ لڑکے سے کہتی کہ وہ جماعت سے پہلے اور جماعت کے بعد اس کی مدد کرے۔ اس طرح وہ کچھ اور وقت کے لیے اس بچے کو اس کے گھر کے قیامت خیز ماحول سے بچالیتی تھی۔ جلد ہی بلکہ خاصی تیزی سے اس لڑکے کا رویہ بدلتا چلا گیا اور وہ پڑھائی میں بہتر ہونے لگا۔ جب اس کے والدین نے اپنے اختلافات دور کر لیے تو انہوں نے بھی یہ دیکھا کہ ان کا بچہ اسکول میں اچھا جا رہا ہے۔ اس کے بعد ایک ''والدین اساتذہ'' کانفرنس ہوئی جس میں ان والدین نے اپنے بچے کی تعریف کی۔

تفریق: بعض بچے) ایسے خاندانوں سے آتے ہیں، جو زبان، مذہب، ذات یا دوسرے ثقافتی پہلوؤں میں مقامی ماحول سے مختلف ہوتے ہیں، ایسے بچے لڑائی جھگڑے، تمسخر، تضحیک، اذیت رسانی وغیرہ جیسے کاموں کے لیے آسان ہدف ہوتے ہیں اور خطرے میں رہتے ہیں۔ ایسے بچوں کے ساتھ منفی اور امتیازی سلوک شاید انہیں اسکول میں شامل کرنے کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ جس سے انہیں اس بات کا موقع نہیں ملتا کہ وہ یکساں طور پر خوشی اور سرگرمی کے ساتھ سیکھنے، جاننے اور پڑھنے کے عمل میں شامل ہوسکیں۔ منفی رویہ ہر سطح پر پایا جاسکتا ہے: والدین، مقامی ارکان، اسکول اور اساتذہ، سرکاری عہدے داران یہاں تک کہ یہ رویہ خود آخری حد پر پہنچے ہوئے بچوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ ڈر، خوف، شرم، جائز و ناجائز، عدم واقفیت اور غلط معلومات وغیرہ ایسے بچوں اور ان کے مختلف حالات میں منفی برتاؤ کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ ان بچوں میں اعتماد کی کمی ہوسکتی ہے، یہ لوگوں کی نظروں سے چھپ جانا چاہتے ہیں، سماجی رابطے اور تعلق سے یہ بھاگتے ہیں، جماعت میں خراب رویے کا مظاہرہ کرتے ہیں اور معاشرتی طور پر دب کر زندگی گزارتے ہیں۔ ایسے بچوں کے لیے ضروری ہے کہ امتیاز کم کرنے اور دوسروں کی ثقافتی اقدار کی قدر و قیمت کو سمجھنے پر خصوصی توجہ دی جائے۔

☆ والدین اور مقامی اراکین کے ساتھ مل کر کام کریں تا کہ جماعت کے سبق اور دوسرے مواد آسان ہو جائیں اور برادری کی متنوع یا رنگا رنگ ثقافتوں اور زبانوں کی نمائندگی ہو سکے۔ اس سے اس بات کو یقینی بنانے میں مدد ملے گی کہ مقامی افراد مستند اور مفید مواد تلاش کر سکیں گے اور اس سے تمام بچوں کی جماعت میں حاضر ہونے، آپس میں مل جل کر کام کرنے کی حوصلہ افزائی ہوگی۔
☆ جماعت کے اسباق کو ترتیب کرنے میں مقامی کہانیاں، سینہ بہ سینہ منتقل ہونے والے تاریخی واقعات، قدیم قصے، نغمے اور نظمیں استعمال کریں۔
☆ جو بچے آپ کی جماعت میں پڑھانے والے استاد کی زبان نہیں بولتے ان کے لیے دو زبانیں جاننے والے اساتذہ یا کسی اور کی مدد لیں، جو اس بچے کی زبان بول سکتے ہیں۔ (چاہے خاندان اور برادری کے ہی افراد کیوں نہ ہوں) اس سے کمرۂ جماعت کے لیے ایک مناسب زبان کی تربیت کا نصاب تیار ہو سکے گا۔

لڑائی جھگڑے کو کم کرنے کے لیے آپ کو کئی اقدامات کرنے ہوں گے۔ مثال کے طور پر:

☆ بچوں میں ذہنی دباؤ کو کم کرنے اور انہیں ذہنی سکون فراہم کرنے کے لیے مختلف طرح کے اقدامات کرائیں۔
☆ کمرۂ جماعت میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر پڑھنے اور سیکھنے کے عمل کو بڑھانا۔
☆ بچوں میں اعتماد بہتر بنانے کے لیے تمام طلبہ کو زیادہ با اختیار بنائیں۔ مثال کے طور پر انہیں جماعت کے لئے اصول وضوابط بنانے کی اجازت دیں اور ایک طلبہ کمیٹی بنا دیں جو ان قواعد وضوابط کو بنانے کی ذمہ دار ہو۔

☆ جماعت میں کمیٹیاں قائم کر کے ذمہ داریاں بڑھائیں اور والدین اور مقامی لوگوں کے ساتھ مل کر کام کریں۔
☆ ''بچوں کے ایک دوسرے سے سیکھنے'' (Child to child approach) کی حکمت عملیاں تیار کریں تاکہ بچوں کے مسائل سے نمٹا جاسکے، مثلاً تنازعات کو حل کرنے کی صلاحیت سکھائی جائے، جیسے مذاکرات کرنا اور ثالثی کردار ادا کرنا (جس پر پیچھے بحث کی گئی ہے) اور،
☆ بچوں کو اجازت دیں کہ وہ انضباطی اقدامات اختیار کریں ان بچوں کے لئے جو دوسروں سے لڑتے جھگڑتے ہیں۔

نصاب میں ہی استاد ڈرامہ یا پتلیاں (Puppets) استعمال کر سکتے ہیں، تاکہ لڑائی جھگڑے کی حد تلاش کی جائے اور اس کے اسباب بھی اور ساتھ ہی اس کے حل بھی تلاش کئے جائیں کہ جب یہ مسئلہ اسکول کے اندر یا اسکول کے باہر سر اٹھائے تو کیا کیا جائے۔ مثال کے طور پر گیانا (Guyana) میں اساتذہ نے پتلیاں (Puppets) اور مختصر ڈرامے تیار کیے، جن میں نسلی لڑائی جھگڑوں کی تصویر کشی کی گئی تھی۔ پھر انہوں نے ایسے اقدامات کئے، جن سے ان بچوں کی مدد کی گئی، جو اس طرح کی صورت حال سے دوچار تھے۔

حساس اور نازک معاملات پر تقریریں اور مباحثے بھی کہانیوں یا اداکاری کے دوران استعمال کئے جاسکتے ہیں تاکہ بچوں کو یہ پتا چل سکے کہ وہ بااعتماد طریقے سے اور ہچکچائے بغیر ''نہیں'' کیسے کہیں اور ساتھ ہی لڑائی جھگڑوں اور لعنت ملامت کے عمل کے دوران کس طرح کی زبان استعمال کی جائے۔[45]

اپنے طلبہ کے خاندانوں کے بارے میں جاننا

پاکستان میں بہت سے اسکولوں میں اساتذہ طلبہ کے بارے میں معلومات (Profile) تیار کرتے ہیں تاکہ ان خاندانوں کے بارے میں جان سکیں، جہاں سے ان کے طلبہ آتے ہیں۔ طالب علم کے بارے میں معلومات (Profile):
☆ اساتذہ کو وہ سبب سمجھنے اور جاننے میں مدد دیتا ہے کہ طالب علم اسکول کیوں نہیں آسکتا، وہ جماعت میں خراب رویئے کا مظاہرہ کیوں کرتا ہے یا وہ اسکول چھوڑنے کے خطرے میں کیوں مبتلا ہے۔
☆ مقامی سطح پر بچوں کی ثقافتی اقدار کو ظاہر کرتا ہے، ان کی اور ان کے خاندانوں کی خصوصیات بیان کرتا ہے۔
☆ ایسے پروگراموں کی منصوبہ بندی میں مدد دیتا ہے جن سے ان عوامل پر قابو پایا جاسکتا ہے جو بچوں کو اسکول سے دور کرتے ہیں اور خراب رویئے کی طرف جانے کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔

درج ذیل اقدامات کے ذریعے طالب علم کے بارے میں معلومات (Profile) جمع کی جاسکتی ہیں۔

پہلا قدم: اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر ان بڑے اور خراب رویوں کے بارے میں سوچیں اور غور و فکر کریں جو آپ نے اپنے طلبہ میں دیکھے ہیں اور ان کے خاندان یا مقامی افراد کے اندر موجود عوامل پر بھی غور کریں جو اس کا سبب بنتے ہیں۔ (جن کا تذکرہ اوپر کیا گیا ہے) ان میں وہ عوامل ضرور شامل کریں جو کسی بچے کی جماعت سے غیر حاضری یا جماعت میں دیر سے آنے کا سبب ہوسکتے ہیں۔

45 UNESCO. "Booklet 4: Creating Inclusive, Learning-Friendly Classrooms," Embracing Diversity: Toolkit for Creating Inclusive, Learning-Friendly Environments. Bangkok, 2004.

دوسرا قدم: ان عوامل کی مدد سے سوالات کی ایک فہرست تیار کیجئے اور جب ان سوالوں کے جواب ملیں گے تو آپ کو یہ جاننے میں آسانی ہوگی کہ ایک بچہ جماعت میں اچھے رویے کا مظاہرہ کیوں نہیں کر پا رہا ہے۔ نیچے سوالوں کی فہرست کی ایک مثال پیش کی جارہی ہے جو فلپائن اور تھائی لینڈ میں ایسے اسکولوں میں استعمال کی جارہی ہے جن کو بچوں کا دوستانہ اسکول (Child friendly school) کہا جاتا ہے۔ اس سے ان بچوں کی کیفیات کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے جن کا تعلق مختلف اور متنوع پس منظر اور قابلیتوں سے ہوتا ہے جو اچھی طرح نہ پڑھتے ہیں اور نہ کچھ سیکھتے ہیں وہ خود کو نا قابل سمجھتے ہیں۔[46] آپ سوالات کی اپنی فہرست بھی تیار کر سکتے ہیں، جن کی بنیاد ان رکاوٹوں پر ہونی چاہیئے جو آپ کے خیال میں آپ کے علاقائی لوگوں میں عام ہیں۔

تفریق

- ☆ بچے کی جنس کیا ہے؟
- ☆ بچے کی عمر کیا ہے؟
- ☆ بچے کی قومیت یا اس کی نسلی وابستگی کیا ہے؟
- ☆ بچے کا مذہب کیا ہے؟
- ☆ بچے کی مادری زبان کیا ہے؟
- ☆ بچے کا گھر کہاں واقع ہے؟ اسکول سے اس کا فاصلہ کتنا ہے اور وہاں تک پہنچنے میں کتنا وقت لگتا ہے؟
- ☆ بچہ آمد ورفت کی کونسی قسم استعمال کرتا ہے؟ اور کیا یہ محفوظ ہے؟

بچے کے حوالے سے مختلف عوامل

- ☆ کیا بچہ پیسے کمانے یا اپنے گھر والوں کی مدد کرنے کے لیے گھر میں یا گھر سے باہر کام کرتا ہے؟
- ☆ بچے کی صحت کیسی ہے اور بچے کے عمر کی لحاظ سے متوازن غذا (Nutritional status) کیا ہے؟
- ☆ کیا بچے کو کوئی معذوری یا کمی ہے جو اس کے اسکول تک جانے میں رکاوٹ بن رہی ہے اور وہ کمرۂ جماعت میں صحیح کارکردگی ظاہر نہیں کر پا رہا ہے؟

بچے کی دیکھ بھال: ایک تنازعہ

- ☆ بچے کے والدین کی کیا عمر ہے؟
- ☆ کیا بچے کے والدین اب تک زندہ ہیں؟ اگر نہیں تو ان میں سے کس کا انتقال ہو چکا ہے؟
- ☆ ماں اور باپ ہر ایک نے کس سطح کی تعلیم حاصل کی ہے؟
- ☆ کیا اس خاندان کا کوئی رکن اس سے پہلے اسکول چھوڑ چکا ہے؟ کیوں؟
- ☆ کیا بچے کے والدین کی شادی ابھی تک برقرار ہے؟ (ان میں طلاق تو نہیں ہوئی؟)

46 Examples of the Child Profile from other countries such as El Salvador and Uganda can be found in: Toolkit for Assessing and Promoting Equity in the Classroom, produced by Wendy Rimer et al. Edited by Marta S. Maldonado and Angela Aldave. Creative Associates International Inc., USAID/EGAT/WID, Washington DC. 2003.

☆ بچہ کس کے ساتھ رہتا ہے؟

☆ اس گھر میں کتنے افراد رہتے ہیں؟

☆ اس بچے کے گھر میں کتنے بچے رہتے ہیں؟ (خاص طور سے بہت چھوٹے بچے)

☆ ان بچوں کی بنیادی طور پر دیکھ بھال کون کرتا ہے؟

☆ کیا باپ کبھی کام کے لیے گھر سے دور گئے تھے؟

تعلیم کی عملی اہمیت اور غربت

☆ بچے کے والدین کا بنیادی ذریعہ معاش کیا ہے؟

☆ کیا اس خاندان کے پاس آمدنی حاصل کرنے کے لیے زمین ہے؟ اگر ہاں تو کتنی ہے؟

☆ کیا اس خاندان نے آمدنی کے حصول کے لیے کرائے پر زمین حاصل کی ہے؟ اگر ہاں تو کتنی؟

☆ اس گھر کی اوسط ماہانہ آمدنی کتنی ہے؟

☆ کیا یہ خاندان آمدنی بڑھانے کے لیے پیسے ادھار لیتا ہے؟ اگر ہاں تو کتنے پیسے لیتا ہے، کب کب لیتا ہے اور سال کے کن دنوں کے دوران لیتا ہے؟

☆ کیا اس گھر کا سربراہ مقامی علاقے کے کسی ترقیاتی پروگرام کا رکن ہے؟

تیسرا قدم: ایک سوالنامہ تیار کریں اور درج ذیل سوالوں کے جواب جمع کریں۔ یہ سوالنامہ اوپر بیان کیے گئے سوالوں کی فہرست بھی ہو سکتی ہے، جس کے لیے جواب نوٹ کیے گئے ہیں یا یہ طلبہ کا اپنا تفصیلی معلوماتی مواد بھی ہو سکتا ہے۔[47] ایک بار سوالنامہ تیار ہو جائے تو پھر اسے: (a) بچوں کے گھروں کو بھجوایا جا سکتا ہے تاکہ وہ اسے بھر کر مقامی سرکردہ شخصیات یا اسکول کو بھیج دیں۔ (b) اسے کوئی استاد گھروں پر جا کے بھی بھر سکتا ہے یا (c) اسے بچوں سے کیے گئے انٹرویوز کی بنیاد پر بچے خود بھر سکتے ہیں یا والدین کی مدد سے اس وقت بھرا جا سکتا ہے جب وہ اپنے بچوں کو اسکول لینے آئیں۔ ''والدین اساتذہ'' کانفرنس یا ''والدین اساتذہ ایسوسی ایشن'' کی ملاقاتوں میں بھی یہ کام کیا جا سکتا ہے۔

چوتھا قدم: جب سوالنامہ بھر کر تیار ہو جائے اور واپس بھجوا دیا جائے تو ہر بچے کے لیے ایک تفصیلی رپورٹ تخلیق کریں جو مذکورہ بالا سوالوں سے مطابقت رکھتے ہوں۔ بچے کی آپ بیتی (Case study) سے آپ کو ان عوامل کی شناخت کرنے اور انہیں مربوط کرنے اور تجزیہ کرنے میں مدد ملے گی جو بچے کی تعلیم اور اس کے رویے پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔

پانچواں قدم: جب آپ بیتیاں (Case studies) مکمل ہو جائیں تو ان پر گہری نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ آپ کی جماعت میں کونسے عوامل ہر بچے کے سیکھنے کی قابلیت اور اس کے رویے پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ انہیں خط کشیدہ اور واضح کریں (تاکہ ہر سوال) مربوط کرنے میں آپ کی مدد کریں۔ نیچے ''ذکیہ'' کی کہانی بیان کی جا رہی ہے، اس کہانی میں یہ ثقافتی اختلافات ہو سکتے ہیں جن کے باعث بچے تفریق، احساس کمتری، غربت، توجہ اور نگہداشت کی کمی کا شکار ہو سکتے ہیں، پھر خاندان سے باہر وسائل تک ان کی رسائی بھی نہیں ہوتی اور وہ ناقص صحت اور غذائیت کی کمی کا بھی شکار ہو جاتے ہیں۔ ان عوامل کو نقطۂ آغاز کے

47 UNESCO. "Booklet 3: Getting All Children In School and Learning," Embracing Diversity: Toolkit for Creating Inclusive, Learning-Friendly Environments. Bangkok, 2004.

طور پر استعمال کریں اور ایسے مثبت اقدامات لیں جو اسکول نہ آنے والے یا جماعت میں خراب رویے والے بچوں پر توجہ مرکوز کررہے ہوں۔ اپنے ساتھیوں، اسکول انتظامیہ کمیٹی، والدین، مقامی سرکردہ افراد اور مقامی تنظیموں کے ساتھ مل کر کام کریں، اور اپنے ہر عمل کے لیے طریقہ کار وضع کریں، اس کی نگرانی کریں اور اس کا جائزہ بھی لیتے رہیں۔

ایک طالب علم کا گھر: ''ذکیہ'' کی کہانی

''ذکیہ'' کا تعلق صوبہ سندھ ضلع لاڑکانہ سے ہے''ذکیہ'' نو سال کی لڑکی ہے۔ اس کا باپ مر چکا ہے، اس کی ماں کی عمر تیس سال ہے، اس کی ماں نے شوہر کی موت کے بعد دوسری شادی نہیں کی۔ ''ذکیہ'' کی ماں غیر تعلیم یافتہ ہے وہ اپنے گاؤں میں زمین کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے پر چاول کی کاشت کرتی ہے۔ ''ذکیہ'' اور اس کے پانچ سالہ بھائی کی دیکھ بھال اس کی دادی کرتی ہے۔ یہ بہت غریب خاندان ہے جس کی آمدنی 5000 روپے ماہانہ سے بھی کم ہے۔ جب کاشت کا زمانہ نہیں ہوتا تو ''ذکیہ'' کی ماں سلائی کڑھائی کر کے گھر کی کفالت کرتی ہے۔ ''ذکیہ'' کے خاندان کا تعلق گاؤں کے کسی بھی ترقیاتی گروپ سے نہیں ہے اور نہ ہی کمیونٹی کے وسائل تک اس خاندان کی رسائی ہے۔ چونکہ ''ذکیہ'' کو اپنی ماں اور دادی کی مدد کرنی پڑتی ہے اس لیے اکثر اسکول سے غیر حاضر رہتی ہے۔ عام طور سے ''ذکیہ'' بیماری کے باعث سانس کی شدید بیماری Acute Respiratory Infections (ARI) میں مبتلا رہتی ہے یا لحمیات (Iodine) کی کمی کا شکار رہتی ہے۔ جب بھی ''ذکیہ'' کمرۂ جماعت میں ہوتی ہے تو وہ سوتی رہتی ہے اور وقت پر اپنے اسکول کا کام نہیں کر پاتی۔ جماعت میں اکثر وہ بیزار نظر آتی ہے، سبق میں دلچسپی نہیں لیتی اور جماعت کے ساتھیوں سے بھی بات چیت نہیں کرتی۔

نوٹ: آپ میں سے جو بڑی کمرۂ جماعت میں پڑھاتے ہیں، ان بچوں کے بارے میں معلومات تیار کرنا شروع کریں جو تعداد میں تو کم ہوتے ہیں لیکن انہیں زیادہ توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسے بچے یا تو پڑھائی پر توجہ نہیں دیتے یا خراب رویے کے حامل ہیں یا آپ یہ سمجھتے ہوں کہ ان کے ذاتی یا خاندانی حالات انہیں خراب رویے کے خطرے کی طرف لے جا رہے ہیں۔ بعد میں اپنی کوششوں کو دوسرے بچوں تک پھیلا دیں۔

والدین اور اساتذہ کے درمیان رابطہ

استاد اور طالب علم کے مثبت تعلقات بچوں کو اچھے رویے کی طرف راغب کرتے ہیں اور خراب رویے سے بچاتے ہیں۔ یہاں والدین کو بھی اپنے بچوں کی تعلیم میں شامل ہونا چاہیے۔ دو عوامل ایسے ہیں جو بچوں کو خراب رویے اور اسکول چھوڑ دینے کے خطرے سے دوچار کرتے ہیں۔ اس میں ایک تو یہ ہے کہ والدین اپنے بچوں کی تعلیم میں کوئی دلچسپی نہیں لیتے اور دوسرا یہ ہے کہ والدین کو اپنے بچوں سے کم ہی توقعات ہوتی ہیں[48] اگر بچوں کے تعلیمی عمل میں والدین بھی شامل ہو جائیں تو اس سے بچوں کی کارکردگی پر بڑا مثبت اثر پڑے گا اور یہ چیز اسکول میں بچوں کی کامیابی کی بالکل صحیح پیشنگوئی کرسکتی ہے۔ گھر والوں کا بچوں کی تعلیم میں توجہ دینے کے چند فوائد یہ ہیں:

- ☆ بچوں کی حاضری میں بہتری آجاتی ہے۔
- ☆ بچے اپنا ہوم ورک زیادہ توجہ اور تسلسل سے پورا کرتے ہیں۔
- ☆ بچے زیادہ مثبت رویے اور برتاؤ کا مظاہرہ کرتے ہیں[49]

تاہم بچوں کی تعلیم میں والدین کو شامل کرنے کے لیے آپ کو بھی بچے میں زیادہ دلچسپی لینی ہوگی۔ تحقیق سے پتا چلا ہے کہ والدین ایک خاص بچے کے شخصیت

48 Wells, S.E. At-risk Youth: Identification, Programmes, and Recommendations. Englewood, Colorado: Teacher Idea Press, 1990.

49 Parent-Teacher Communication. Professional Development Academy. http://www.mcps.org/iss/Portfolio/Communication/Conferences.ppt [accessed online on 12/1/2005]

اور دلچسپیوں کو جانچنے کے لیے اس کے استاد کی مذکورہ بچے کے بارے میں معلومات کو دیکھتے ہیں اور اسی سے اس بات کا جائزہ لیتے ہیں۔ اگر انہیں محسوس ہو جائے کہ استاد اپنے بچے کے بارے میں بہت خاص باتیں جانتا ہے تو وہ یہ سب استاد کی زبان سے سننا چاہتے ہیں[50] یہی سب سے اہم وجہ ہے کہ بچے اور اس کے خاندان کے بارے میں جاننا اتنا ضروری کیوں ہے، اس کے لیے والدین اور اساتذہ کا اشتراک لازمی ہے۔ اور جو بچے جماعت میں ضرورت سے زیادہ ہی خراب رویے کا مظاہرہ کرتے ہیں ان کا علاج طلبہ۔ والدین۔ اساتذہ کانفرنس ہے اس کے ذریعے ان طلبہ کی منفی سرگرمیاں ختم کی جاسکتی ہیں جو اسکول کو گھر سے اور والدین کو اساتذہ سے لڑاتے ہیں۔

عام طور سے والدین۔ استاد یا والدین۔ استاد۔ طلبہ کانفرنس کم از کم چار اسباب کی بناء پر منعقد ہوتی ہے:

(a) اسکول کی درخواست پر ایک خاص تعلیمی مسئلے پر غور کرنے کے لیے جیسے بچے کی تعلیمی کارکردگی (اچھی یا خراب)۔ یا اسکول یا کمرۂ جماعت میں والدین سے معاونت کی درخواست کی جاتی ہے۔

(b) بچے کی حاضری یا نظم وضبط کے معاملات پر بات کرنے کے لیے۔

(c) کسی ایسے معاملے پر بات کرنے کے لیے جو خود والدین نے اٹھایا ہو۔

(d) اسکول کے ضابطے کے مطابق ایک باقاعدہ کانفرنس منعقد کرنے کے لیے۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تجربہ کار اساتذہ عام طور سے ایسی کانفرنسیں منعقد کرنے کے لیے اپنا طریقہ اپناتے ہیں۔ تاہم اس کے لیے اساتذہ کو ایک کانفرنس کی تیاری کرنی چاہیے جس میں یہ بتایا جائے کہ آپ کو کن وسائل کی ضرورت ہوگی۔ کونسی رکاوٹیں کانفرنس کی راہ میں مزاحم ہوں گی اور ان پر کیسے قابو پایا جائے گا۔ اور وہ کونسے مسائل ہیں جو تمام طلبہ میں عام ہیں (یا ایک خاص طالب علم مسئلے کا شکار ہے)۔[51]

وسائل میں یہ بھی شامل ہونا چاہیے:

☆ کون اس میں شرکت کریں گے اور ان کے پروگرام کے اوقات کیا ہیں؟

☆ کیا یا کیسی جگہ موجود ہے؟

☆ اگر والدین اپنے ساتھ چھوٹے بچوں کو لاتے ہیں تو کانفرنس کے دوران انہیں مصروف رکھنے کے لیے ان بچوں کو کیا چیز فراہم کر سکتے ہیں؟

☆ راہ نمائی کے لئے موجود مواد یا حاضری کے ریکارڈ سے کیا معلومات مل سکتی ہیں، جس کی روشنی میں والدین سے بات کی جاسکے اور جس کی آپ کانفرنس سے پہلے درخواست کر سکتے ہیں) بعض اساتذہ کے پاس رویے سے متعلق واقعات کا تحریری ریکارڈ (Behavioural incident logs) ہوتا ہے تاکہ خراب رویے کو صحیح کرنے کے لیے استعمال کیا جاسکے اور اساتذہ ان واقعات کو والدین کے ساتھ بحث ومباحثے میں استعمال کر سکتے ہیں۔ ان سے یہ بھی پتا چلایا جاسکتا ہے کہ کیا بچہ مستقل خراب رویے کا مظاہرہ کرتا ہے اور کن طریقوں سے کرتا ہے۔ ان ریکارڈ میں یہ سب

50 Reforming Middle Schools and School Systems. Changing Schools in Louisville, Vol. 1, No. 2 - Spring/Summer, 1997.

51 Parent-Teacher Communication. Professional Development Academy. http://www.mcps.org/iss/Portfolio/Communication/Conferences.ppt [accessed online on 12/1/2005]

ہوتا ہے: (a) بچے کا نام (b) واقعے کی تاریخ اور وقت (c) رویے کا تفصیلی بیان (d) کیا کارروائی کی گئی (e) اس شخص کا نام جسے اس واقعے کی رپورٹ دی گئی تھی۔ ساتھ ہی رپورٹ دینے کا وقت اور طریقہ (f) ان افراد کے نام جو اس واقعے کے گواہ تھے (g) اس شخص کا نام جس نے یہ رپورٹ مکمل کی تھی اور اس کی تاریخ (h) کوئی ایسے ذمہ دار عوامل اور کی گئی تبدیلیاں جن کی وجہ سے بچے کے رویے پر برا اثر پڑا ہو اور (i) پرنسپل، گواہوں، استاد اور والدین کے دستخط اور تاریخ۔

اہم رکاوٹوں میں وہ بھی شامل ہوں گے جو کانفرنس کے عمل میں مختلف رکاوٹیں ڈال کر اس عمل کو سست کر سکتے ہیں، اس لیے آپ کو چاہئے کہ والدین کو دعوت دینے سے پہلے اس مسئلے کو حل کر لیں۔ ان رکاوٹوں میں درج ذیل شامل ہو سکتی ہیں۔ کیا آپ کے ذہن میں مزید رکاوٹیں آتی ہیں۔

☆ اگر آپ کو اس دن کانفرنس کرنی ہو تو کیا کوئی ایسا شخص موجود ہے جو آپ کی جماعت کو دیکھ لے؟

☆ جن کے پاس فون نہیں ہے، ان کے ساتھ آپ رابطے میں کیسے رہتے ہیں؟

☆ اگر ایک کانفرنس میں کسی بچے کے ایسے ماں باپ آنے سے انکار کر دیں جن کے درمیان علیحدگی ہو چکی ہو تو کیا ہوگا؟

☆ بعض والدین کے پاس آمد و رفت کا ذریعہ میسر نہیں ہوگا یا انہیں کام سے فرصت نہیں ہوگی۔ ایسے والدین کی مدد کے لیے کیا انتظامات کیے جا سکتے ہیں؟ کیا آپ خود ان کے پاس جا سکتے ہیں؟

اہم امور میں اس قسم کے سوالات شامل ہو سکتے ہیں:

☆ کانفرنس میں طلبہ کو کس حد تک شامل کیا جا سکتا ہے؟

☆ مسائل والے معاملات کے حل تلاش کرنے کے لیے آپ والدین کو کیسے شامل کریں گے؟

☆ کس قسم کے کاغذات تیار کرنے کی ضرورت ہے؟ آپ ایک ایسے طالب علم کے والدین سے کیا بات کریں گے جو پہلے ہی باصلاحیت ہے، اور اس کے والدین سے کیا بات کریں گے جو سیکھنے اور پڑھنے کی صلاحیت سے محروم ہے اور اس کے والدین سے کیا بات کریں گے جس کے ساتھ خراب رویے والا مسئلہ ہے؟

اگر آپ اس کانفرنس کے لیے پہلے سے پوری تیاری کر لیں گے تو نہ صرف آپ کا کام آسان ہو جائے گا بلکہ اس سے والدین بھی یہ جان لیں گے کہ آپ ایک اچھے اور منظم انسان ہیں اور آپ نے ان کے بچوں کی صورت حال پر بات کرنے کے لیے خوب تیاری کی ہے۔ کانفرنس کی تیاری میں چند اہم کام یہ ہیں:

☆ والدین کو ایک خط بھیجا جائے، جس میں کانفرنس کے لیے درخواست کی جائے۔ درخواست مثبت ہو، چاہے اس میں بچے کے خراب رویے پر بات ہی کیوں نہ کی جا رہی ہو۔

(مثال کے طور پر "فرید کو پڑھانا واقعی کسی چیلنج سے کم نہیں ہے۔ کیا آپ فلاں (دن تاریخ) کو آ سکیں گے تا کہ آپ سے اس کی تعلیمی قابلیت کے بارے میں بات کی جا سکے؟")

☆ اس تمام مواد کی فہرست، جس کی کانفرنس کے وقت ضرورت ہوگی۔

☆ ان تمام افراد کی فہرست جنہیں کانفرنس میں بلانا ہوگا (اگر ضرورت ہو تو)۔

☆ کانفرنس کا لب لباب (Agenda) (والدین کو ان کے بچوں کے لئے کانفرنس کا مقصد بتانا)

☆ کانفرنس کے نتائج ریکارڈ کرنے کے لیے آلات (Instrument) اور اس کے اختتام تک کی منصوبہ بندی۔

☆ ہر طالب علم کے لیے انفرادی منصوبہ بندی۔ اگر ممکن ہو تو اس منصوبے پر یا کم از کم اس کے اہم نکات پر طلبہ کے والدین سے بات ہونی چاہیے، خاص طور سے اگر اس منصوبے کے لئے کچھ حصوں کی والدین کی جانب سے اظہار خیال کی ضرورت ہو۔

نوٹ: والدین اساتذہ کانفرنس رسمی بھی ہو سکتی ہیں اور غیر رسمی بھی۔ جو اساتذہ بڑی بڑی جماعتوں میں کام کر رہے ہیں، جہاں تمام والدین سے ایک ہی دن میں ملنا ممکن نہیں ہے وہاں رسمی کانفرنس میں صرف ان بچوں کے والدین سے مل لیا جائے جن کے ساتھ مسائل ہیں۔ دوسرے طلبہ کے لیے کبھی کبھار مناسب وقت پر غیر رسمی مباحثہ رکھ لیا جائے۔ اس کے لیے کمرۂ جماعت یا اسکول کے میدان میں ملاقات ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح جب والدین اپنے بچوں کو لینے آئیں تو بھی ان سے بات ہو سکتی ہے، اگر آپ طلبہ کے گھروں پر جا سکتے ہیں تو ان کے والدین سے ان کے گھروں پر ملا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اسکول کے خاص دن یا مقامی سطح پر منعقد کئے جانے والے پروگرام بھی والدین کی اساتذہ سے ملاقات کا اہم ذریعہ ہو سکتے ہیں۔

حوصلہ افزائی کی حکمت عملیاں

یہ حصہ آپ کا آپ کے طلبہ کے ساتھ مثبت تعلق کے بارے میں ہے۔ اس کی بنیاد ایک دوسرے کو سمجھنے اور ہمدردی پر رکھی گئی ہے۔ بعض کیفیات خاص طور سے طلبہ میں مثبت رویے کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں اور یہ تعلق کی تعمیر کے عمل کا حصہ بھی ہیں۔ ان میں درج ذیل شامل ہیں:[52]

☆ **کمرۂ جماعت میں ایک مثبت جذباتی معیار برقرار رکھنا۔** آپ اپنے طلبہ کے ساتھ کیسا برتاؤ کرتے ہیں اور ان کے ساتھ کیسا ردعمل ظاہر کرتے ہیں، یہ سب آپ کو ان کے رویے میں منعکس ہوتا نظر آجائے گا۔

☆ **طلبہ کو توجہ فراہم کر کے ان کے مثبت رویے کو فروغ دینا۔** بڑی عمر کے بچوں کے لیے توجہ کا مطلب ہے کہ وہ اپنے گھریلو زندگی سے واقف ہوں اور اس میں دلچسپی لیتے ہوں، وہ اپنے اسکول کی سرگرمیوں میں بھی دلچسپی لیتے ہوں اور ہر اس سرگرمی میں حصہ لیتے ہوں جو انہیں اچھی لگے۔

☆ **تسلسل کی فراہمی۔** طلبہ کی روزمرہ کی سرگرمیوں میں روزمرہ کے معمول کے مطابق تسلسل ہو۔ ان کے ساتھ بین العمل ہو، تاکہ غیر متوقع اور منفی تجربات زیادہ تھکان کا باعث نہ بنیں۔

☆ **ردعمل ظاہر کریں:** (مثبت اور منفی برتاؤ پر تسلسل کے ساتھ)۔ اس سے اساتذہ اور طلبہ کے درمیان تعلقات میں مزید ہم آہنگی پیدا ہوگی جس کے نتیجے میں مزید تعمیری خیالات کے حامل طلبہ سامنے آئیں گے۔

☆ **نرم رویہ اختیار کریں:** خاص طور پر بڑی عمر کے طلبہ اور بالغوں کے ساتھ نرم رویہ اختیار کریں۔ ان کی بات توجہ سے سنیں کہ وہ کمرۂ جماعت کے قواعد وضوابط یا آپ کی درخواست کے مطابق عمل کیوں نہیں کر رہے، آپ کی حکم عدولی کر رہے ہیں تو کیوں؟ اور آپ کی بات مان رہے ہیں تو کیوں؟ ان سے بات کر کے مسئلے کا حل نکالیں۔ اس سے ظاہر ہوگا کہ آپ اپنے طلبہ کے نقطہ نظر کو اہمیت دیتے ہیں جس سے مستقبل میں خراب رویے کے مواقع کم ہو جائیں گے۔ مزید یہ کہ فیصلے کرنے میں اگر طلبہ کو بھی شریک کر لیا جائے تو اس سے طلبہ میں اخلاقی فیصلے کرنے کی قوت بڑھے گی۔

☆ **غلطیوں کو درست کرنا:** اپنے طلبہ سے کہیں "ہم صرف غلطیوں سے ہی سیکھتے ہیں۔ میں بھی ہر روز غلطیاں کرتا ہوں۔ اس لیے ہمیں اب کچھ تعمیری کام کرنا چاہیے۔" اس سے سیکھنے کا ایک شراکتی عمل وجود میں آتا ہے جس کی بنیاد باہمی عزت اور احترام پر رکھی ہوتی ہے۔

52 Adapted from: The American Academy of Pediatrics. Guidance for Effective Discipline. http://aappolicy.aappublications.org/cgi/content/full/pediatrics;101/4/723 [accessed online on 12/2/2005]

☆ **خود اعتمادی بڑھانا:** اپنے آپ سے بات چیت کر کے مثبت تبدیلی لانا۔۔ اپنے طلبہ سے پوچھیں کہ کونسا کام وہ بہتر طریقے سے کر سکتے ہیں۔ چاہے وہ کوئی بھی کام ہو۔ پھر ان کے جوابات کو اپنے اسباق میں شامل کریں۔ تا کہ وہ آپ کے پڑھانے میں شامل ہو سکیں۔

☆ **ماضی کی کامیابیوں پر توجہ:** وہ بچے جو ناکامی سے ڈرتے ہیں ان کی گذشتہ امتحان کی کارکردگی کی تعریف کریں اور ان کی حوصلہ افزائی کریں تا کہ وہ بہتر انداز میں اپنی صلاحیتوں کا اظہار کر سکیں۔ ان کو الگ سے پڑھائیں اور جائزہ لیتے رہیں۔

☆ **پڑھانے کے عمل کو بامعنی بنانا:** اپنے تدریسی طریقہ کار میں تبدیلی لائیں۔ جیومیٹری کے ڈیزائن پر ایک لیکچر دینے کے بجائے اپنے بچوں کو چھوٹے گروہوں میں تقسیم کر دیں اور ان سے کہیں کہ وہ اسکول یا علاقے کے اطراف میں پندرہ منٹ میں زیادہ سے زیادہ جیومیٹری کے مختلف ڈیزائن (Shapes) تلاش کریں۔ جیتنے والے گروپ کو ایک چھوٹا سا انعام بھی دیں۔

مثبت اور امدادی آموزش کا ماحول تخلیق کرنا

آپ کیا سیکھیں گے:

☆ کمرۂ جماعت کی انتظام کاری کی اہمیت

☆ پڑھنے اور سیکھنے کے ماحول کو آرام دہ بنانا

☆ کمرۂ جماعت کے معمولات کو تیار کرنا

☆ کمرۂ جماعت کے قواعد کو تیار کرنا اور اس میں والدین کو شامل کرنا

☆ ایک ایسا انتظامی انداز اختیار کرنا جو اچھے رویوں کی تخلیق میں معاون ہو

☆ مثبت استحکام فراہم کرنا

ILFC میں کمرۂ جماعت کی انتظام کاری

آپ کے طلبہ اچھے رویوں کے فروغ کے لیے ایک ایسے کمرۂ جماعت کے ماحول میں ہونے چاہئیں، جو خوب منظم ہو اور اس کا انتظام بھی عمدہ ہو۔ جب ہم کسی کمرۂ جماعت کے انتظامات کی بات کرتے ہیں تو ہم میں سے بہت سے یہ سمجھتے ہیں کہ یہ طلبہ کے رویوں کو قابو کرنے کا طریقہ ہے، وہ حیران ہوتے ہیں کہ ہم ایک پوری جماعت کو کیسے قابو کر سکتے ہیں۔ درحقیقت ایک طلبہ کے اچھے یا برے برتاؤ پر ہمارا ردعمل کمرۂ جماعت کے انتظامات کے پلان کا آخری حصہ ہونا چاہیے۔ ایک منظم کمرۂ جماعت میں یہ عمل مثبت نظم وضبط کی شکل میں بہت کم وقت لے گا اور سبق کے بہاؤ کو تھوڑی دیر کے لئے روک دے گا۔ اس نکتے کو سمجھنے کے لیے آپ کو کمرۂ جماعت کے انتظام کا منصوبہ بنانا ہوگا۔ اس میں سے کچھ عناصر پر کتابچہ 4 اور 5 میں ذکر کیا گیا ہے۔ ہم یہاں دوسرے عناصر پر بات کریں گے۔

منصوبہ بندی کے عمل میں پہلا قدم یہ ہے کہ یہ فیصلہ کیا جائے کہ ''کمرۂ جماعت کی انتظام کاری'' سے ہمارا کیا مطلب ہے۔ جب ہم ''کمرۂ جماعت کی انتظام کاری'' کا فقرہ استعمال کرتے ہیں تو اس سے ہماری مراد وہ عمل، حکمت عملیاں اور ہدایتی طریقے ہوتے ہیں جو اساتذہ ایک ایسے کمرۂ جماعت کا ماحول تخلیق کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں جس میں پڑھنے اور سیکھنے کے عمل کو فروغ ملتا ہے، ساتھ ہی انفرادی طور پر ہر طالب علم کے رویے کی تعمیر کی جاتی ہے اور اسے منظم کیا جاتا ہے۔ اس ماحول میں طلبہ کی انفرادی طور پر اور گروہ کی صورت میں سیکھنے اور پڑھنے کی سرگرمیاں فروغ پاتی ہیں۔ چنانچہ مؤثر ''کمرۂ جماعت کی انتظام کاری'' ایک ایسا ماحول تخلیق کرتا ہے جو ہمارے لیے بھی پڑھانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے، ساتھ ہی اس سے تمام طلبہ میں سیکھنے، پڑھنے اور رویے کی بہتری میں مدد ملتی ہے۔ کمرۂ جماعت کی غیر مؤثر انتظام کاری کے بعد ابتری پھیل جاتی ہے، ہمارے طلبہ نہیں جانتے کہ ہمیں ان سے کیا توقع ہے۔ وہ نہیں سمجھ پاتے کہ اس موقع پر کیسے رویے کا مظاہرہ کریں اور کیسا جوابی ردعمل ظاہر کریں۔ انہیں اپنی حدود کا پتا نہیں ہوتا اور نہ وہ یہ جانتے ہیں کہ ان کے خراب رویے کے کیا نتائج نکلیں گے۔ کمرۂ جماعت کی مؤثر انتظام کاری بہت اہم ہے لیکن ساتھ ہی بہت مشکل بھی ہے۔ ایسے میں نئے اساتذہ گھبرا جاتے ہیں۔ یہ صورت ہی ایسی ہے کہ اس میں تجربے کار اساتذہ کے سامنے بعض اوقات کوئی ایک طالب علم یا پوری جماعت کھڑی ہو جاتی ہے جو ان کی انتظام کاری کی

صلاحیتوں اور تجربے کو چیلنج کرتے ہیں اور انہیں مجبور کرتے ہیں کہ کمرۂ جماعت کی اس طرح کی صورت حال سے نمٹنے کے لیے نئے طریقے تلاش کریں۔ کمرۂ جماعت ایک ایسی جگہ ہے جہاں طلبہ کچھ سیکھنے اور پڑھنے کے لیے جمع ہوتے ہیں۔ اسی لیے کمرۂ جماعت میں ایک محفوظ اور منظم ماحول ضروری ہے اور اساتذہ کی بہتری اسی میں ہے کہ وہ تمام طلبہ کے لیے سیکھنے اور پڑھنے کے ماحول کو بہتر سے بہتر بنائیں۔

سیکھنے اور پڑھنے کے ماحول کو آرام دہ بنائیں

کیا آپ کبھی ایسے کمرے میں رہے ہیں جو بہت سے لوگوں سے بہت سی چیزوں مثلاً فرنیچر سے بھرا ہوا ہو؟ ابتدا میں آپ کو کیسا محسوس ہوا؟ کچھ دیر بعد کیا آپ کا احساس بدلا تھا؟ کمرے میں داخل ہوتے وقت شروع میں ہم سب حیران ہو سکتے ہیں، مگر جب ہم اس میں کام شروع کرتے ہیں اور دوسروں سے ملتے جلتے ہیں تو ابتدا میں ہمیں منفی احساس ہوتا ہے۔ ہمیں غصہ بھی آ سکتا ہے اور بیزاری بھی ہو سکتی ہے، ہم ایک کونے میں کھڑے ہو سکتے ہیں کہ کہیں کمرے میں پھیلی ہوئی چیزوں سے ٹکرا کر گر نہ جائیں۔ جس کمرۂ جماعت میں لوگوں کے لیے جگہ کا انتظام اچھے طریقے سے نہیں کیا جاتا وہاں ہمارے طلبہ بھی ایسے ہی احساسات سے دوچار ہو سکتے ہیں۔ ردعمل کے طور پر غصے اور بیزاری سے ان کا رویہ خراب ہو سکتا ہے یا انہیں اس طرح کے ماحول سے خوف محسوس ہو سکتا ہے۔ اگر منصوبہ بندی کے ساتھ کمرۂ جماعت میں آرام دہ جگہ بنائی جائے تو ہم ایسے خراب رویے سے بچ سکتے ہیں۔ پھر ہم بچوں کو پڑھا کر جو کچھ انہیں دینا چاہتے ہیں وہ مقصد بھی حاصل ہو سکے گا۔

کمرۂ جماعت کی انتظام کاری کے بہت سے پہلو ہیں۔ ایک کمرۂ جماعت کو منظم کیسے بنایا جا سکتا ہے اس کا انحصار آپ پر اور آپ کے طلبہ کی ترجیحات پر ہے۔ آپ کو جو چیز آرام دہ محسوس ہو، ضروری نہیں ہے کہ وہ آپ کے طلبہ کے لیے بھی آرام دہ ہو۔ تعلیمی سال کے شروع میں اپنے کمرۂ جماعت کو منظم کریں اور پھر اپنے طلبہ سے پوچھیں کہ اس میں وہ خود کو پرسکون محسوس کر رہے ہیں یا نہیں۔

بہتر ہوگا کہ انہیں گروپس میں تقسیم کر دیں اور ہر گروپ سے کہیں کہ وہ کمرے کو اور اس کی چیزوں کو دیکھیں اور نقشہ بنائیں کہ وہ اس کمرے کو کس طرح منظم کرنا چاہتے ہیں۔ خاص طور سے اگر آپ کی جماعت میں بہت زیادہ بچے ہیں تو ان سب کے نقشے اور ڈرائنگز جمع کر کے اس جماعت کو اس طرح سے بنائیں کہ وہ تمام بچوں کی "ذاتی" یا "اپنی" جماعت بن جائے۔ ایک دو ہفتے اس طریقے کو استعمال کریں، پھر بچوں سے پوچھیں کہ کیا وہ اس کمرۂ جماعت میں خود کو پرسکون محسوس کر رہے ہیں۔ اگر وہ نئے طریقوں کی بات کریں تو ویسا ہی کریں۔ اس کے علاوہ جب آپ یہ محسوس کریں کہ آپ کے طلبہ جماعت میں بیٹھنے اور پڑھنے سے بور ہو رہے ہیں تو بھی ان کے بیٹھنے کی ترتیب میں تبدیلی کر دیں۔ ذیل میں کچھ چیزیں دی جا رہی ہیں۔ ان پر غور کریں اور اپنے طلبہ کے ساتھ مل کر کمرۂ جماعت کو منظم کریں۔[53] یہ فہرست مکمل نہیں ہے۔ کیا آپ کے ذہن میں کچھ اور چیزیں آتی ہیں؟

ہر ایک پر نظر رکھیں: آپ کو اس قابل ہونا چاہیے کہ تمام طلبہ کو ہر وقت دیکھ سکیں تاکہ ان کے کام اور ان کے رویے کی نگرانی کر سکیں۔ ساتھ ہی آپ کی میز ایسی جگہ ہو جہاں سے آپ دروازہ بھی دیکھ سکیں۔ جہاں کھڑے ہو کر آپ پڑھا رہے ہیں وہ جگہ آپ کے طلبہ کو صاف نظر آنی چاہیے۔ اس کے لیے نہ انہیں زیادہ گھومنا پڑے اور نہ زیادہ حرکت کرنی پڑے۔

53 Adapted from: Classroom Management – Managing Physical Space. Collaborative for Excellence in Teacher Education (CETP), National Science Foundation.
http://www.temple.edu/CETP/temple_teach/cm-space.html [accessed online on 10/20/2005]

ترتیب وار بٹھائیں (ہجوم کا احساس نہ ہو): بہت سارے بچوں کے ساتھ پر ہجوم کمرۂ جماعت میں کچھ خالی جگہ بڑی نعمت ہوتی ہے۔ جو بھی جگہ موجود ہے اس کا بہترین استعمال کرنے کے لیے تین حکمت عملیاں آزمائیں۔ پہلی: غیر ضروری فرنیچر ہٹادیں۔ ڈیسکوں کے بجائے قالین، چٹائیاں یا دریاں استعمال کریں۔ دیواروں میں فکس الماریاں یا خانے بنوادیں جن میں بچوں کا وہ سامان رکھ دیا جائے جو وہ ہر وقت استعمال نہیں کرتے۔ اگر آپ کی جماعت میں طلبہ کے لیے کوئی الماری بھی ہے جس میں بچوں کی اشیاء رکھی جاتی ہیں تو اسے جماعت سے باہر دروازے کے قریب رکھوادیں۔ اگر ممکن ہو تو اپنا سامان، ایسی ہی کوئی چیز جو آپ پڑھانے کے دوران استعمال نہیں کرتے، اسے بھی اساتذہ جماعت سے باہر کسی محفوظ جگہ رکھوادیں۔ اگر آپ کو اپنے لیے بڑی میز کی ضرورت نہیں ہے تو ایک چھوٹی میز منگوالیں۔

دوسری حکمت عملی یہ ہے کہ آپ اپنے پڑھانے کے عمل میں تخلیقی (Creative) انداز اختیار کریں اور کمرۂ جماعت سے ہجوم کا احساس ختم کرنے کے لیے اسے پر لطف جگہ بنائیں اور تمام بچے ایک دوسرے سے مل جل کر رہیں اور آپس میں بات چیت کر کے اپنا کام کریں۔ ایک وقت میں سبق کا صرف ایک حصہ پڑھائیں مثلاً ایک گھنٹے میں سے بیس منٹ اپنی ساری توجہ دو اہم عنوانات یا تصورات پر مرکوز رکھیں۔ (مثلاً جیومیٹری کی اشکال کے بارے میں بات کرنا) بجائے اس کے کہ ایک دم بہت ساری معلومات فراہم کردی جائیں۔ یہ وہ زیادہ سے زیادہ وقت ہے جس میں آپ اپنے طلبہ کی توجہ سبق پر مرکوز رکھ سکیں گے۔ اس کے بعد بچوں کو گروہ میں تقسیم کردیں جہاں وہ بہت سے چہروں کے بجائے صرف چند چہرے ہی دیکھ سکیں گے۔ اگر ممکن ہو تو لڑکوں اور لڑکیوں کو ملا کر گروپ ترتیب دیں، یہ ٹھیک نہیں ہے کہ لڑکوں کا گروپ الگ بنادیا اور لڑکیوں کا الگ۔ ہر گروپ کو ایک اعزازی سرگرمی دیں جیسے ایک گروپ زیادہ سے زیادہ گول اشکال کے بارے میں سوچے جبکہ دوسرا گروپ زیادہ سے زیادہ چوکور (مربع) اشکال کے بارے میں سوچے۔ جماعت کے ختم ہونے سے پہلے دونوں گروپس کو واپس بلالیں اور ان سے کہیں کہ جو کچھ انہوں نے سوچا ہے، اس کے بارے میں بتائیں۔

اسی طرح تیسری حکمت عملی میں جتنا زیادہ ممکن ہو، کمرۂ جماعت سے باہر جگہ کا استعمال کریں۔ اسکول کے میدان، رسمی تعلیم کے لیے اچھا ذریعہ ہو سکتے ہیں۔ یہ ایک طرح سے جماعت سے باہر کھلی جگہ کے کمرۂ جماعت کہے جاسکتے ہیں، جنہیں بچے خود تلاش کریں، یہ بھی ان کی تعلیم اور ان کے سیکھنے کا ایک حصہ ہے، بچے یہ کام کر کے خوب خوش ہوں گے۔ پر ہجوم کمرۂ جماعت سے باہر ان کے لیے یہ ایک پر لطف تجربہ ہوگا۔ یہ ایسی جگہیں ہیں جہاں بچوں کی سماجی اور احساسی دونوں طرح کی صلاحیتیں بڑھیں گی۔ اسکول کے میدان آپ کو وہ موقع دیتے ہیں جہاں آپ بچوں کو سیکھنے اور پڑھنے کا ایک جداگانہ اور مختلف ماحول دیتے ہیں اور جہاں بچوں میں تعاون، ملکیت، وابستگی، عزت اور ذمہ داری کے احساسات فروغ پاتے ہیں۔[54] اسکول میں میدان کے مختلف حصے، سرگرمی کے مراکز کے طور پر استعمال کیے جاسکتے ہیں۔ کمرۂ جماعت میں کسی ایک مضمون کے بارے میں جو کچھ سیکھا، یہاں اس پر عمل کیا جاسکتا ہے جس سے سیکھنے کے عمل میں مدد ملتی ہے۔ مثلاً اوپر بیان کردہ جیومیٹری کی اشکال کی مثال میں طلبہ سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ اسکول کے میدان میں چکر لگائیں اور جیومیٹری کی زیادہ سے زیادہ اشکال تلاش کریں۔ پھر ایک درخت کے نیچے بیٹھ جائیں اور جو اشکال وہ آپ کو بتاتے رہیں، انہیں لکھتے رہیں۔ ان کی کارکردگی پر نظر رکھیں۔ جماعت ختم ہونے سے دس منٹ پہلے انہیں یا تو کمرۂ جماعت میں جمع کریں یا باہر اور پھر ان سے کہیں کہ جو کچھ انہوں نے تلاش کیا، اسے سب کے سامنے پیش کریں یا بتائیں۔

فرنیچر: اگر آپ کے کمرۂ جماعت میں کافی جگہ ہے تو بچوں کے ڈیسکوں کو جیومیٹری کی مختلف اشکال کے مطابق سیٹ کرائیں مثلاً جب بچوں کو آپس میں بحث ومباحثہ کرنا ہو تو گول دائرے کی شکل میں یا U شکل میں رکھوادیں۔ اجتماعی کام کے لیے ڈیسکوں کو مربع نما انداز سے سیٹ کردیں اور جب ان کا ٹیسٹ لینا ہو یا

54 Malone, Karen and Tranter, Paul. "Children's Environmental Learning and the Use, Design and Management of Schoolgrounds," Children, Youth and Environments, Vol. 13, No. 2, 2003.

انہیں اپنا اپنا کام کرنا ہو تو ڈیسک قطار کی صورت میں رکھوادیں۔ اس طرح کی ترتیب میں اس بات کا خیال رکھیں کہ ڈیسکوں کے درمیان چلنے پھرنے میں پریشانی نہ ہو۔ چلنے کے راستے یا ڈیسکوں کے درمیان کی جگہیں ایسی ہوں کہ ان میں چلنے پھرنے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو۔ کتابوں کی الماریاں، میزیں یا قالین استعمال کرنے پر بھی غور کریں۔ اس سے ذہن میں مذکورہ جگہ کے خاص استعمال کا تاثر ابھرتا ہے۔ اگر کمرے کو تقسیم کرنے کی ضرورت ہو یا اس میں دیوار والی زیادہ جگہ درکار ہو تا کہ طلبہ کے کاموں کو دیوار پر لگایا جاسکے تو کم لاگت والی چیز منتخب کریں۔ مثلاً کتابوں کی الماری کا پچھلا حصہ استعمال کریں یا اوپر لٹکانے والی چٹائیاں لے لیں جو پام یا بانس کے پتوں سے تیار کی جاتی ہیں اور یہ چٹائیاں آپ کے طلبہ اور ان کے گھر والے تیار کرتے ہیں۔ ان چٹائیوں سے آپ کمرۂ جماعت کو تقسیم کرسکتے ہیں، جن اسکولوں میں کمرۂ جماعت بڑے ہیں اور انہیں تقسیم کرنے کی ضرورت ہے وہاں دیوار کھڑی کرنا مہنگا ہو سکتا ہے اس لیے چٹائیوں کی یہ دیواریں سستی رہیں گی۔

مراکز: سرگرمیوں کے مراکز طالب علم یا ان کے چھوٹے گروپس کو یہ موقع فراہم کرتے ہیں کہ وہ اپنی ہی جگہوں پر مختلف نوعیت کی سرگرمیوں پر کام کریں۔ کمرۂ جماعت میں ایک مرکز بنانے کی ضرورت ہوتی ہے، مگر اس کے لیے جگہ چاہیے جہاں اس طرح کے ساز و سامان رکھے جاسکیں۔ ہدایات دینے کے لیے بھی جگہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ پر ہجوم کمرۂ جماعت میں ایسی سرگرمی کے مراکز اسکول کے میدان میں مختلف حصوں میں قائم کیے جاسکتے ہیں۔ اس مرکز پر کوئی بھی سرگرمی کرنے کے لیے بچوں کو جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے، وہ اپنے ساتھ لاتیں ہیں۔

ہدایتی مواد اور پڑھانے کے وسائل: ضرورت اس بات کی ہے کہ کتابیں اور دوسرا ہدایتی مواد اس طرح حفاظت سے رکھا جائے کہ اسے آسانی سے نکالا جاسکے اور آسانی سے رکھا جاسکے۔ اشیاء مثلاً چاک، اسکیل، کاغذ، رنگ اور قینچیاں اس طرح رکھی جائیں کہ طلبہ کی رسائی آسان ہو اور وہ دوسروں کو پریشان کیے بغیر ان تک پہنچ سکیں۔

ہدایتی مواد اور پڑھانے کی اشیاء مثلاً چاک بورڈ، بورڈ رکھنے کا اسٹینڈ، چارٹ پیپر اور ورک ٹیبل اس طرح رکھے جائیں کہ یہ راستے میں نہ ہوں اور حسب ضرورت استعمال کیے جاسکیں اور پر ہجوم کمرۂ جماعت میں یہ بہت زیادہ جگہ بھی نہ لیں۔

طلبہ کا کام: اگر آپ نے کوئی صحیح منصوبہ نہ بنایا تو طلبہ کا کام جمع کرنا اور سنبھال کر رکھنا ایک مسئلہ بن سکتا ہے۔ بعض اساتذہ اس کے لیے انفرادی فائل اور فولڈرز استعمال کرتے ہیں۔ ہر طالب علم کے لیے الگ فائل بنائی جاسکتی ہے جو خود طالب علم یا ان کے گروپ بنائیں گے اور ہر عنوان کی الگ فائل ہوگی۔ طلبہ کے کاموں کو لگانے کے لیے بھی جگہ چاہیے۔ اس کے لیے دیوار بھی استعمال ہوسکتی ہے اور تار بھی جن پر ہر طالب علم کا کام کلپ، ٹیپ یا خاردار کانٹوں کی مدد سے لگایا جاسکتا ہے۔ جب جماعت طلبہ کی تیار کردہ چیزوں سے سجے گی تو اور بھی پرکشش لگے گی، جہاں بچوں کا دل لگے گا اور اس میں بھیڑ ہونے کے باوجود یہاں سب آنا چاہیں گے۔

طلبہ کی شراکت: کمرۂ جماعت میں جگہ کا انتظام کرنے میں طلبہ بہت مددگار ثابت ہوسکتے ہیں، جس سے ان میں ذمے داری کا احساس بھی پیدا ہوتا ہے۔ طلبہ کا کام دیواروں پر آویزاں کیا جاسکتا ہے، بلیٹن بورڈز لگائے جاسکتے ہیں اور ہر سبق کے اختتام پر ہدایتی مواد دیا جاسکتا ہے۔ طلبہ جگہ کی کمی کے مسئلے کو حل کرنے میں بھی مدد کرسکتے ہیں۔ جب بھی ایسا مسئلہ پیدا ہو جیسے طلبہ ایک دوسرے سے ٹکرا رہے ہوں یا جماعت میں بیٹھنے کے لیے مناسب جگہ نہ ہو تو انہی طلبہ سے اس کے حل تجویز کرنے کے لیے کہیں۔

یاد رکھیں! اچھے نظم وضبط اور طلبہ میں مثبت رویے کی تخلیق اسی وقت ممکن ہے جب آپکے کمرۂ جماعت اور اس کی سرگرمیاں اس انداز میں منظم کی گئی ہوں کہ اس سے آپ کے اور آپ کے طلبہ کے درمیان تعاونی رویے کو فروغ ملے۔

کمرۂ جماعت کے لئے اصول مرتب کرنا

جب ہم کمرۂ جماعت کے معمولات تیار کرتے ہیں تو خراب رویے کا موقع کم ہو جاتا ہے کیونکہ ہمارے طلبہ جانتے ہیں کہ ان سے کیا توقعات وابستہ کی گئی ہیں اور کیا کرنے کی امید ہے۔ وہ ہماری اس وقت بھی مدد کرتے ہیں جب کبھی ہم کسی بچے کے رویے کو غلطی سے خراب سمجھتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک بچے کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اسے اپنی پینسل سبق کے دوران نہیں بلکہ سبق ختم ہونے کے بعد تراشنی چاہیے۔ یا کم از کم وہ ہاتھ اٹھا کر اپنے استاد سے اس کی اجازت مانگے۔ اور اگر مجبوری ہو تو یہ کام عام انداز سے کرے۔ ایسی سرگرمیوں کے لیے منصوبے تیار کریں، جن سے جگہ کا مسئلہ حل ہو اور یہ کام آپ کے انتظامی انداز (اس پر ہم نیچے بات کریں گے) سے ہونا چاہیے۔ اگر کوئی معمولات مؤثر ثابت نہیں ہو رہے تو اپنے طلبہ کو اس کے دوبارہ تیاری کے عمل میں شریک کریں۔ نیچے کمرۂ جماعت میں استعمال ہونے والے چند معمولات دیے جا رہے ہیں۔[55] کیا آپ کے ذہن میں کچھ اور معمولات ہیں؟

نقل وحرکت: کمرۂ جماعت میں داخل ہونے اور باہر جانے کے لیے منصوبہ بندی کریں، اور جماعت میں بیٹھنے کی ترتیب بدلنے کے لیے بھی منصوبہ بندی کریں جس کا انحصار اس پر ہونا چاہیے کہ کیا پڑھایا جا رہا ہے۔ مثلاً ٹیسٹ لینے کے لیے پوری جماعت کو چھوٹے گروپس میں تقسیم کر دیا جائے اور آرٹ اور سائنس کے ٹیسٹ الگ لیے جائیں۔ جماعت میں بچوں کی انفرادی ضروریات فراہم کرنے کا بھی منصوبہ بنائیں جیسے انہیں جماعت میں اپنی پینسل چھیلنی ہو یا انہیں آرٹ وغیرہ کے لیے ذاتی سامان کی ضرورت ہو۔

غیر ہدایتی سرگرمیاں Non instructional tasks: ان سرگرمیوں میں درج ذیل سرگرمیاں شامل ہیں جیسے حاضری لینا، اجازت نامے جمع کرنا یا غیر حاضری کا پرچہ (Absenteeism slips) جمع کرنا اور کمرۂ جماعت کو صاف ستھرا رکھنا۔ طلبہ کو اجازت دی جائے کہ وہ بھی اس طرح کی سرگرمیوں میں معاونت کر سکتے ہیں۔ خاص طور سے جن طلبہ کو توجہ کی ضرورت ہے وہ یہ کام ضرور کریں۔ ان میں سے بعض کام یا سرگرمیاں ہدایتی سرگرمیوں کے طور پر بھی استعمال کی جا سکتی ہیں مثلاً ان طلبہ کی شرح کا حساب لگانا جو اس روز ریاضی کے سبق میں جماعت میں آئے تھے۔

تحریری مواد کی ترتیب اور تبدیلی: اگر تحریری مواد کو پڑھنے، پڑھانے کے لئے اسے جمع (Store)، تقسیم (Distribute) کرنے کے لئے یا کسی جگہ محفوظ کرنے کے لئے اوقات کا تعین کیا گیا ہو، تو مددگار طالب علم ان کاموں کو تیزی سے مکمل کر سکیں گے۔ اگر ہدایتی مواد پیشگی تیار اور منظم کر لیے گئے ہیں تو آپ اپنی سرگرمیاں روانی سے اور کم وقت میں انجام دے سکتے ہیں۔ تمام ضروری مواد روزانہ تیار کی جانے والی فہرست میں درج کیے جا سکتے ہیں، اس سے طلبہ کو پتا چل جائے گا کہ انہیں کس چیز کی ضرورت ہے اور وہ کام کے لیے تیار ہو جائیں گے، کیونکہ گذشتہ سرگرمی کا مواد تو پہلے ہی جمع کیا ہوا ہے۔

اجتماعی طور پر کئے جانے والے کام: اجتماعی طور پر کئے جانے والے کام سے تعاونی تعلیم کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ یہ طلبہ کو مل کر کام کرنا سکھاتی ہے اور وہ ایک ساتھ کام کرنے کی قدر و قیمت جان لیتے ہیں۔ ہر گروپ کے ٹیم ممبر کے پاس ایک کام ہونا چاہیے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہر طالب علم کو ہر کام کرنے

55 Adapted from: Classroom Management – Classroom Rountines. Collaborative for Excellence in Teacher Education (CETP), National Science Foundation. http://www.temple.edu/CETP/temple_teach/cm-routi.html [accessed online on 10/20/2005]

کا موقع ملنا چاہیے۔ دوسروں کے ذمے کام لگانے کے لیے اپنے طلبہ کے ساتھ مل کر ہر کام کی تفصیل اور وقت تعین کیا جائے۔ کام کی نوعیت ایسی ہوں گی: سہولت فراہم کرنے والا (Facilitator)، وقت متعین کرنے والے (Time keeper)، نامہ نگار (Reporter)، قلم بند کرنے والا (Recorder)، حوصلہ افزائی کرنے والا (Encourager)، سوال کرنے والا (Questioner)، اشیاء کا منتظم (Material manager) یا دیئے گئے کاموں کی نگرانی کرنے والا (Task master)۔

طلبہ اور والدین کے ساتھ مل کر کمرۂ جماعت کے قواعد وضوابط کی تیاری

تمام کمرۂ جماعت اسی وقت مؤثر انداز سے کام کر سکتے ہیں جب ان میں قواعد وضوابط ہوں۔ یہ ''قواعد وضوابط'' بعض اوقات ''توقعات'' (Expectations) کے نام سے بھی پکارے جاتے ہیں یا انہیں ''رویے کے معیارات'' (Standards of behaviour) بھی کہا جاتا ہے۔

کمرۂ جماعت کے قواعد وضوابط کی نوعیت اور معمولات کے بارے میں ہر استاد کے نظریے میں فرق ہوتا ہے۔ ہم کمرۂ جماعت میں قواعد وضوابط اور معمولات کے قیام سمیت طلبہ کے ساتھ کیسے کام کرتے ہیں، یہ خاص طور سے ہمارے نظریے کے مطابق تشکیل پاتا ہے۔ طلبہ اچھے رویے کا مظاہرہ کرنا کیسے سیکھتے ہیں، اس حوالے سے ہمارا اپنا خیال اور عقیدہ ہوتا ہے۔ بعض اوقات ہم میں سے کوئی یہ سوچ سکتا ہے کہ طلبہ معلومات کو غیر متحرک انداز سے وصول کرتے ہیں یعنی انہیں اس کی اصلیت کا پتا نہیں ہوتا، وہ انہیں نظام کے مطابق چلانا چاہتے ہیں تاکہ طلبہ سیکھنے کے شفاف فوائد دیکھ سکیں۔ اس کے نتیجے میں ہم ٹھوس اور معیاری قواعد وضوابط اور روزمرہ کے معمولات پر زور دیتے ہیں۔ دوسری طرف ہم میں سے کچھ یہ سمجھتے ہیں کہ طلبہ مشکلات اور مصائب حل کرنے میں متحرک، فعال، مثبت، باعمل اور منفرد ہوتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں ہم اس بات پر زور دیتے ہیں کہ اپنے طلبہ کو انتخاب (Choice) کا حق دیں۔[56] جب ہم اپنے طلبہ کو شامل کر کے کمرۂ جماعت کے قواعد وضوابط اور معمولات تیار کرتے ہیں تو ہم گویا بالکل ''سڑک کے بیچوں بیچ'' میانہ روی والا راستہ اختیار کرتے ہیں، جو ایسا راستہ ہے جس میں مختلف اور اکثر بدلے ہوئے حالات پیش آ سکتے ہیں، ایسے حالات جن سے ہمارے کمرۂ جماعت میں بھی تبدیلی آ سکتی ہے۔

ہم جو قواعد وضوابط تیار کرتے ہیں ان سے ہمیں یہ امید ہوتی ہے کہ یہ ہمیں کمرۂ جماعت کو منظم کرنے کے دوران پیش آنے والے خراب رویوں کے مسائل سے بچائیں۔ قواعد وضوابط تیار کرنے کے راہ نما اصول یہ ہیں:

☆ صرف چند قواعد وضوابط بنائیں جن میں زیادہ زور مناسب برتاؤ پر ہو، کیونکہ نہ آپ اور نہ ہی آپ کا کوئی طالب علم لمبی فہرست یاد رکھ سکتا ہے۔ یہ قواعد وضوابط کمرۂ جماعت میں لگا دیں تاکہ سب انہیں دیکھ لیں۔

☆ قواعد وضوابط بنانے اور ان کے باعث اچھی توقعات رکھنے کی وجہ درج ذیل امور ہیں تاکہ کمرۂ جماعت عمدگی اور روانی سے چل سکے۔: (a) جماعت کی ابتدا اور اختتام جس میں یہ چیز بھی شامل ہو کہ حاضری کیسے لی جائے اور اس وقت کے دوران طلبہ کیا کریں اور کیا نہ کریں۔ (b) تحریری مواد (Material) اور سامان (Equipment) (c) غیر متوقع ضروریات کے لیے اجازت کیسے لی جائے (جیسے حاجت ضروریہ کے لئے جانا یا پینسل بنانا) (d) اکیلے یا گروپ کے ساتھ مل کر کرنے والے کاموں کے طریقے اور (e) بچوں سے سوال کیسے کیے جائیں اور وہ جواب کیسے دیں۔

☆ ایسے قواعد وضوابط کا انتخاب کریں جن کی وجہ سے کمرۂ جماعت کے ماحول میں خوشگوار سلیقہ پیدا ہو، اس سے کامیاب تدریسی عمل کو فروغ ملتا

56 Mayeski, Fran. The Metamorphosis of Classroom Management. Mid-continent Research for Education and Learning. http://www.mcrel.org/pdfconversion/noteworthy/learners%5Flearning%5Fschooling/franm.asp

ہے۔ بعض رویے مثلاً چیونگم چبانے یا کوئی چلبلی یا اضطراری حرکت کرنے سے پڑھائی کے عمل میں کوئی رکاوٹ نہیں پڑتی، جب تک کہ یہ کام شور پیدا کرنے یا پڑھائی میں خلل ڈالنے والے نہ ہوں۔

☆ اس طرح کے قواعد وضوابط نہ بنائیں جو آپ کو پسند نہ ہوں یا جن کا مستقلاً نفاذ ممکن نہ ہو۔

☆ جہاں تک ممکن ہو قواعد وضوابط واضح اور سمجھ میں آنے والے ہوں، ان میں کوئی الجھن یا ابہام نہ ہو۔ انہیں رویوں کے اعتبار سے بیان کیا گیا ہو: ''اپنے ہاتھ اور پیر اپنے تک محدود رکھیں۔'' یہ ایک واضح اور مثبت پیغام ہے بہ نسبت اس جملے کے کہ ''لڑائی نہیں ہونی چاہیے۔''

ایسے قواعد وضوابط کا انتخاب کریں، جن پر اسکول میں اتفاق رائے ہو اور سب ان کی پاسداری کر سکیں۔ اگر بچوں نے یہ سمجھا کہ وہ آپ کے کمرۂ جماعت میں ایک خاص رویے کا اظہار نہیں کر سکتے لیکن وہ دوسری کسی جماعت میں ایسا کر سکتے ہیں تو وہ اپنی حدود کو دیکھیں گے کہ وہ کس حد تک اس خراب رویے کو ختم کر سکتے ہیں۔

☆ متذکرہ بالا باتوں کے علاوہ اپنے طلبہ کو کمرۂ جماعت کے قواعد وضوابط تیار کرنے میں شامل کریں۔ اس اصول کے ساتھ کام کا آغاز کریں: ''اس کمرۂ جماعت میں آپ جو چاہے کر سکتے ہیں مگر جب آپ کا کام دوسروں (اپنے ساتھیوں اور اساتذہ) کے حقوق کی راہ میں مزاحم ہوگا، تو مسئلہ پیدا ہو جائے گا۔ حق کی بنیاد پر قائم یہ طریقہ استعمال کریں۔ اپنے طلبہ سے پوچھیں کہ ان کے خیال میں کونسے رویے قابل قبول ہیں اور کونسے رویے ناقابل قبول ہیں، کیونکہ وہ رویے دوسروں کے حقوق کا استحصال کرتے ہیں۔ ایسے قواعد وضوابط تیار کریں جن کے باعث دوسروں کو ان کے حقوق ملیں اور جو لوگ حقوق کا استحصال کریں ان پر جرمانہ کیا جائے۔ یاد رکھیں اس جرمانے کا مقصد یہ ہے کہ ایسا بچہ دوسروں کے حقوق غصب نہ کرے، یہ جرمانہ بھی بچے کو بہت کچھ سکھاتا ہے اور وہ خراب رویے کا مظاہرہ کرنے سے بچتا ہے۔ اور یہ چیز بچے اور کمرۂ جماعت دونوں کے مفاد میں ہے۔ پھر اپنے بچوں سے کہیں کہ وہ کمرۂ جماعت کے لیے ایک آئین یا پالیسی بورڈ تیار کریں اور اسے کمرۂ جماعت میں نمایاں جگہ پر مستقل طور پر آویزاں کر دیں۔ پھر ان سب سے کہیں کہ اس پر دستخط بھی کریں تاکہ وہ اس کے قواعد وضوابط کی پابندی پر مجبور ہوں۔ اس کے بعد اگر وہ انہیں توڑیں گے تو انہیں اس کے نتائج بھی بھگتنے ہوں گے۔ اگر کوئی بچہ قواعد وضوابط کی خلاف ورزی کرنے سے بچتا ہے تو اس طرح وہ ایک معاہدے کی پابندی کرتا ہے، جس کے بعد اس کی جانب سے خراب رویے کے اظہار کا امکان بہت کم رہ جاتا ہے۔ پھر وہ ایک اچھے اور زیادہ پرکشش رویے کی طرف جا سکتا ہے۔

☆ کمرۂ جماعت کے ان قواعد وضوابط پر برابر نظر ڈالتے رہیں اور اندازہ لگائیں کہ ان میں سے کونسے قواعد وضوابط اب غیر ضروری ہو گئے ہیں۔ یہ کام طلبہ ہی کرتے ہیں۔ اگر ایسا ہو تو اپنے طلبہ کی تعریف کریں اور ان سے پوچھیں کہ ان کے خیال میں اور کونسے قواعد وضوابط کی ضرورت ہے۔

والدین کی شراکت یا شمولیت

قواعد وضوابط اسی وقت زیادہ مؤثر ہو سکتے ہیں جب اساتذہ، والدین اور طلبہ تینوں یکساں طور پر ان پر عمل کرنے میں سنجیدہ ہوں۔ بعض اسکولوں میں مذکورہ بالا تینوں پارٹیوں کے درمیان ایک پختہ معاہدہ کیا جاتا ہے۔ اس کو سادہ لفظوں میں ایک رسمی معاہدہ کہتے ہیں، جس میں ہر گروہ کی ذمہ داریوں کو وضاحت سے بیان کیا جاتا ہے اور ہر گروہ اس معاہدے پر دستخط بھی کرتا ہے۔ اس قسم کا معاہدہ درج ذیل شکل اختیار کر لیتا ہے۔[57] اس پر والدین کے ساتھ ''والدین، اساتذہ'' یا ''والدین اساتذہ اور بچے'' کانفرنس میں بحث کی جاتی ہے۔ کیا آپ اسے اختیار کر کے اس طرح استعمال کر سکتے ہیں کہ اس میں آپ کے طلبہ اور ان کے والدین شامل ہو جائیں اور اس سے کمرۂ جماعت میں مثبت رویے کو فروغ ملے؟

57 Education World. Creating a Climate for Learning: Effective Classroom Management Techniques. http://www.education-world.com/a_curr/curr155.shtml [accessed online on 10/6/2005]

بہ حیثیت والدین/سرپرست: ہم،

☆ اپنے بچے، اساتذہ و اسکول کی عزت، حمایت اور مدد کریں گے۔

☆ اسکول کے نظم وضبط اور اپنے بچے کے کمرۂ جماعت کے قواعد وضوابط کی حمایت کریں گے۔

☆ بچے کو مطالعے کے لیے ایک پرسکون اور روشن جگہ فراہم کریں گے اور اس کے گھر پر دیے جانے والے کام کی تکمیل میں اس کی سرپرستی کریں گے۔

☆ رسمی اور غیر رسمی "والدین، اساتذہ" یا "والدین، اساتذہ اور بچے" کانفرنس میں شرکت کریں گے۔

☆ اپنے بچے سے ہر روز اس کے اسکول کی سرگرمیوں کے بارے میں بات کریں گے۔

☆ ٹی وی دیکھنے یا ایسی دوسری سرگرمیوں کے حوالے سے اپنے بچے کی نگرانی کریں گے، جن کی وجہ سے اس کا وقت خراب ہوتا ہو۔

☆ ہر بار کم از کم اسکول یا کمرۂ جماعت کی ایک سرگرمی میں معاونت کریں گے۔

☆ ہر روز کم از کم دس منٹ تک اپنے بچے کے ساتھ پڑھیں گے یا اس سے کہیں گے کہ وہ ہمیں پڑھ کر سنائے۔

بہ حیثیت ایک طالب علم: میں،

☆ اپنی جانب سے ہمیشہ بہترین کام کرنے کی کوشش کروں گا۔

☆ اپنے کلاس کے ساتھیوں کے لیے رحم دل اور مددگار بنوں گا۔

☆ اپنی، اپنے استاد، اپنے اسکول اور دوسرے افراد کی عزت کروں گا۔

☆ اسکول اور کمرۂ جماعت کے قواعد وضوابط کا احترام کروں گا۔

☆ اسکول اور اسکول کی تمام اشیاء کی حفاظت کروں گا، نہ اسے فروخت کروں گا اور نہ ہی نقصان پہنچانے کی کوشش کروں گا۔

☆ پوری تیاری سے اسکول آؤں گا۔ میرا ہوم ورک بھی مکمل ہوگا اور میری تمام ضروری چیزیں بھی میرے پاس ہوں گی۔

☆ مجھے پورا یقین ہے کہ میں پڑھ اور سیکھ سکتا ہوں اور میں پڑھوں گا اور سیکھوں گا۔

☆ گھر پر روزانہ کم از کم پندرہ منٹ مطالعہ کرنے یا پڑھنے میں گزاروں گا۔

☆ اپنے والدین سے اپنے اسکول کی سرگرمیوں کے بارے میں روزانہ بات کروں گا۔

بہ حیثیت استاد: میں،

☆ ہر بچے اور اس کے خاندان کے ساتھ عزت واحترام سے پیش آؤں گا۔

☆ دوران تعلیم وقت کا بہترین استعمال کروں گا۔

☆ ایسا محفوظ اور آرام دہ ماحول فراہم کروں گا جو سیکھنے اور پڑھنے کے عمل میں مددگار ہوتا ہے۔

☆ ہر بچے کی مدد کروں گا کہ وہ اپنی مکمل نشوونما پا سکے۔

☆ ہوم ورک کی بامعنی اور مناسب سرگرمیاں فراہم کروں گا۔

☆ والدین کی ضروری معاونت کروں گا تا کہ انہیں متوقع کام میں مدد مل سکے۔

☆ کمرۂ جماعت کے قواعد وضوابط کا نفاذ تسلسل، استقامت اور عمدگی سے کروں گا۔
☆ والدین اور طلبہ کو سبقی نتائج کا تجزیہ کے حصول کے لیے واضح گوشوارہ (Evaluation) فراہم کروں گا۔
☆ سیکھنے اور پڑھنے کے عمل کو پر لطف بنانے کے لیے کمرۂ جماعت میں خاص سرگرمیاں استعمال کروں گا۔
☆ اپنی جانب سے مکمل پیشہ ورانہ اور مثبت رویے کا مظاہرہ کروں گا۔

اب ہم مل کر اس معاہدے پر عمل درآمد کے لیے مل کر کام کریں گے۔

دستخط:.. والدین کے دستخط / تاریخ ....

طالب علم کے دستخط / تاریخ.................................. استاد کے دستخط / تاریخ ....

اچھے رویے اور انتظامات کے لیے معیار

ہمارے طلبہ کے لیے کمرۂ جماعت کے قواعد وضوابط رویوں کے معیارات بناتے ہیں لیکن اساتذہ کی حیثیت سے ہمارے پاس بھی یہ معیارات ہونے چاہئیں۔ آخر کو ہم اپنے طلبہ کے لیے اہم مثالی کردار (Role model) ہیں۔

☆ ہمیں اپنے طلبہ کو بتانا چاہیۓ کہ ہم کمرۂ جماعت میں ہر طالب علم سے کس طرح کے برتاؤ کی توقع رکھتے ہیں (طلبہ کے اور ہمارے اپنے برتاؤ) اور ہمیں ان توقعات پر ان سے بار بار بات چیت کرنی چاہیۓ۔
☆ ہمیں اپنے اسکول کی انتظامیہ، دوسرے اساتذہ اور والدین کو اپنے کمرۂ جماعت کے قواعد وضوابط سے آگاہ کرنا چاہیۓ تاکہ وہ ان کی نگرانی کر کے ہماری مدد کریں اور ان کے ساتھ تنازعات سے بچیں۔
☆ اپنے طلبہ کے ساتھ مل کر ہم جو قواعد وضوابط تیار کرتے ہیں ان کا نفاذ یکساں طور پر کریں، اس کام میں جانب داری کا مظاہرہ نہ کریں۔
☆ ہمیں مستقل طور پر یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ہمارے کمرۂ جماعت کے اندر اور باہر کیا ہو رہا ہے اور ہماری نگرانی کا عمل محفوظ اور حفاظتی انداز میں ہونا چاہیے۔
☆ ہمیں نہ غصہ آنا چاہیۓ اور نہ بے قابو ہونا چاہیے، بلکہ اچھے برتاؤ اور رویے کا مثالی کردار پیش کرنا چاہیے اور اپنے طلبہ کے لیے قواعد وضوابط کا پابند ہونا چاہیے۔
☆ نظم وضبط ضروری ہے بشرطیکہ یہ طالب علم کے بجائے اس کے رویے کو بہتر بنائیں۔ طالب علم کی عزت اور اس کا وقار ہر صورت برقرار رہنا چاہیے۔
☆ ہمیں چاہیۓ کہ طلبہ کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ اپنے رویے کا خود احتساب کریں، مثلاً دوسروں کے ساتھ اپنی سرگرمیوں کو ایک ڈائری میں لکھیں۔ انہیں چاہیے کہ ایک دوسرے کے رویے کی بھی اسی طرح نگرانی کریں، لیکن عزت اور احترام کے ساتھ۔
☆ پڑھانے کے دوران ہمیں مشکوک، مبہم اور غیر واضح اصطلاحات استعمال نہیں کرنی چاہئیں۔ تمام سرگرمیاں واضح طور پر اور ایک ترتیب میں ہوں، ان میں جتنی بھی کم سے کم مداخلت یا رکاوٹ ہو بہتر ہے۔

طلبہ اپنے اساتذہ کی کچھ خصوصیات کو پسند کرتے ہیں۔ان خصوصیات کو ہمارے اپنے رویوں کی نگرانی کے دوران بطور خاص دیکھنا چاہیے۔وہ خصوصیات یہ ہیں:[58]

اخلاق : طلبہ اچھے اخلاق کو اساتذہ کی سب سے اہم خوبی کے طور پر دیکھتے ہیں۔اس کا مطلب بعض سرگرمیوں میں مخلص ہونا ہے جیسے دیئے جانے والے کام مکمل کرنا، تنازعات یا جھگڑوں کو طے کرنا، مدد فراہم کرنا اور اپنے لیے طلبہ کا بطور معاون کام کریں یا خصوصی سرگرمیوں میں شرکت کریں۔

ہنس مکھ(Humour): کو ہلکے پھلکے انداز میں جواب دینے کی اہلیت ہو۔

عزت واحترام(Respect): اس کا مطلب طلبہ کے احساسات اوران کے حقوق کے لیے عزت واحترام کے جذبات کا اظہار ہے۔

خوش خلقی، انکساری(Courtesy): یہ بھی عزت اور احترام کی ایک اور علامت ہے۔

سچائی(Openness): طلبہ اپنے استاد کو بالکل اصل اور حقیقی روپ میں دیکھنا چاہتے ہیں۔استاد کو چاہیئے کہ وہ اپنے جذبات اور احساسات کو واضح طور پر بیان کرے اوران حالات سے بھی اپنے طلبہ کو آگاہ کرے جوان احساسات کا سبب بنے۔

توجہ سے سننا(Active listening): اس کا مطلب ہے جب کوئی طالب علم بولے تو اسے جواب دیں۔آپ کو یہ ظاہر کرنا چاہیے کہ آپ نے طالب علم کی بات سن لی ہے اوراس کی غلط فہمی یا غلط ترجمانی کو صحیح کریں۔آپ کو اپنی بات دہرانی چاہیے یا ہمدردی ظاہر کرنے کے لیے جسمانی حرکات وسکنات (Body language) کا استعمال کرنا چاہئے یعنی اپنی آنکھوں، ہاتھوں کے اشاروں وغیرہ کی مدد سے بھی اپنی بات کی وضاحت کرنی چاہیئے۔

ہم اپنے رویوں کے معیارات کی خود کس حد تک پاسداری کررہے ہیں اکثر وبیشتر اس کا انحصار کمرۂ جماعت میں آپ کے اپنے کئے جانے والے انتظامات پر ہوتا ہے۔

عملی سرگرمی: کمرۂ جماعت کے انتظامات کا خاکہ Action activity: Classroom management profile[59]

آپ کے کمرۂ جماعت کے انتظامی امور اس بات کا تعین کریں گے کہ آپ اپنے طلبہ کے ساتھ کتنا بہتر رابطہ رکھ سکتے ہیں اور آپ ان کے ساتھ کتنی عمدگی سے مثبت تعلق قائم کرسکتے ہیں اور وہ کتنی عمدگی سے آپ سے سیکھ سکتے ہیں۔یہ اس بات پر بھی اثر ڈالے گا کہ آپ کے بچے آپ کے ساتھ کیسا برتاؤ (اچھا یا برا) کرتے ہیں اور آپ اپنے بچوں کو نظم وضبط کا پابند کیسے بناتے ہیں۔یعنی کیا آپ کا رجحان مثبت کے بجائے منفی نظم وضبط کے طریقوں کی طرف زیادہ تو نہیں ہے۔اپنے انتظامی امور کے تعین کا آغاز کرنے کے لیے نیچے دیے گئے گوشوارے کو دھیان سے پڑھیں۔اس کے بعد جواب دیں کہ آپ ان گوشواروں کی حمایت کرتے ہیں یا مخالفت یا کوئی فیصلہ نہیں کرپارہے۔

58 Adapted from: Important Traits for Teachers. Collaborative for Excellence in Teacher Education (CETP), National Science Foundation. http://www.temple.edu/CETP/temple_teach/cm-trait.html [accessed online on 11/28/2005]

59 Developed based on: Teacher Talk. What is your classroom management profile? http://education.indiana.edu/cas/tt/v1i2/what.html [accessed online on 10/6/2005]

	خصوصیات	متفق	اختلاف
-1	میرا خیال ہے کہ طلبہ کے پڑھنے اور سیکھنے کے لیے کمرۂ جماعت میں خاموشی ہونی چاہیے۔		
-2	میرا خیال ہے کہ منظم انداز سے بیٹھنے کا طریقہ (مثلاً قطاروں کی صورت میں) خراب رویے کو کم کرتا ہے اور پڑھنے اور سیکھنے کے عمل کو فروغ دیتا ہے۔		
-3	جب میں پڑھا رہا ہوں تو مجھے درمیان میں کوئی مداخلت اچھی نہیں لگتی۔		
-4	طلبہ کو صرف اپنے اساتذہ کی ہدایات پر عمل کرنا چاہیے اور ان سے ''کیوں'' نہیں کہنا چاہیے۔		
-5	میرے طلبہ شاذ و نادر ہی سرگرمیاں شروع کرتے ہیں۔ میں جو کچھ پڑھا رہا ہوں، انہیں اپنی توجہ اس پر رکھنی چاہیے۔		
-6	جب کوئی طالب علم خراب رویے کا مظاہرہ کرتا ہے تو میں مزید بات کئے بغیر فوری طور پر حرکت میں آتا ہوں، اسے سزا دیتا ہوں یا نظم وضبط سکھاتا ہوں۔		
-7	میں جماعت میں دیر سے آنے یا ہوم ورک نہ کرنے جیسے خراب رویے پر کوئی معذرت قبول نہیں کرتا۔		
-8	میری جماعت میں مختلف قسم کے انتظامات ہوتے ہیں جن کا انحصار اس بات پر ہے کہ جماعت میں اس وقت کیا پڑھایا جا رہا ہے۔		
-9	مجھے دونوں باتوں کا بہت خیال رہتا ہے: میرے طلبہ کیا پڑھتے اور دیکھتے ہیں اور کیسے؟		
-10	میرے طلبہ جانتے ہیں کہ اگر ان کے ذہن میں کوئی متعلقہ سوال آئے تو وہ میرے لیکچر کے دوران مداخلت کر سکتے ہیں (بول سکتے ہیں)۔		
-11	جب ضروری ہوتا ہے تو میں اپنے طلبہ کی تعریف کرتا ہوں اور زیادہ بہتر کرنے کے لیے ان کی حوصلہ افزائی کرتا ہوں۔		
-12	میں طلبہ کو تعمیری کام دیتا ہوں جیسے سیکھنے اور یاد کرنے کی مشق یا ان سے کہتا ہوں کہ وہ خود کوئی تعمیری کام کریں۔ اس کے بعد ہم بات چیت بھی کرتے ہیں کہ انہوں نے کیا سیکھا ہے اور انہیں مزید کیا سیکھنے کی ضرورت ہے۔		
-13	میں ہمیشہ اپنے اصولوں اور فیصلوں کے اسباب بیان کرتا ہوں۔		
-14	جب کوئی طالب علم بدتمیزی (خراب رویے کا اظہار) کرتا ہے تو میں نرم مگر ٹھوس لہجے میں اسے انتباہ کرتا ہوں۔ اگر نظم وضبط کی ضرورت ہو تو میں پہلے حالات کا جائزہ لیتا ہوں۔		
-15	میرا خیال ہے کہ طلبہ اس وقت بہت اچھے طریقے سے سیکھتے اور پڑھتے ہیں جب وہ اپنا کام یا اپنی چیز خود کریں یعنی وہ کام کریں جو وہ سمجھتے ہوں کہ وہ اچھی طرح کر سکتے ہیں۔		
-16	میرے طلبہ کی جذباتی بہبود کمرۂ جماعت کے کنٹرول سے زیادہ اہم ہے۔ میرے طلبہ کو مجھے اپنا دوست سمجھنا چاہیے، یہ بھی اہم ہے۔		

-17	میرے کچھ طلبہ پڑھائی کی طرف راغب ہوتے ہیں جبکہ دوسرے اس کی پروا کرتے نظر نہیں آتے ہیں۔		
-18	مجھے ایک طالب علم کو نظم وضبط پر عمل کرنے کے لیے کیا کرنا ہے، اس کے لیے میں پیشگی کوئی منصوبہ نہیں بناتا۔ میں بس حالات کے مطابق عمل کرتا ہوں۔ جیسا ہوتا ہے ہوتا چلا جاتا ہے۔		
-19	میں کسی طالب علم کی نہ تو نگرانی کرنا چاہتا ہوں اور نہ اسے انتباہ کرتا ہوں، کیونکہ اس سے اس طالب علم کے جذبات کو ٹھیس پہنچ سکتی ہے۔		
-20	اگر کوئی طالب علم جماعت میں خلل ڈالتا ہے تو میں اس پر کچھ زیادہ توجہ دیتا ہوں کیونکہ میرے خیال میں اس میں یقیناً کوئی نہ کوئی بیش قیمت چیز ہوتی ہے جسے باہر آنا چاہیے۔		
-21	اگر کوئی طالب علم کمرۂ جماعت سے باہر جانا چاہتا ہے تو میں ہمیشہ اجازت دے دیتا ہوں۔		
-22	میں اپنے طلبہ پر کوئی اصول یا قواعد وضوابط نافذ نہیں کرنا چاہتا۔		
-23	میں سال بہ سال ایک ہی جیسے سبق کی منصوبہ بندی (Lesson planning) اور سرگرمیاں (Activities) کرتا ہوں چنانچہ مجھے اپنی جماعت کے لیے پہلے سے کوئی تیاری نہیں کرنی پڑتی۔		
-24	بیرونی دورے (Field trips) اور مخصوص تعمیری کام ممکن نہیں ہیں۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ ان کے لیے تیاری کروں۔		
-25	میں اپنے طلبہ کو لیکچر دینے کے بجائے انہیں ایک فلم یا ایک سلائیڈ شو (Slide show) دکھا سکتا ہوں۔		
-26	میرے طلبہ کو کمرۂ جماعت میں ادھر ادھر دیکھنے اور کھڑکیوں سے باہر دیکھنے کی بہت عادت ہے۔		
-27	اگر سبق جلدی ختم ہو جاتا ہے تو میرے طلبہ یا تو خاموشی سے پڑھ سکتے ہیں یا دھیمے لہجے میں باتیں کر سکتے ہیں۔		
-28	میں شاذ و نادر ہی طلبہ کی اصلاح کرتا ہوں۔ اگر کوئی طالب علم ہوم ورک نہیں کرتا تو یہ میرا مسئلہ نہیں ہے۔		

آگے اپنے بیان نمبر 1 سے لے کر بیان نمبر 7 تک کے لیے ''حمایت'' کی تعداد لکھیں۔ پھر 8 تا 14 کے لیے، پھر 15 تا 21 کے لیے، پھر 22 تا 28 کے لیے۔ بیانات کے کونسے سیٹ کے لیے آپ نے ہاں یا حمایت میں جواب دیئے ہیں؟ یہ آپ کی ترجیحاً انتظام کاری ہے، لیکن اگر آپ میں دوسرے طریقوں کی خصوصیات بھی شامل ہوں تو اس پر حیران نہ ہوں۔

اوپر کے گوشوارے میں 1 تا 7 بیانات آمرانہ انداز (Dictatorial style) ظاہر کرتے ہیں: ''میں ایک استاد ہوں اور سب کچھ اپنے انداز سے

کروں گا۔'' یہ طریقہ ایک نہایت منظم جماعت کے لیے اچھا ہے لیکن یہ انداز ذاتی اہداف یا کامیابی کے حصول کے مقاصد کی حوصلہ افزائی میں مددگار ثابت نہیں ہو سکے گا۔ چونکہ اس جماعت کے طلبا اپنے آپ کو بے اختیار محسوس کرتے ہیں اس لیے وہ کوئی بھی کام یا سرگرمی شروع کرنے میں ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کریں گے۔[60] انہیں اپنی آزادی کی قیمت پر اپنے اساتذہ کی فرمان برداری کرنی چاہیے۔

بیانات نمبر 8 تا 14 حاکمانہ (Authoritative) طریقہ ظاہر کرتا ہے: ''ہمیں مل کر کام کرنا چاہیے۔'' حالانکہ اس میں تمام حدود طلبہ کے رویے پر ہیں، مگر اصول اور ضابطے بتا دیے گئے ہیں اور طلبہ کو اجازت ہے کہ وہ ان حدود کے اندر آزاد ہیں۔ حاکمانہ انداز والے اساتذہ خود انحصاری اور سماجی طور پر عمدہ رویئے کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ مزید یہ کہ وہ طلبہ کو ترغیب دیں گے کہ وہ آگے بڑھیں اور کچھ نہ کچھ حاصل کریں۔ اکثر و بیشتر ایسے استاد کسی مخصوص کام کے ذریعے اپنے طلبہ کی راہ نمائی کرتے ہیں، مگر ان کی قیادت نہیں کرتے کہ خود سب کچھ کر دیں۔[61]

بیان نمبر 15 تا 21 ایک عدم مداخلت (Laissez-faire style) کے انداز کو ظاہر کرتے ہیں: ''جو کچھ بھی تم کہتے ہو۔'' ایک عدم مداخلت والا استاد طلبہ پر چند مطالبات یا مرضی عائد کرتا ہے۔ استاد طالب علم کی خواہشات اور ہر طرح کی حرکات قبول کرتا ہے اور وہ ان کے رویوں کی نگرانی کم ہی کرتا ہے۔ ایسا استاد اپنے طلبہ کے جذبات کو ٹھیس نہیں پہنچانا چاہتا، وہ کسی طالب علم کو ''نہیں'' بھی نہیں کہتا اور نہ ان پر زبردستی اپنے اصول اور ضابطے ٹھونستا ہے۔ اس قسم کا استاد طلبہ میں مقبول ہو سکتا ہے۔ اس کے ضرورت سے زیادہ نرم اور حلیم رویے کا تعلق اس بات سے بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے طلبہ میں سماجی مطابقت اور خود اختیارات کی کمی محسوس کرتا ہے۔ لیکن جب استاد اس قدر نرم اور حلیم ہو گا تو طلبہ سماجی طور پر قابل قبول رویہ کبھی نہیں سیکھ سکیں گے۔ ان طلبہ سے استاد امید نہیں رکھیں گے اور وہ بہت آزادی کے ساتھ کچھ حاصل کرنے کی طرف راغب نہیں ہو سکیں گے۔[62]

اور آخر میں 22 تا 28 ایک غیر جانب دار (Indifferent style) کو ظاہر کرتا ہے: ''تمہارا جو جی چاہے، کرو۔'' یہ غیر جانب دار استاد اپنی جماعت میں بہت زیادہ دلچسپی نہیں لیتا۔ اگر استاد کے ذہن میں چند ایک شرائط ہوتی ہیں تو وہ طلبہ پر عائد کر دیتا ہے اور خود کو یہ ظاہر کرتا ہے کہ اسے کسی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ غیر جانب دار استاد طلبہ پر کچھ بھی نافذ نہیں کرنا چاہتا۔ وہ اکثر یہ محسوس کرتا ہے کہ جماعت کی تیاری کے لیے کی جانے والی کوششوں کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اس کی جماعت میں نظم و ضبط بھی دکھائی نہیں دیتا۔ ایسے سرد اور بے کیف ماحول میں طلبہ کے پاس بھی آگے بڑھنے اور کچھ حاصل کرنے کے مواقع کم ہوتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے سے رابطہ کرنے کی صلاحیت سے بھی محروم رہتے ہیں۔ ایسے بچے نہ کچھ حاصل کرنے کی طرف راغب ہوتے ہیں اور نہ ان میں خود اعتمادی نظر آتی ہے۔[63]

اگر آپ کو ابھی تک اندازہ نہیں ہے کہ آپ کا اسٹائل متذکرہ بالا چاروں طریقوں میں سے کس سے قریب ہے تو اپنے کسی ساتھی، مددگار یا کسی پرانے طالب علم سے کہیں کہ وہ آپ کو ایک دو روز بغور دیکھے۔ پھر ان سے کہیں کو وہ انتظامی طریقہ کی مذکورہ بالا خصوصیات کی فہرست کو پڑھیں اور آپ کو بتائیں کہ کونسا طریقہ آپ کے طریقے سے قریب ترین ہے۔ کیا آپ کا یہ طریقہ کچھ اثر ڈالتا ہے؟ اس سے آپ کے طلبہ پڑھنے اور سیکھنے کی طرف راغب ہوتے ہیں؟ کیا اس سے

60 http://education.indiana.edu/cas/tt/v1i2/authoritarian.html

61 http://education.indiana.edu/cas/tt/v1i2/authoritative.html

62 http://education.indiana.edu/cas/tt/v1i2/laissez.html

63 http://education.indiana.edu/cas/tt/v1i2/indifferent.html

آپ کو اپنے طلبہ کو نظم وضبط کی طرف لانے میں مدد ملتی ہے؟ اور آپ کے طلبہ اس کے جواب میں کس ردعمل کا اظہار کرتے ہیں؟ کیا آپ کے خیال میں بہتری کی کوئی گنجائش ہے؟ اپنے طریقے یا مذکورہ بالا خصوصیات میں سے کسی ایک کو بدلنے کی کوشش کریں اور غور کریں کہ کیا اس کے بعد بچے پڑھنے اور سیکھنے کی طرف زیادہ راغب ہوئے؟ کیا آپ کا کام زیادہ آسان ہوا؟ ایک ڈائری میں ان تمام تبدیلیوں کو لکھیں جو آپ نے کی ہیں اور یہ بھی لکھیں کہ اس کے بعد آپ کو اپنی جماعت کو منظم کرنے میں کوئی آسانی ہوئی یا نہیں اور کیا آپ کے طلبہ اچھے رویے کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور ان کی ایک دوسرے سے ملنے جلنے کی ذاتی صلاحیتیں بڑھ رہی ہیں؟

مثبت استحکام کی فراہمی

مثبت نظم وضبط خراب رویوں کو کم کرنے کا ایک طریقہ ہے جس کا انعام مثبت رویوں کی صورت میں ملتا ہے۔ اس کی بنیاد اس دلیل پر ہے کہ جو رویہ بطور انعام ملتا ہے وہ بار بار دہرایا جائے گا۔ مثبت نظم وضبط کا سب سے اہم مسئلہ طلبہ کے اچھے رویوں کی طرف راہ نمائی کرنا اور ان میں خود سے نظم وضبط کا احساس پیدا کرنا ہے، جس کے بعد مثبت طور پر عزت نفس میں اضافہ ہوتا ہے اور پھر طلبہ ہماری توقعات پر پورے اترتے ہیں اور مثبت سماجی تعلقات کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ جن رویوں کو آپ پسند کرتے ہیں اور ان کی حوصلہ افزائی کرنا چاہتے ہیں، ضروری ہے کہ ان کے بارے میں آپ کے طلبہ کو بھی معلوم ہو۔ آپ کو چاہیے کہ ان رویوں کو مضبوط و مستحکم کرنے اور انہیں اپنے طلبہ کو پڑھانے کے لیے ٹھوس انداز سے کوشش کریں۔ آپ اپنے طلبہ کو مثبت رویے سکھانے کے لیے کچھ حکمت عملیاں اختیار کر سکتے ہیں جن میں درج ذیل شامل ہیں:

مثبت بیانات دیں: ”دیکھو، اس وقت تمہارے سامنے کتنے جواب صحیح ہیں۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ آئندہ مزید صحیح جوابات حاصل کریں۔“

توجہ سے سنیں: اپنے طلبہ کی بات توجہ سے سنیں اور انہیں ان الفاظ کا استعمال سکھائیں جن کے ذریعے وہ اپنے جذبات کا سلیقے سے اظہار کر سکیں، انہیں تباہ کن طریقے نہ سکھائیں۔

اپنے طلبہ کو مواقع فراہم کریں تاکہ وہ انتخاب کر سکیں اور انہیں یہ سیکھنے میں مدد دیں کہ وہ اپنی انتخابات کے متوقع نتائج کا خود جائزہ لیں۔

نئے وجود میں آنے والے پسندیدہ رویوں کو مستحکم کریں، طلبہ کی اکثر تعریف کریں اور ان کی چھوٹی چھوٹی غلطیوں کو نظر انداز کر دیں۔

قابل قدر رویوں کو سلیقے کے ساتھ بطور مثال پیش کریں، باعزت رابطہ اور تنازعات حل کرنے والے اجتماعی حل اور حکمت عملیوں (اس موضوع پر بعد میں بات ہوگی) کے ساتھ بھی ایسا ہی کریں۔

مناسب جسمانی حرکات (Body language) : ہمیشہ مناسب جسمانی حرکات وسکنات کا استعمال کریں: سر ہلانا، مسکرانا اور کسی طالب علم کو براہ راست دیکھنا۔

جسمانی صورتحال: خاص طور سے چھوٹے بچوں کے لیے جھکیں یا نیچے ہو کر ان کے برابر بیٹھیں اور اپنی جسمانی صورتحال ان کے برابر کریں۔

ماحول کی تنظیم نو (Restructuring): تمام ایسی چیزوں کو ہٹا دیں، جن سے خراب رویے کی راہ ہموار ہوتی ہو۔ مثال کے طور پر اگر آپ کے کھلونے جو دوران تعلیم استعمال کیے ہیں تو استعمال کے بعد انہیں ہٹا دیں۔

رویے کو دوبارہ مثبت رہنمائی کریں: ایک طالب علم اپنی جماعت میں فٹ بال اچھالتا ہے۔ ''تم اپنی بال باہر کھیل کے میدان میں اچھال سکتے ہو جہاں کھیلنے کے لیے بہت جگہ ہے۔''

مختصراً توقع ہے کہ اس حصے سے آپ نے بہت کچھ سیکھ لیا ہے اور یہ فیصلہ بھی کر لیا ہے کہ آپ اپنی جماعت میں کچھ نئی چیزیں آزمائیں گے۔ ہم نے یہ بھی سیکھا ہے کہ جو جماعت موثر انداز سے منظم کی جاتی ہے یا جو مثبت رویوں کو تخلیق اور مستحکم کرتی ہے، وہ ہے جس میں:

1۔ آپ جانتے ہیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں اور کیا نہیں چاہتے۔
2۔ آپ اپنے طلبہ کو دکھاتے اور انہیں بتاتے ہیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔
3۔ آپ جو چاہتے ہیں، حاصل کر لیتے ہیں، اسے تسلیم کرتے ہیں۔
4۔ جب آپ کچھ حاصل کرتے ہیں تو بہت تیزی سے، مناسب انداز سے اور مثبت طریقے سے حرکت میں آتے ہیں۔

تاہم اس عمل کے دوران آپ کو یہ یقینی بنانا ہوتا ہے کہ:

1۔ آپ کی توقعات واضح ہیں۔
2۔ آپ کے طلبہ کے لیے آپ کی ہدایات دلچسپ ہیں۔
3۔ آپ نے اپنے طلبہ کو جو کچھ پڑھایا ہے، وہ اس کی قدر کرتے ہیں اور اس میں ایک مقصد دیکھ رہے ہیں۔
4۔ ہدایات کا تعلق ایک طالب علم کے تجربے کے خیال اور صلاحیت سے ہوتا ہے جو اس کی روزمرہ زندگی میں معنی رکھتی ہیں۔
5۔ آپ کی پڑھانے کی حکمت عملیاں مختلف ہوتی ہیں۔ اگر آپ مسلسل ایک ہی طرح کے پڑھانے کے طریقے استعمال کرتے رہے تو موضوع دلچسپ ہونے کے باوجود طلبہ اس سے بور ہو سکتے ہیں۔

آپ ایک ''تعلیم دوست ماحول'' تخلیق کرنے کے لیے بعض اہم طریقے استعمال کر سکتے ہیں تاکہ طلبہ میں مثبت رویوں کا فروغ ممکن ہو، وہ طریقے حسب ذیل ہیں:[64]

1۔ اپنے طلبہ اور خود اپنے لیے بلند رویوں والی توقعات رکھیں۔
2۔ واضح اور شفاف اصول اور طریقے قائم کریں اور طلبہ کو بتائیں کہ وہ ان پر کیسے عمل کر سکتے ہیں۔ خاص طور سے پرائمری کی سطح کے بچوں کو زیادہ ہدایات دیں، عمل کرائیں اور انہیں بار بار یاد دہانی بھی کراتے رہیں۔
3۔ تمام طلبہ کو واضح طور پر مناسب رویے اور خراب رویے کے نتائج سے آگاہ کر دیں۔
4۔ کمرۂ جماعت کے قواعد وضوابط اسکول کے پہلے ہی دن تیزی سے، تسلسل اور یکساں انداز سے نافذ کریں۔
5۔ اس انداز سے کام کریں کہ طلبہ میں خود سے نظم وضبط کا احساس جاگے۔ انہیں اپنی صلاحیتوں کی جانچ پڑتال کے بارے میں بھی پڑھائیں، اس کے لیے الگ سے وقت دیں۔
6۔ اپنے ہدایتی عمل میں تیز رفتاری اور سرعت برقرار رکھیں اور سرگرمیوں کے درمیان نفیس انداز سے تبدیلیاں بھی کرتے رہیں۔
7۔ کمرۂ جماعت کی سرگرمیوں کی نگرانی کریں اور طلبہ کو نتائج سے آگاہ کریں اور انہیں ان کے رویوں کے حوالے سے مستحکم ہونے میں مدد دیں۔

64 Cotton, Katherine. Schoolwide and Classroom Discipline. School Improvement Research Series. Iclose-Up #9. http://www.nwrel.org/scpd/sirs/5/cu9.html [accessed online on 10/6/2005]

8۔طلبہ کے لیے مواقع پیدا کریں تا کہ وہ اپنے پڑھنے اور سیکھنے کے عمل اور اپنے سماجی رویے میں کامیابی کے تجربات خود کر سکیں۔ان طلبہ کی شناخت کریں جو کم عزت نفس کے حامل دکھائی دیتے ہیں (احساس کمتری میں مبتلا ہیں) ان کی مدد کریں تا کہ وہ بہتر ہو جائیں اور زیادہ بااعتماد نظر آئیں۔

10۔جب مناسب ہو مل جل کر پڑھنے والے طریقے کو استعمال کریں۔

11۔جب مناسب سمجھیں، مزاح کا بھی استعمال کریں۔اس سے بچوں میں دلچسپی پیدا ہوتی ہے اور کمرۂ جماعت کی ذہنی کشیدگیاں کم ہوتی ہیں۔

12۔جب تدریسی یا ہدایتی عمل جاری ہو تو اس وقت جماعت سے ایسا مواد ہٹا دیں جو بچوں کی توجہ پڑھائی سے ہٹا رہا ہو۔

13۔کمرۂ جماعت کو اپنے طلبہ کے لیے، اپنے لیے اور طلبہ کے والدین کے لیے آرام دہ، پرکشش اور خیر مقدمی بنائیں۔

مشکل طلبہ سے نمٹنا (Dealing with challenging students)

آپ کیا پڑھیں گے:

☆ مثبت نظم وضبط کے اثرات کو کیسے بہتر بنایا جاسکتا ہے

☆ مثبت نظم وضبط کے نکات

☆ مثبت کمرۂ جماعت میں پڑھانے کے نکات

☆ مثبت اور منفی مناسب نتائج کا استعمال

☆ وقفے کے بارے میں احتیاط کا مظاہرہ

☆ تنازعہ کا حل

☆ عمر کے لحاظ سے مثبت نظم وضبط کے طریقہ کار

☆ مخصوص ضروریات میں بچوں کی معاونت

مثبت نظم وضبط کے اثرات کی بہتری

اگر کوئی طالب علم خراب رویہ اپناتا ہے تو اس کے لیے مثبت نظم وضبط ضروری ہے جس سے یہ رویہ ختم یا کم ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ ہم نے پڑھا ہے کہ غلط رویے وہ ناپسندیدہ رویے ہیں جو کسی بچے یا دوسروں کو خطرے کی طرف لے جاتے ہیں۔ یہ ہماری توقعات یا کمرۂ جماعت کے ضابطوں سے مطابقت نہیں رکھتے، بلکہ مثبت سماجی تعلقات اور نظم وضبط میں مداخلت کرتے ہیں۔ آخری حصے میں ہم ان خصوصی طریقوں پر بات کریں گے جو غلط رویے میں کمی یا اس سے تحفظ کے لیے استعمال ہوسکتے ہیں۔ جو بھی طریقہ کار اختیار کیے جائیں، اس کی اثر انگیزی بڑھائی جاسکتی ہے۔[65]

☆ جب آپ اور طالب علم دونوں اس بات کو واضح طور پر سمجھ لیں کہ مسئلہ پیدا کرنے والا رویہ کیا ہے اور جب ایسا رویہ سامنے آتا ہے تو طالب علم کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے کیا نتائج ہوسکتے ہیں۔

☆ جب آپ پہلی بار غلط اور ناپسندیدہ رویے کے باعث (جب کوئی قانون توڑا گیا ہو، اسے اب نافذ کریں، انتظار نہ کریں) ابتدا میں ہی فوری اور مضبوط ردعمل ظاہر کرتے ہیں۔

☆ جب آپ ہر مرتبہ طلبہ کو مستقل طور پر ایک مخصوص سزا دیتے رہیں گے تو ہر مرتبہ ایک مشکل رویہ پیدا ہوگا۔

☆ جب آپ پرسکون طریقے اور ہمدردی سے ہدایات دیں گے یا غلطی کو درست کریں گے؛ اور

☆ جب آپ ایک مخصوص رویے کے باعث مخصوص سزا کا سبب بتائیں گے اس سے طلبہ کو خاص رویہ سمجھنے، استاد کا فرماں بردار بننے اور بڑوں کے ساتھ مطابقت میں مدد ملے گی۔

65 American Academy of Pediatrics. Guidance for Effective Discipline. http://aappolicy.aappublications.org/cgi/content/full/pediatrics;101/4/723 [accessed online on 12/2/2005]

نظم وضبط کی نکات

درحقیقت نظم وضبط کی ضرورت ہی پیدا نہیں ہوتی۔ اچھے نظم وضبط کا مقصد مسائل پیدا کرنے والی صورت حال سے بچنا یا پھر مسئلہ کھڑا ہونے سے پہلے ہی اسے کنٹرول کرنا ہے۔ کیسے؟ نیچے دس بیش قیمت نکات دیئے جارہی ہیں۔ کچھ نئے ہیں جبکہ کچھ اس سے پہلے بیان کئے جاچکے ہیں لیکن ہمیں اس بار انہیں زیادہ تفصیل سے دیکھنا چاہیے۔[66,67]

1۔ اپنے آپ پر یقین رکھیں: کوئی غلط تاثر نہ دیں: جیسا کہ اوپر بات کیا گیا اصل خراب رویہ اس وقت سامنے آتا ہے جب ایک طالب علم نامناسب انداز سے پیش آتا ہے۔ کوئی کارروائی کرنے سے پہلے اپنے آپ سے درج ذیل سوال کریں:

A۔ کیا طالب علم واقعی کوئی غلط کام کر رہا ہے؟ کیا واقعی یہاں کوئی مسئلہ ہے؟ یا آپ صرف تھک گئے ہیں اور آپ میں برداشت کا مادہ ختم ہوگیا ہے؟

☆ اگر کوئی اصل مسئلہ نہیں ہے تو اپنی تھکن اور دباؤ کو طالب علم اور جماعت سے دور کردیں۔

☆ اگر واقعی کوئی مسئلہ ہے تو اگلے سوال کی طرف جائیں۔

B۔ ایک لمحے کے لیے سوچیں۔ کیا آپ کا طالب علم واقعی اس قابل ہے جس کی آپ کو اس سے توقع ہے؟

☆ اگر آپ یہاں مخلص نہیں ہیں تو اپنی توقعات کا از سرنو جائزہ لیں۔

☆ اگر آپ کی توقعات صحیح ہیں تو اگلے سوال کی طرف جائیں۔

C۔ کیا آپ کے طالب علم کو اس وقت پتا تھا کہ وہ کوئی غلط کام کر رہا ہے؟

☆ اگر آپ کے طالب علم کو اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ وہ کوئی غلط کام کر رہا ہے تو یہ سمجھنے میں اس کی مدد کریں کہ آپ کو اس سے کیا توقعات ہیں، کیوں ہیں اور وہ توقعات پر کیسے پورا اتر سکتا ہے۔ اسے اپنی طرف سے مدد کی پیشکش کریں۔

☆ اگر آپ کے طالب علم کو معلوم تھا کہ جو کچھ اس نے کیا، وہ غلط تھا اور اس نے جان بوجھ کر ایسا کیا اور آپ کی توقع پر پورا نہ اُترا تو آپکے طالب علم نے خراب رویے کا مظاہرہ کیا۔

اگر یہ رویہ محض ایک حادثہ تھا تو یہ خراب رویہ نہیں تھا۔ اگر یہ رویہ محض ایک حادثہ نہیں تھا تو اپنے طالب علم سے پوچھیں کہ اس نے ایسا کیوں کیا۔ اس کا جواب توجہ اور خاموشی سے سنیں، اس کے جواب کا تجزیہ کریں اس کے بعد ہی کسی ردعمل کا اظہار کریں۔

2۔ مثبت نشاندہی کریں: جب بھی طالب علم کوئی ایسا کام کریں جو مدد، تعاون اور بہبود والا ہوتا ہے جس سے ان کی بہتری کا اظہار ہوتا ہو تو ان بچوں کو جان لینے دیں کہ آپ ان کے بارے میں جانتے ہیں بلکہ ان کی تعریف کریں۔ مثال کے طور پر ''شمیم تم نے جس طرح اپنے ہوم ورک کے مسئلے کو حل کیا یہ جان کر میں بہت متاثر ہوا۔''

اگر کوئی اتفاقی حادثہ ہو تب بھی اس میں طالب علم کا قصور تلاش نہ کریں، بلکہ اس چیز کی شناخت کریں کہ کیا صحیح تھا اور کیا صحیح نہیں تھا۔ مثال کے طور

---

66 Positive Discipline and Child Guidance. http://www.kidsgrowth.com/resources/articledetail.cfm?id=1211 [accessed online on 10/12/2005]

67 Adapted from: Kelley, Laureen. The Discipline Dilemma. Parent Exchange Newsletter – October 1995. http://www.kelleycom.com/articles/discipline.htm [accessed online on 9/29/2005]

پر"نسیم یہ تمہاری شرافت تھی کہ تم اپنے دوست کے لیے کھڑے ہوگئے تاہم میں تمہیں دوسروں کو مارنے کی اجازت نہیں دوں گا۔تم اس صورت حال پر کسی اور طرح سے کیسے قابو پا سکتے تھے؟"

3۔طالب علم کے ساتھ باعزت طریقے سے تعلقات قائم کریں: ان کے ساتھ ویسا سلوک کریں جیسا آپ خود اپنے ساتھ چاہتے ہیں۔ان کی مدد کریں تا کہ وہ مزید بہتر کر سکیں۔ایک راہ نما بنیں، حاکم (Boss) نہ بنیں۔اس قسم کے استاد بنیں جیسے استاد کو آپ اپنے بچپن سے اب تک یاد کرتے ہیں۔

4۔اپنی توقعات سے آگاہ کریں: اپنے طلبہ کو اپنی توقعات کے بارے میں اس صورت حال سے پہلے اور صورت حال کے دوران عزت اور وضاحت کے ساتھ بتائیں اور انہیں اکثر یاد دہانی بھی کراتے رہیں۔مثال کے طور پر اسکول میں تعلیمی سال شروع ہونے سے پہلے اپنے طلبہ کو بتائیں:"آج بلکہ روزانہ ہی جماعت کا وقت ختم ہونے کے بعد اپنی جگہ پر اس وقت تک بیٹھے رہیں جب تک میں آپ کا نام نہ پکاروں۔اس طرح ہر بچہ آسانی سے اور دوسرے بچوں سے ٹکرائے بغیر جماعت سے باہر جا سکتا ہے۔اور میں آپ کے نام اور چہرے زیادہ تیزی سے یاد کر سکتا ہوں۔" یہ بات اپنے طلبہ کو ہر روز یاد دلاتے رہیں، یہاں تک کہ طریقے اور سلیقے سے جماعت سے باہر جانا آپ کی جماعت کا معمول بن جائے۔

5 مزاح یا توجہ ہٹانے والی باتوں کا استعمال کریں: ہر برے رویہ (جس کا طلبہ مظاہرہ کرتے ہیں) کے لیے انضباطی (Disciplinary) کارروائی کی ضرورت نہیں ہوتی۔بچے بھی بڑوں کی طرح تھک جاتے ہیں۔وہ بھی بور ہو سکتے ہیں اور چڑچڑے پن کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ایسی صورت حال میں نظم وضبط پیدا کرنے والے فارمولے کام نہیں کرتے۔اپنے سبق کے دوران مزاح استعمال کرنے کی کوشش کریں تا کہ ہر بچے کی سبق میں دلچسپی برقرار رہے، وہ بور نہ ہو سکے۔مثال کے طور پر سائنس کے ایک سبق کے دوران اپنے طلبہ سے کہیں کہ وہ ایک پہیلی یا معمے کو حل کریں تا کہ سبق کا تعارف ہو سکے۔یہ پہیلی یہ بھی ہو سکتی ہے:"وہ کونسی چیز ہے جس کی زندگی چار سہاروں پر شروع ہوتی ہے، دو سہاروں پر زندہ رہتی ہے اور تین سہاروں پر زندگی ختم ہوتی ہے۔"اس کا جواب ہے: انسان۔ایک بچہ چاروں زانوں رینگتا ہے، پھر دونوں ٹانگوں پر چلنا سیکھتا ہے اور جب بوڑھا ہو جاتا ہے تو بعض لوگ لاٹھی یا چھڑی استعمال کرتے ہیں، اس طرح ان کی تین ٹانگیں ہو جاتی ہیں۔یہ پہیلی"انسان کا جسم کس طرح نشوونما پاتا ہے" یا "عمر کا بڑھنا" کے عنوان کو متعارف کرانے کا ایک دلچسپ طریقہ ہوگا۔پری اسکول کے بچوں کے لیے توجہ ہٹانے کا طریقہ استعمال کریں:"اس تتلی کو دیکھو" اس طرح بچے کی توجہ رونے، چیخنے چلانے اور غصہ کرنے سے ایک دم ہٹ جائے گی اور پھر اس سے کوئی اچھا کام کرایا جا سکتا ہے مثلاً اس سے کہا جا سکتا ہے کہ اپنے طور پر تتلی بناؤ۔

6۔مثبت اور عملی تعاون استعمال کریں: بچوں کو ہدایت دیں جن سے وہ لطف اندوز ہوں جنہیں وہ پہلے کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کر سکتے تھے۔پہلے ان کے رویے کو تعاون والا بنائیں۔مثلاً ان سے کہیں:"ہر بچہ بڑا 'آئی' (I) ہوا میں بنائے۔" "اے ماریا، یہ تو بہت اچھا ہے۔" "ہر بچہ اپنی کلمے والی انگلی کو پکڑ لے، اب اسے کتاب میں اس جگہ رکھے جہاں اس کے خیال میں صفحہ نمبر 108 ہونا چاہیے۔" پھر ان سے کہیں کہ اپنی اپنی کتاب کا صفحہ نمبر 108 کھولیں اور اس صفحے کے چھ سوالوں کے جواب لکھیں۔[68]

68 Giving and Getting Respect.
http://maxweber.hunter.cuny.edu/pub/eres/EDSPC715_MCINTYRE/respect_web_page_insert.html
[accessed online on 10/10/2005]

7۔انتخاب کے لئے اختیارات دیں اور مشترکہ فیصلہ سازی کی حوصلہ افزائی کریں: اکثر طالب علم اس بات سے شدید نفرت کرتے ہیں کہ کوئی ان پر حکم چلائے۔ وہ اپنی مدد کے لیے ایسا انتخابات پسند نہیں کرتے، جس سے وہ اپنے اوپر کسی کا کنٹرول محسوس کریں، بے شک وہ زیادہ نہ ہو۔ جب امتحان کا وقت آتا ہے آپ کہہ سکتے ہیں، ''منگل کو ہم ایک پڑھنے والا ٹیسٹ لیں گے۔ تحریری ٹیسٹ دینا کون پسند کرے گا؟ اور زبانی ٹیسٹ دینا کون پسند کرے گا؟

آپ اپنی پسند کا ٹیسٹ دے سکتے ہیں۔'' اس سے آپ کے بچوں کو یہ احساس ہوگا کہ صورت حال پر ان کا کنٹرول ہے۔ اگر آپ صرف ایک قسم کا ٹیسٹ دینا چاہتے ہیں تو بچوں سے پوچھیں کہ وہ آپ سے بات کریں کہ دو اقسام کے ٹیسٹوں کے کیا فائدے اور کیا نقصان ہیں۔ اور پھر اس پر رائے دیں کہ وہ کسے ترجیح دیں گے۔ اکثریت جیت جاتی ہے۔ اگر کچھ طالب علم اپنی رائے منتخب نہ ہونے پر پریشان ہو جاتے ہیں مثلاً وہ تحریری ٹیسٹ چاہتے تھے اور جماعت نے زبانی ٹیسٹ کے لیے ووٹ دے دیا لہٰذا ٹیسٹ والے دن تحریری ٹیسٹ بھی دیدیں جس کے الگ سے نمبر لیں گے۔

8۔فطری نتائج کی اجازت دیدیں بشرطیکہ وہ محفوظ ہوں: اگر ایک بچہ مستقل اپنی جماعت میں تاخیر سے آتا ہے تو آپ پریشان نہ ہوں۔ یہ بچے کی ذمہ داری ہے کہ وہ وقت پر جماعت میں پہنچے۔ اسے بتادیں کہ اگر اس کا یہ رویہ جاری رہا تو آپ ایک خط اس کے والدین کے نام اس کے گھر بھیج دیں گے۔ اگر وہ پھر بھی باز نہ آئے تو آپ شکایتی خط اس کے گھر بھیج دیں اور پھر اسے اس کے نتائج بھگتنے دیں۔ وہ جانتا ہے کہ وہ اپنے رویے اور کاموں کا اور ان کے نتائج کا ذمہ دار ہے۔

9-جان بوجھ کر طالب علم کی جانب سے کی جانے والی نافرمانی کو ذاتی مسئلہ نہ بنائیں: بچے اپنے اختیارات کی حد جاننے کے لئے نافرمانی کر سکتے ہیں، یہ ان کے بڑھوتری کا حصہ ہے۔ کبھی یہ محسوس نہ کریں کہ یہ آپ کے اختیارات کے لیے خطرہ ہے۔ نہایت پرسکون انداز سے اپنے ردعمل کا اظہار کریں، خودکار نظم وضبط کے فارمولے سے کام لیں جس سے اپنے آپ کو قابو کرنے میں مدد ملے گی۔ آپ کو یاد ہوگا کہ اس حصے کے شروع میں آپ نے امجد کا کیس پڑھا تھا، شروع میں اس کی استاد نے اس کے خراب رویے کو اپنی ذات پر حملہ سمجھا تھا، جس سے وہ بہت پریشان ہوگئی تھی۔ لیکن جب اس نے امجد کے کیس کو ذاتی مسئلہ نہیں بنایا اور یہ بات سمجھ لی کہ امجد خراب رویے کا مظاہرہ کب اور کیوں کر رہا تھا تو اس نے ایک ایسی حکمت عملی تیار کر لی جس سے یہ مسئلہ مثبت نتائج کے ساتھ حل ہوگیا۔

10۔کوششوں کی ہمت افزائی کرنا نہ کہ عیب نکالنا: اگر ایک طالب علم اپنی جانب سے بہترین کارکردگی دکھا رہا ہے تو آپ کو خوش ہونا چاہیے۔ سیکھنے یا پڑھنے کے عمل میں کوشش پہلا قدم ہے۔ اگر کوئی طالب علم ایک سخت کام کرنے کی کوشش نہیں کرنا چاہتا تو اس وقت کی بات کریں جب اس کی کوششیں کامیاب ثابت ہوئی تھیں۔ بچے کی حوصلہ افزائی کریں اور اس سے کہیں کہ وہی کوششیں دوبارہ کرے۔ اسے یہ بات بتانا یاد رکھیں کہ جب بھی وہ سخت محنت اور کوشش کرے گا یا کرے گی، آپ بہت خوش ہوں گے۔ اپنے طلبہ کو بتائیں کہ آپ کو ان کی قابلیت پر پورا بھروسا ہے۔

کمرۂ جماعت میں پڑھانے کے مثبت طریقہ کار

مثبت نظم وضبط کے لیے مثبت پڑھانے کے طریقہ کار کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسے کئی مثبت طریقے بھی ہیں، جن کی مدد سے آپ جماعت میں خلل ڈالے بغیر جب آپ پڑھا رہے ہوں خراب رویے سے بچا جاسکتا ہے یا کم از کم اس سے اچھی طرح نمٹ سکتے ہیں۔ نیچے چھ نکات دئے جا رہے ہیں۔[69] کیا آپ کے ذہن میں کوئی اور نکتہ موجود ہے؟

1 توجہ مرکوز کرنا اور نرم لہجے میں بولنا: جماعت میں پڑھانے سے پہلے اس بات کا یقین کر لیں کہ جماعت میں ہر بچہ آپ کی طرف متوجہ ہے۔ شروع کرنے سے پہلے انتظار کریں یہاں تک کہ ہر بچہ خاموش ہو جائے۔ تجربہ کار اساتذہ جانتے ہیں کہ ان کے لیے کلاس کی خاموشی بہت ضروری اور مؤثر ہے۔ وہ انتظار پر زور دیتے ہیں پوری جماعت میں خاموشی چھانے کے بعد بھی تین سے پانچ سیکنڈ تک انتظار کرتے ہیں۔ طلبہ جلد ہی سمجھ لیتے ہیں کہ استاد ان کی توجہ حاصل کرنے کے لیے جتنی زیادہ دیر انتظار کرتا ہے، پیریڈ کے بعد ان کے لیے خالی وقت اتنا ہی کم بچتا ہے۔ انتظار کے بعد اپنا سبق شروع کریں اور نارمل آواز کے بجائے زیادہ دھیمی آواز سے بات کریں۔ نرم لہجے میں بات کرنے والے استاد کی جماعت میں تیز لہجے میں بات کرنے والے استاد کی نسبت اکثر زیادہ خاموشی رہتی ہے۔ نرم لہجے والے استاد کے طلبا اپنے استاد کی بات سننے کے لیے خاموش ہو جاتے ہیں۔

2 براہ راست ہدایت: کمرۂ جماعت میں غیر یقینی کی کیفیت ہیجان کی سطح کو بلند کر دیتی ہے۔ ہر جماعت میں اپنے طلبہ کو یہ بتانے سے آغاز کریں کہ آگے کیا ہوگا۔ اس پیریڈ میں آپ اور آپ کے طلبہ کیا کریں گے، اسے خط کشیدہ کر دیں۔ بعض کاموں کے لیے آپ وقت کی حد مقرر کر سکتے ہیں۔ آپ براہ راست ہدایات کو اس چیز پر بھی توجہ دینے سے بھی منسلک کر سکتے ہیں جس میں پیریڈ کے اختتام پر وہ وقت بھی شامل ہوگا جس میں طلبہ اپنی پسند کی سرگرمیاں انجام دے سکتے ہیں۔ آپ جماعت کے وقت کی سرگرمیاں اس جملے کے ساتھ ختم کر سکتے ہیں: ''اور میرا خیال ہے کہ پیریڈ کے اختتام پر ہمارے پاس کچھ وقت ہوگا جس میں آپ اپنے دوستوں سے باتیں کر سکتے ہیں، لائبریری جا سکتے ہیں یا دوسری جماعتوں کا کام کر سکتے ہیں۔''

3 نگرانی: گشت کریں، اپنی جگہ سے اٹھیں اور کمرۂ جماعت کا چکر لگائیں، خاص طور سے اس وقت جب طلبہ تحریری کام کر رہے ہیں یا گروپ کی صورت میں کام کر رہے ہیں۔ ان کے کام کا مشاہدہ کریں، لیکن اس وقت خلل نہ ڈالیں یا نہ ہی کوئی عام اعلان کریں جب تک یہ نہ دیکھ لیں کہ بعض طلبہ کو ایک جیسے کام میں مشکل پیش آ رہی ہے۔ ہمیشہ دھیمی آواز استعمال کریں اور آپ کے طلبہ آپ کی ذاتی اور مثبت توجہ کی تعریف کریں گے۔

4 غیر زبانی یاد دہانی: کچھ کمرۂ جماعت میں اساتذہ اپنی میز پر ایک چھوٹی سی گھنٹی رکھتے ہیں۔ جب وہ اسے بجاتے ہیں چاہے ہلکے سے کیوں نہ بجائیں، وہ ہر ایک کی توجہ اپنی جانب مبذول کرا لیتے ہیں۔ دوسرے اساتذہ نے بھی برسوں تک کلاس رومز میں غیر زبانی یاد دہانی کے لیے بہت زیادہ دانش مندی دکھائی ہے۔ بعض اساتذہ روشنی کے سوئچ کھولتے بند کرتے ہیں۔ کچھ اساتذہ اپنی جیبوں میں کلک (Click) کی آواز کرنے والے کلکرز رکھتے ہیں۔ کچھ بورڈ پر چاک یا پنسل مار کر آواز کرتے ہیں۔ غیر زبانی یاد دہانی چہرے کے تاثرات، جسمانی حرکات اور ہاتھ کے اشاروں سے بھی کی جا سکتی ہے۔ کمرۂ جماعت میں آپ اس طرح کی غیر زبانی یاد دہانی کے لیے جو طریقہ بھی استعمال کریں، اسے احتیاط کے ساتھ منتخب کریں۔ بچوں کو وضاحت سے یہ بات بتا دیں کہ جب آپ ایسے غیر زبانی اشارے دیتے ہیں تو ان سے کیا چاہتے ہیں۔

---

69 Abstracted from: Discipline by Design. 11 Techniques for Better Classroom Discipline. http://www.honorlevel.com/techniques.xml [accessed online on 10/4/2005]

5 شامل کرنا: جس طرح آپ اپنے طلبہ کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں، اسی طرح یہ بچے بھی آپ کے اور آپ کی دلچسپیوں کے بارے میں جاننا چاہیں گے۔ چنانچہ اپنے کمرۂ جماعت میں ذاتی چیزیں شامل کریں۔ اپنے گھر والوں کی کوئی تصویر یا اپنے مشغلے یا ذاتی کلیکشن میں سے چند چیزیں اپنی میز پر رکھیں۔ اس سے آپ کے اور آپ کے طلبہ کے درمیان ذاتی گفتگو کی راہ ہموار ہو سکے گی۔ جیسے جیسے وہ آپ کو اچھی طرح سمجھتے جائیں گے ویسے ویسے آپ محسوس کریں گے کہ کلاس میں ڈسپلن یا نظم وضبط کے حوالے سے مسائل کم ہوتے جا رہے ہیں۔

6 معمولی تجزیے اور حوصلہ افزائی: ایک کامیاب استاد اس بات کا خیال رکھے گا کہ ایک طالب علم کو اس کے خراب رویے کی ایسی سزا نہ دی جائے جس سے وہ توجہ کا مرکز بن جائے۔ وہ استاد اپنے کمرۂ جماعت میں چکر لگا کر بچوں کی سرگرمیوں کی نگرانی کرتا ہے اور مسائل کے پیدا ہونے سے پہلے ہی اس کا اندازہ لگا لیتا ہے۔ وہ ایسا طریقہ اختیار کرتا ہے کہ ایک خراب رویے کے حامل طالب علم کا اثر جماعت پر دکھائی نہیں دیتا۔ وہ ایک خاص انداز سے خراب رویے والے بچے کو راہ پر لے آتا ہے اور جماعت کے دوسرے بچے بھی اس کی وجہ سے اپنی راہ سے نہیں ہٹتے۔ مثال کے طور پر جماعت میں پڑھانے کے دوران استاد بچوں کے نام مؤثر انداز سے بیان کرتا ہے۔ اگر وہ یہ دیکھتا ہے کہ ایک طالب علم باتیں کر رہا ہے اور سبق میں شریک نہیں ہے تو وہ اس کا نام ایک فطری طریقے سے اپنے لیکچر میں ڈال دیتا ہے۔ "اور تم دیکھو امجد! ہم ایک کو دس کالم میں لے جاتے ہیں۔ امجد اپنا نام سنتا ہے تو وہ بھی اس سبق میں دلچسپی لینے لگتا ہے۔ مگر اس چیز کا جماعت کے دوسرے بچے کوئی اثر نہیں لیتے۔

مناسب، مثبت اور منفی نتائج کا استعمال: سیکھنے کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ ہم اپنے کاموں کے نتائج سے تجربات حاصل کریں۔ اگر نتائج اچھے ہیں تو ہم ان رویوں کو دہرانا پسند کریں گے۔ اگر وہ نتائج خراب ہیں تو ہم ان رویوں کو دہرانا پسند نہیں کریں گے۔

بعض اوقات جب ہم اصول اور ضابطے بناتے ہیں تو اسی وقت یہ فیصلہ بھی کر لیتے ہیں کہ اگر انہیں توڑا گیا تو کس قسم کی تادیبی کارروائی کی جائے گی۔ جی ہاں، جو طلبہ قواعد وضوابط کو توڑتے ہیں انہیں اس کے منفی نتائج کا سامنا بھی کرنا چاہیے۔ انہیں مناسب سزا ملنی چاہیے۔ لیکن درحقیقت ان طلبہ کو مثبت نتائج یا انعام بھی ملنے چاہئیں جو ان اصولوں اور قاعدوں کا احترام کرتے ہیں، اس میں بڑی عمر کے طلبہ بھی شامل ہونے چاہئیں۔ نیچے مثبت اور منفی نتائج کی مثالیں دی جا رہی ہیں۔ یہ تجاویز عمروں کی وسیع حد پر نافذ ہوتی ہیں۔ کچھ تجاویز عمر کے ایک گروپ کے لیے بہتر ہو سکتی ہیں جبکہ عمر کے دوسرے گروپ کے لیے بہتر نہیں ہو سکتیں۔ نیچے دیے ہوئے نتائج ترجیحاً ایک خاص ترتیب میں ہیں۔ تمام نتائج طلبہ اور پرنسپل کی جانب سے متفقہ طور پر منظور شدہ ہونے چاہئیں۔ اپنے ساتھیوں اور والدین کے ساتھ مل کر کام کریں تاکہ دوسرے مثبت اور منفی نتائج سامنے آ سکیں۔[70]

مثبت نتائج: کمرۂ جماعت میں سب سے عام مثبت نتائج طلبہ کی تسلی واطمینان اور ان کے اعتماد اور عزت نفس کی تعمیر ہے۔ طلبہ کو جماعت کے اصول یا قاعدے معلوم ہونے چاہییں۔ اس کے لیے ان کی تعریف بھی ہونی چاہیے اور پڑھنے اور سیکھنے کے عمل کے دوران ان کی کامیابی اور محنت کی پذیرائی بھی ہونی چاہیے۔ طالب علم کی تعریف کے کئی طریقے ہیں مثلاً اس کے کندھے پر ہاتھ مار کر کہا جائے: "مجھے تم پر فخر ہے۔" مذکورہ طالب علم کو "لیڈر آف دی ڈے" یا اس دن کا قائد بھی کہا جا سکتا ہے اور ایک دن کے لیے استاد کا معاون بھی بنایا جا سکتا ہے۔ اسے کسی گروپ یا پراجیکٹ کا انچارج بھی بنایا جا سکتا ہے، اس کی جماعت کے دوسرے طلبہ یا اسکول کے دوسرے اساتذہ یا پرنسپل کے سامنے تعریف بھی کی جا سکتی ہے یا طالب علم سے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہ دوسروں کی مدد کرے۔ کیا آپ کے ذہن میں کچھ اور تجاویز ہیں جن سے آپ کے کمرۂ جماعت میں بہتری پیدا ہو سکے؟

70 Adapted from: Consequences. Collaborative for Excellence in Teacher Education (CETP), National Science Foundation. http://www.temple.edu/CETP/temple_teach/CM-conse.html#anchor40660 [access online on 11/28/2005]

منفی نتائج: اپنا اور اپنے طلبہ کا مشاہدہ کریں۔ منفی نتائج کا بہت زیادہ استعمال ناقص کمرۂ جماعت کی انتظام کاری کو ظاہر کرتا ہے اور عام طور سے اس سے بچنا چاہیے۔ اپنے طلبہ کی مستقل نگرانی کریں تاکہ ان کے کسی بھی خراب رویے کا ایک بڑا مسئلہ بننے اور اس میں متعدد طلبہ کے ملوث ہونے سے پہلے اس کا پتا چل سکے۔ خراب رویے کو روکنے کے لیے جس سے آپ کا پڑھانے کا عمل بھی متاثر نہ ہو، طلبہ کو زیادہ توجہ دیں اور کوشش کریں کہ: (a) قانون شکن یا ناپسندیدہ طالب علم یا طلبہ کے قریب جائیں، ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کریں۔ انہیں اپنا خراب رویہ روکنے کے لیے ایک غیر زبانی اشارہ بھی دیں۔ (b) طالب علم کا نام پکاریں یا اسے مختصر لفظوں میں خراب رویہ ترک کرنے کی ہدایت دیں۔ (c) طالب علم کو مناسب رویہ اختیار کرنے کی ہدایت بار بار دیں، اسے بتائیں کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ (مگر "don't" یا یہ مت کرو والا حکم مت دیں) اور انہیں بتائیں کہ انہیں کونسے اصول یا ضابطے کی تقلید کرنی ہے۔

مگر ہماری بہترین کوششوں کے بعد بھی بعض اوقات کسی طالب علم کے خلاف کارروائی کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ اس بات پر یقین رکھیں کہ جو بھی طریقہ لیا جاتا ہے، یہ طالب علم کے رویے کو بہتر بنانے کے لیے ہوتا ہے، اس کا مرکز طالب علم نہیں بلکہ اس کا رویہ ہے، جو خراب رویے کا منطقی نتیجہ ہے۔ طالب علم کے خلاف کارروائی کبھی جلدی یا غصے میں نہیں کرنا چاہیے۔ خراب رویے کی نوعیت کے مطابق انضباطی طریقے استعمال کرنے چاہییں۔ چند ہلکے پھلکے انضباطی طریقوں کی فہرست ذیل میں دی جارہی ہے۔ کیا آپ کے ذہن میں کچھ اور طریقے بھی ہیں جو آپ کی جماعت اور اس کے طلبہ کے لیے مناسب ہوں؟ اس بات کو یقینی بنائیں کہ سزا کے طور پر ایسے جرمانے کی سزا کا انتخاب نہ کریں جس سے طالب علم کھلے عام رسوا ہو۔

☆ پڑھائی کے دوران وقفہ نہ دینا یا دوسروں کے ساتھ کھیلنے کی اجازت نہ دینا

☆ اسکول کی چھٹی کے بعد روک لینا اور طالب علم کے ساتھ اس کے خراب رویے پر بات کرنا کہ یہ صورت حال کیوں پیدا ہوئی اور اسے درست کرنے کے لیے کیا کرنا ہوگا۔

☆ طالب علم نے کوئی گندگی پھیلائی ہے تو اس کی صفائی

☆ جن لوگوں کی تذلیل کی گئی ہو ان سے طالب علم کی معذرت

☆ بیٹھنے کی ترتیب میں تبدیلی

☆ طلبہ سے درخواست کہ قاعدے قانون کو دہراتے رہیں اور ان کی پاسداری بھی کریں

☆ والدین کے لیے گھر نوٹس بھجوانا یا ان کے گھر خود جانا

☆ خاص طور سے زیادہ ہنگامہ خیز اور سنگین رویوں میں پرنسپل کے آفس لے جانا مثلاً لڑائی جھگڑا، پڑھائی کے دوران مستقل مداخلت، چوری، مار پیٹ، منشیات یا دوسری ممنوعہ اشیاء اور ہتھیاروں وغیرہ کا ساتھ ہونا۔

''ٹائم آؤٹ'' کے بارے میں احتیاط کا مظاہرہ

انضباطی کارروائی کے طریقوں میں ایک مقبول ترین اور متنازعہ طریقہ ''ٹائم آؤٹ'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ٹائم آؤٹ کے دوران طالب علم کو ایک جگہ بیٹھنا ہوتا ہے، وہ کھیل نہیں سکتا اور نہ اسے دوسروں سے بات کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ اس کی واحد تفریح گھڑی کی سوئیوں کی طرف دیکھتے رہنا ہے یہاں تک کہ سزا کا وقت پورا ہو جائے۔

ٹائم آؤٹ پہلا انتخاب نہیں ہونا چاہیے، یہ اس طالب علم کے لیے آخری ہتھیار ہے جو دوسروں کو نقصان پہنچا رہا ہو یا جس سے یہ خطرہ ہو کہ وہ اپنے آپ کو نقصان پہنچالے گا۔ ٹائم آؤٹ کو عام طور سے استعمال نہیں کرنا چاہیئے اور یہ مختصر مدت کے لیے ہونا چاہیے، ٹائم آؤٹ کسی بھی طالب علم کو پر سکون ہونے کا موقع دیتا ہے تاکہ وہ غصے کی کیفیت کے بعد اپنے آپ پر قابو پا سکے۔ اگر ٹائم آؤٹ کو زیادہ یا نامناسب طریقے سے استعمال کیا جائے تو یہ مؤثر ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ طالب علم کے لیے نقصان دہ ثابت ہوسکتا ہے مثلاً اس کی وجہ سے بچے میں جارحیت اور غصہ بڑھ سکتا ہے جبکہ یہ اسے قابو کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ ٹائم آؤٹ جسمانی سزا کی ایک شکل ہے جسے نفسیاتی اور جذباتی تکلیف سے بچانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

ٹائم آؤٹ کتنی دیر تک رہنا چاہیے۔ بعض ماہرین کا خیال ہے کہ یہ دو تین منٹ سے زیادہ کا نہ ہو جبکہ دوسروں کی رائے یہ ہے کہ یہ بچے کی عمر کے حساب سے بارہ سال تک فی سال ایک منٹ ہونا چاہیے۔ فی سال ایک منٹ کی عمر کا فیصلہ تحقیق کے بعد کیا گیا تھا۔ اچھے رویے کے لیے طالب علم کو اتنی سزا دینی کافی ہے کہ وہ غصے کا مظاہرہ نہ کرے۔[71]

اس سے پہلے کہ آپ کسی طالب کو ٹائم آؤٹ دیں، درج ذیل باتوں کو یقینی بنالیں:[72]

☆ **بہت چھوٹے بچوں کے لیے ٹائم آؤٹ استعمال کرنے سے گریز کریں۔** ایسے بچے نہ اکیلے چھوڑے جائیں نہ انہیں نظر انداز کیا جائے اور نہ ہی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کیا جائے۔

☆ **طلبہ کو رویوں کی تبدیلی کے فوراً بعد نتائج کا سامنا کرنا چاہیئے:** جب بچے دوسروں کو نقصان پہنچانے کا فوری نتیجہ بھگتتے ہیں تو وہ زیادہ واضح طور پر یہ بات سمجھ لیتے ہیں کہ آپ انہیں نظم وضبط میں لانے کی کوشش کیوں کر رہے ہیں۔ جب بھی ممکن ہو آپ کو چاہیے کہ طلبہ کو ان کے کاموں یا سرگرمیوں کے مثبت متبادل پیش کریں (ایک بچے سے کہیں کہ وہ اس گندگی کو صاف کرے جو اس نے پھیلائی ہے بجائے اس کے کہ بچے یا بچی کو اس جگہ سے ہی مکمل طور پر ہٹا دیا جائے)

☆ **ٹائم آؤٹ تذلیل کرنے والا نہ ہو نہ ہی اس کی وجہ سے کسی طالب علم کو کوئی خطرہ یا خوف محسوس ہو۔** ٹائم آؤٹ کے لیے کوئی خاص کرسی یا جگہ نہیں ہونی چاہیے کیونکہ اس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ ٹائم آؤٹ ایک سزا ہے اور اس کی وجہ سے خواہ مخواہ کی فکر و تشویش پیدا ہوسکتی ہے۔ آپ کو کبھی کسی طالب علم کو یہ محسوس نہیں ہونے دینا چاہیے کہ وہ ٹائم آؤٹ کے دوران تنہا ہو جائے گا یا مذاق کا نشانہ بنے گا۔

☆ **طالب علم کو اس وقت تک تنہا نہ چھوڑیں جب تک وہ خود نہ چاہے۔** طلبہ اور خاص طور سے چھوٹے بچوں کے احساسات کے اظہار یا حل کے لیے بڑوں کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر آپ اپنے طلبہ پر یہ ظاہر کرتے ہیں کہ آپ کو ان کے احساسات کا اندازہ ہے تو وہ دوسروں کے احساسات کی قدر کریں گے۔

71 Goodkids: A Basic Parenting Guide. http://home.flash.net/~goodkids/ [accessed online on 10/10/2005]

72 DCFS. Bureau of Regulation and Licensing. HFS 46 Group Day Care Manual. APPENDIX O. EARLY YEARS ARE LEARNING YEARS. Time out for "timeout"
http://www.dhfs.state.wi.us/rl_dcfs/GDC%20Manual/HFS46-Apdnx-O.pdf#search='DCFS%20Bureau%20of%20Regulation%20and%20Licensing%20Early%20Years%20are%20Learning%20Years%20Time%20out%20for%20timeout' [accessed online on 10/10/2005]

☆ایک ٹائم آؤٹ زیادہ دیر تک نہیں رہنا چاہیے، بس اس وقت تک رہے جب تک طالب علم پرسکون نہ ہو جائے۔ جب وہ پرسکون ہو جائے تو اسے سمجھائیں کہ مناسب رویہ کیا ہوتا ہے اور غیر مناسب رویہ کیا ہوتا ہے۔ طالب علم کے ذہن میں یہ بات بالکل صاف ہو کہ آپ نے اسے نظم و ضبط میں لانے کی کوشش کیوں کی ورنہ وہ اس طرح کے ناپسندیدہ رویوں کا دوبارہ بھی اظہار کر سکتا ہے۔

☆دھمکیاں دینے سے گریز کریں۔ کبھی یہ نہ کہیں: ''اگر تم نے یہ کام دوبارہ کیا تو تمہیں ٹائم آؤٹ دیا جائے گا۔'' اس سے ایک طالب علم میں الجھن پیدا ہوتی ہے اور یہ منفی سزا کی ایک قسم ہے جو شاذ و نادر ہی مؤثر ثابت ہوتی ہے۔

☆ہر طالب علم کو نظم وضبط کا طریقہ اس کے مطابق سکھائیں۔ بچے مختلف درجوں پر اپنے آپ پر قابو کرنے کی صلاحیتیں پیدا کر لیتے ہیں۔ ہر طالب علم کی خاص ضروریات کو سمجھیں۔ ہر بچے کے ساتھ ہر وقت ایک ہی طرح کا طریقہ کام نہیں کر سکتا۔ ٹائم آؤٹ ایک سزا کے طور پر استعمال نہیں کیا جاتا۔ ٹائم آؤٹ تو طلبہ کے لیے اپنا ذہن صاف کرنے کا ایک موقع ہے تاکہ وہ تعمیری انداز سے اپنے گروپ یا سرگرمی میں دوبارہ شامل ہو سکیں۔ طالب علم کو سکھائیں کہ وہ غور و فکر اور دوسروں کی مدد سے اپنے مسائل کو کیسے حل کر سکتا ہے اس طرح ٹائم آؤٹ کی کبھی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔

تنازعہ کا حل

آپ کے طلبہ اور ان کے والدین کی کوششوں کے باوجود بھی آپ کے کمرۂ جماعت اور اسکول میں مختلف الجھنیں پیدا ہوں گی۔ طلبہ کے درمیان تنازعات پیدا ہوں گے اور اس کے لیے والدین اساتذہ ملاقات بہت ضروری ہے۔ (جب کہ والدین اساتذہ ملاقات اس مسئلے کا واحد حل نہیں ہے) یہ تنازعات بے عزتی، اذیت رسانی، لڑائی جھگڑے، بار بار اٹھنے والے مسائل اور دیگر تنازعات مثلاً کھیل کے میدان کے مواقع اور اشیاء تک رسائی اور حتیٰ کہ تعلیمی کام میں رکاوٹ کی شکل اختیار کر سکتے ہیں۔ یہ تنازعات خاص طور سے ہراساں کرنے سے پیدا ہوتے ہیں اور اگر ان کے لیے فوری بات چیت نہ کی جائے یا ان میں کوئی ثالث نہ آئے تو یہ تنازعات بہت تیزی سے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

غلط رویے اور مداخلت کو کم کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ طلبہ کو اپنے مسائل اور تنازعات خود حل کرنا سکھایا جائے۔ کمرۂ جماعت کی انتظام کاری کے مسائل حل کرنے کے علاوہ یہ طریقہ طلبہ میں مفید صلاحیتیں پیدا کرتا ہے اور کمرۂ جماعت سے باہر بھی ان کے کام آئے گا۔[73]

طلبہ کے درمیان تنازعات کے حل پر کی جانے والی تحقیق سے درج ذیل اہم نکات سے پردہ اٹھا ہے:[74]

(a) طلبہ کے درمیان تنازعات اسکولوں میں بہت زیادہ پیدا ہوتے ہیں۔ (حالانکہ ان تنازعات کی وجہ سے کوئی بھاری نقصان شاذ و نادر ہی ہوتا ہے)

(b) غیر تربیت یافتہ طلبہ عام طور سے تنازعات کی ایسی حکمت عملیاں استعمال کرتے ہیں جن کے تباہ کن نتائج نکلتے ہیں اور یہ طلبہ دوسروں کے ساتھ اپنی جاری تعلق کی اہمیت کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔

---

73 Classroom Management and Discipline. http://education.calumet.purdue.edu/vockell/edps530/Chapter%2013.htm [accessed online on 10/6/2005]

74 Johnson, D.W., Johnson, R.T., Dudley, B., and Burnett, R. "Teaching students to be peer mediators," Educational Leadership, 50(1), 10-13, 1992.

(c) تنازعات کے حل اور ساتھیوں کی ثالثی کے پروگرام طلبہ کو ثالثی کی صلاحیتیں اور مستحکم مذاکرات سکھانے میں مؤثر ثابت ہوتے ہیں۔
(d) تربیت کے بعد طلبہ کو مذاکرات کے ذریعے تنازعات کے حل کی صلاحیتیں استعمال کرنی ہوتی ہیں جس کی وجہ سے عام طور سے تعمیری نتائج سامنے آتے ہیں اور
(e) تنازعات کو حل کرنے کی طلبہ کی کامیابی کے بعد طلبہ کے درمیان تنازعات کی تعداد کم ہوتی چلی جاتی ہے اور اس کے نتیجے میں سخت قسم کی انضباطی کارروائیوں کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

طلبہ کو امن قائم کرنے والے بنانے کے لیے جس طریقے کی ضرورت ہے وہ تین اقدامات پر مشتمل ہے:

1۔ بچوں کو مذاکرات یا بات چیت کرنے کی صلاحیت سکھائیں جس سے وہ اس قابل ہوں گے کہ:
(a) اپنے تنازعے کو بیان کر سکیں گے (''ہم کس بارے میں بحث کر رہے ہیں، کیوں کر رہے ہیں اور یہ مسئلہ کیسے کھڑا ہوا'')
(b) پوزیشن اور تجاویز کا تبادلہ کریں (''میرا خیال ہے کہ وہ اس طرف یا اس طرح ہوگا کیونکہ۔۔۔'')
(c) دونوں پہلوؤں سے پوزیشن کو دیکھیں (مثال کے طور پر کردار ادا [Role playing] کرتے ہوئے)
(d) ایسی تجویز کا انتخاب کریں جن سے دونوں طرف کے بچوں کو فائدہ ہو (''جیت۔۔۔جیت'' والے حل مثلاً آج ہم آپ کے طریقے سے کرنے کی کوشش کریں گے اور کل میں اپنے طریقے سے، پھر دیکھیں گے کہ دونوں میں سے کونسا طریقہ سب سے اچھا ہے۔'') اور
(e) کسی ایک متفقہ رائے تک پہنچانا

2۔ طلبہ کو سکھائیں کہ اپنے ساتھ پڑھنے والے ساتھیوں کے تنازعات پر وہ تعمیری ثالثی کیسے کر سکتے ہیں۔ ثالثی، جھگڑے یا تنازعے کو حل کرنے میں دوسرے شخص کی خدمات یا قابلیتوں کو استعمال کرنا ہے۔ مصالحت کرنا (Mediation) ایسا عمل ہے جس میں دوسرے افراد کی خدمت اور قابلیت کو تنازعات حل کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس مسئلے میں مدد کے لیے دولڑکوں کا انتخاب کریں اور تیسرے طالب علم سے کہیں کہ وہ اپنے دوستوں اور مسئلے کے بارے میں معلومات حاصل کرے اور خود سوچے کہ ایک اچھا معاہدہ کیا ہوسکتا ہے، پھر مذکورہ طلبہ کی اس طرح مدد کرے کہ انہیں کسی معاہدے پر راضی کرلے۔

3۔ ایک بار تمام طلبہ مذاکرات اور ثالثی کی مہارت سیکھ لیں، دو طلبہ ہر روز سرکاری ثالث (امن قائم کرنے والے) کی حیثیت سے کام کریں۔ یہ کردار پوری جماعت میں بار بار ادا کیے جائیں اور یہ ثالث کسی بھی ایسے تنازعہ کی ثالثی کریں جو فریقین سے حل نہ ہو سکے۔

ایک استاد کی حیثیت سے آپ کا کردار ان تمام مراحل میں پڑھانے، سکھانے، نمونہ پیش کرنے اور مشاورت کے ذریعے مدد فراہم کرنے کا ہے۔ آپ کی جماعت میں تنازعات حل کرنے کا پروگرام نہ صرف وقت بچاتا ہے جو آپ کو طلبہ کے ان تنازعات کے حل میں لگانا پڑتا بلکہ اس کی وجہ سے آپ کے طلبہ میں وہ صلاحیتیں پیدا ہو جاتی ہیں جو ساری زندگی ان کے کام آتی ہیں۔ ان صلاحیتوں کو آپ کے کمرۂ جماعت کی انتظامی طریقہ کار کی حیثیت سے مستقل بڑھاتے رہنا اور ان کی مشق کرتے رہنا بہت اچھا ہوگا۔ اس طرح ثالثی اور مذاکرات کی صلاحیتیں خود بخود نمو پاتی رہتی ہیں اور طلبہ مسائل حل کرنے اور مسائل سے بچنا سیکھ لیتے ہیں۔

عمر کے اعتبار سے خاص تدریس اور مثبت نظم وضبط

بچے کس طرح نشوونما پاتے ہیں، اسے سمجھنے سے ہی آپ کو یہ سمجھنے میں مدد ملے گی کہ ان سے کیا توقعات وابستہ کی جائیں۔ بچے جیسے جیسے بڑے ہوتے ہیں وہ مستقل بدلتے رہتے ہیں۔ تحقیق دانوں نے پتا چلایا ہے کہ چھوٹے بچے اس دوران نشوونما کے خاص مراحل سے گزرتے ہیں۔

عمر (Ages) اور مراحل (Stages) کے پس پردہ تصور یہ ہے کہ ایک خاص عمر تک ایک خاص رویہ نارمل اور مناسب ہے جبکہ دوسری عمروں میں یہ ٹھیک نہیں ہے۔ درج ذیل گوشوارہ بچوں میں خاص عمروں کی نشوونما کو بیان کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ اس عمر کے لیے کونسی انضباطی طریقے استعمال کیے جاسکتے ہیں۔

نظم وضبط (Discipline) کے لیے عمر (Ages) اور مراحل (Stages) کا طریقہ [75,76]

عمر	نشوونما	انضباطی نکات
5 سال	خاموش، پرسکون اور متوازن رہتا ہے۔ عام طور سے صرف وہ کام کرنے کی کوشش کرتا (کرتی) ہے جسے وہ جانتا ہے کہ وہ کرسکتا ہے۔ اس لیے آرام سے ایڈجسٹ ہوجاتا ہے۔ دوستانہ، پیارا، قابل ستائش، خوش رہنا چاہتا ہے اور صحیح کام کرنا چاہتا ہے۔ اچھا بننا چاہتا ہے۔ اس عمر میں وہ اس قابل نہیں ہوتا کہ اپنے کسی غلط کام یا غلطی کو سمجھے، وہ جتنی زیادہ کوشش کرتا ہے، وہ ہمیشہ سچ نہیں بول سکتا۔	انہیں جاننے اور سیکھنے دیں کہ کونسی چیز مناسب نہیں ہے اور اس کی توقع نہیں کرنی چاہیے۔ ایسے بچوں کی بہت سی باتوں کو ٹیچرز خراب سمجھتے ہیں لیکن یہ عام طور سے نابالغ پن ہوتا ہے۔ کوئی منفی نتیجہ دینے سے بہتر ہے کہ حفاظت یا تحفظ دیا جائے۔ اگر آپ ایسا کرتے ہیں تو خاموشی سے کریں۔ بچوں کی یہ زبردست خواہش ہوتی ہے کہ وہ اچھے بنیں اور صحیح کام کریں۔ خوش قسمتی سے اس طرح کے کاموں میں منفی نتائج کی کم ہی ضرورت پیش آتی ہے۔

75 Adapted from: Discipline that Works: The Ages and Stages Approach. Family Issues Facts. The University of Maine Cooperative Extension. http://www.umext.maine.edu/onlinepubs/pdfpubs/4140.pdf [accessed online on 10/11/2005]

76 Adapted from Positive Parenting/Parenting Tips. http://xpedio02.childrensho.org/stellent/groups/public/@xcp/@web/@parentingresources/documents/policyreferenceprocedure/web009299 asp?src=overture[accessed online on 10/12/2005]

انضباطی نکات	نشو ونما	عمر
صبر و برداشت: اگر اسٹوڈنٹ ''میں نہیں کروں گا'' یا ''میں نہیں کرسکتا'' جیسے جملے کہے تو اس کے رویے کو نظر انداز کردیں۔ تعریف کریں۔ یہ آسان نہیں ہے کہ آپ تعریف کے قابل کچھ تلاش کریں لیکن کوشش ضرور کریں۔ مخالفت اور مزاحمت سے بچیں۔ اگر ممکن ہو تو حساس موضوعات سے بھی بچیں۔ کبھی کبھی اس کی بات بھی تسلیم کرلیں خاص طور سے جب اس کے باعث وہ مثبت ڈسپلن کی طرف جاسکے اور اسے سیکھنے کا تجربہ حاصل ہونے کی امید ہو۔	بہت زیادہ جذباتی۔ ابھی محبت کرتا ہے اور ابھی نفرت۔ اپنے اور دوسروں کے درمیان الجھن اور مشکل میں رہتا ہے۔ مطالبہ کرسکتا ہے، بغاوت، سرکشی، بحث و مباحثے یا لڑائی جھگڑے کی طرف جاتا ہے۔ جب اچھے موڈ میں ہو تو بہت خوش، پرجوش اور سرگرم نظر آتا ہے۔ اسے تعریف کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے لیکن اس کا رویہ غیر مستحکم ہوجاتا ہے۔ اس سے رویہ اور بھی خراب ہوجاتا ہے۔ ابھی وہ اس قابل نہیں ہوتا کہ میرے اور تمہارے درمیان فرق کرسکے۔	5 سال
حکم عدولی کا مسئلہ اسی لیے ہوتا ہے کیونکہ اسٹوڈنٹ کو بھٹکا دیا جاتا ہے۔ کسی اسٹوڈنٹ کو ایک سادہ سے کام کے لیے اسے پہلے سے بتائیں اور پوری طرح یقین کرلیں کہ اس نے آپ کی ہدایات سن لی ہیں۔ اس سے پہلے کہ اسٹوڈنٹ بھول جائے اور وہ کوئی دوسرا کام شروع کردے، اسے یاددہانی کرادیں۔ کامیابی پر چھوٹے انعامات دیں۔	خاموش، کسی حد تک منفی جذبات۔ سنجیدہ بھی ہوسکتا ہے۔ اپنے آپ میں گم رہنے والا، موڈی، پریشان کن یا مشکوک۔ دوسروں کے جذبات کے حوالے سے بہت حساس، ایسا محسوس کرسکتا ہے کہ دوسرے اسے ناپسند کرتے ہیں، اس پر تنقید کرتے ہیں یا اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ دوسروں کے کام میں جان بوجھ کر دیر کرسکتا ہے۔ اس کی یادداشت بہت کمزور ہوتی ہے، اسی لیے اسے آسانی سے بھٹکایا جاسکتا ہے۔	7 سال
اس عمر میں اسٹوڈنٹس کو اس انداز سے ہدایات دیں جو ان کے لیے قابل قبول ہوں۔ وقت، توجہ اور توثیق (منظوری) اس کے لیے اچھے محرکات ہیں۔ تحریری نشوونما کے لئے اس عمر میں مسائل حل کرنے والی سرگرمیوں (Problem solving) کا استعمال کریں۔ کامیابیوں پر چھوٹے انعامات دیں۔	توانائی سے بھرپور، ڈرامائی، پرتجسس، بے چین اور کچھ کر دکھانے والا۔ اس عمر میں وہ سات سال کی عمر کی طرح موڈی نہیں ہوتا لیکن ابھی تک حساس ہوتا ہے۔ وقت، توجہ اور توثیق (منظوری) چاہتا ہے۔ مشکل اور تجریدی انداز سے سوچنا شروع کردیتا ہے۔ اپنے ذاتی تصرفات میں دلچسپی لیتا ہے اور ان کی فکر کرتا ہے۔	8 سال

عمر	نشوونما	انضباطی نکات
9 سال	اس عمر میں آٹھ سال کی عمر کے مقابلے میں زیادہ خاموش ہو جاتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ آزاد، ذمہ دار، خود پر انحصار کرنے والا اور تعاون کرنے والا ہونا چاہتا ہے۔ بعض اوقات بہت موڈی دکھائی دے سکتا ہے لیکن بنیادی طور پر ہوش منداور سلجھا ہوا نظر آتا ہے۔ تنقید کو برداشت کرتا ہے بشرطیکہ اس میں الفاظ کا انتخاب احتیاط سے کیا گیا ہو۔ شفافیت میں دلچسپی لیتا ہے۔ اس میں گروپ کے معیارات بالغ معیارات کے مقابلے میں زیادہ اہم ہو سکتے ہیں۔ اپنے آپ میں اتنا زیادہ مگن رہتا ہے کہ جب اس سے مخاطب ہوا جائے تو سنتا تک نہیں۔ غائب دماغ یا لاتعلق نظر آتا ہے۔ دوسروں کے لیے دلچسپی ظاہر کر سکتا ہے۔	درخواست یا ہدایتی کاموں (انسٹرکشنز) کے ذریعے ذمے داری کا فروغ۔ تعاونی تعلیم (لرننگ) استعمال کریں لیکن بین الذاتی (انٹر پرسنل) سرگرمیوں کی مانیٹرنگ کریں۔ مستقل لیکچر دینے کے بجائے پراجیکٹس کے ذریعے راہ نما تعلیم (لرننگ) کا طریقہ استعمال کریں۔
10 سال	جذباتی طور پر براہ راست، سادہ، بالکل واضح، عموماً عمدہ متوازن، لیکن اب بھی بچے جیسا۔ نو سال کی عمر کے مقابلے میں کم فکر مند اور کم مطالبے کرنے والا۔ اکثر اچھی فطرت والا اور زندگی سے خوش۔ لیکن تیز اور پرتشدد غصے کا اظہار بھی کر سکتا ہے۔ بہت پیارا اور محبوب ہو سکتا ہے۔ یہ عمر پریشانی کی عمر نہیں ہے، لیکن اس میں خوف باقی رہتا ہے۔ اپنے مزاح سے خود ہی لطف اندوز ہوتا ہے جو دوسروں کے لیے زیادہ پر مزاح نہیں ہو سکتا۔	خوش رہنے والی اس عمر میں طالب علم کے اچھے اور برے، صحیح اور غلط، سچ اور جھوٹ کے درمیان فرق کرنے کی صلاحیت کا اظہار ہوتا ہے۔ اس سے اسے پتا چلتا ہے کہ کیا چیز مناسب اور جائز ہے اور کس چیز کی توقع رکھنی چاہیے۔ طلباء کو کمرہ جماعت کی ترقی دینے والی کمیٹیوں میں شریک کرنا چاہیے جس میں ڈسپلنری کمیٹی بھی شامل ہو۔ اپنے پڑھانے کے عمل میں مزاح کو استعمال کریں۔
11 سے 13 سال تک	بلوغت کی ابتدا، تیز تبدیلیوں کا وقت۔ اس میں لڑکے یا لڑکی کی اپنی شناخت بنتی ہے اور وہ زیادہ آزاد اور خود مختار بنتا ہے۔ اس دور میں پرائیویسی یا تنہائی کی ضرورت بڑھ جاتی ہے اور یہ احساس بہت حساس اور تکلیف دہ ہو جاتا ہے۔ وہ موڈی بن جاتا ہے۔ دوستوں کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔	اپنے طلبہ کو اس موقع پر جان لینے دیں کہ آپ کو ان کی فکر ہے۔ ایک دوسرے سے دکھ درد کہنے "Sharing" کی سرگرمیوں یا میٹنگز کا اہتمام کریں۔ جس میں مضامین طلبہ کے احساسات اور جذبات پر مبنی ہوں اور وہ ایک دوسرے کی عزت کریں۔ (مضامین) ایک دوسرے کی عزت کریں۔ تنقید اور مستقل شکایات کو محدود کریں۔ اذیت رسانی، بے عزتی برداشت کرنے کی اجازت نہ دیں۔

انضباطی نکات	نشوونما	عمر
ایک دوسرے کے ساتھ مثبت تعلق (Relationship) کی حوصلہ افزائی کریں۔انہیں آئیڈیا دیں کہ اپنے دوستوں کے ساتھ تخلیقی کام کریں۔ یہ ان کے سیکھنے کے عمل کا ایک حصہ ہے۔مناسب حدود مقرر کرلیں اور قوانین کے نفاذ میں مستقل مزاجی اور شفافیت پیدا کریں۔اس بات کو یقینی بنائیں کہ آپ قوانین جانتے ہیں اور بامعنی نتائج پر بات کرسکتے ہیں۔ تعریف کریں اور مثبت رویوں اور ان کی تکمیل کو تسلیم کریں۔اپنے نظریات، فکر و تشویش اور زندگی کے بارے میں اقدار کو دوسروں سے شیئر کریں۔اپنے اسٹوڈنٹس کی حوصلہ افزائی کریں کہ جب انہیں کسی مشورے کی ضرورت ہو تو اپنے کسی معزز بڑے یا بالغ سے رجوع کریں۔تعریف کا سلسلہ جاری رکھیں۔	بلوغت کی درمیانی عمر، آزادی میں اضافہ، جنسی تقاضے، اپنے آپ کو مرکز نظر بنانے کا احساس۔جسمانی طور پر اچھے لگنے کی خواہش۔کسی بچے کی طرح سوچنے میں کمی۔حقائق کو سمجھنے اور اچھے فیصلے کرنے کی عمر۔	14 تا 16 سال
یہ عوامل 14 سے 16 سال تک اور اس سے زیادہ عمر کے نوجوانوں کے لیے مسلسل جاری رکھیں۔اپنے اسٹوڈنٹس سے پابندی سے پوچھتے رہیں کہ وہ کیا سوچتے ہیں اور کس چیز پر یقین کرتے ہیں۔ان کے انوکھے پن کا احترام کریں اور دوسروں کے لیے ایسے ہی احترام کی حوصلہ افزائی کریں۔آزادانہ طور پر فیصلہ سازی کی حوصلہ افزائی کریں۔تعریف کرنے کا سلسلہ اب بھی جاری رکھیں۔	بلوغت کا آخری زمانہ۔اس میں زیادہ آزاد اور خود پر انحصار کیا جاتا ہے۔اپنے ساتھیوں کے گروپس سے کم متاثر ہوتے ہیں۔بالغانہ انداز فکر فروغ پاتا ہے۔اس زمانے میں ابتدائی اور درمیانی بلوغت کے زمانے کے مقابلے میں تجربات پر قابو پانا آسان رہتا ہے۔اس دور میں زیادہ طویل مدت تعلق کی تلاش ہوتی ہے۔ہر چیز پر فرد کی ایک رائے ہوتی ہے۔جسمانی طور پر پرکشش نظر آنے کی خواہش کم ہو جاتی ہے۔	17 سے 21 سال تک

ضرورت کے تحت بچوں کی معاونت کرنا

جنہیں جذباتی یا رویے والی مشکلات کا سامنے ہے، ان طلبہ کی مدد کرنا[77]

درج ذیل طریقہ کار خاص طور سے ان طلبہ کے لیے مؤثر ثابت ہو سکتے ہیں جنہیں رویے یا جذباتی مشکلات کا سامنا ہے۔

1- منصوبہ بندی کے تحت نظر انداز کرنا: وہ رویے جن کا مقصد توجہ کا حصول ہو، اور جو جماعت کے کام میں یا تحفظ میں مداخلت نہ کرتے ہوں، ایسے رویے منصوبے کے تحت نظر انداز کرنے سے روکے جا سکتے ہیں۔ (جیسا کہ امجد کے کیس میں) یہ تیکنیک جارحانہ رویوں کے ساتھ کبھی استعمال نہیں کرنی چاہیے۔ جماعت کو یہ چیز عمدگی سے سکھائی اور پڑھائی جانی چاہیئے کیونکہ بچوں کی توجہ بالغوں کی توجہ سے زیادہ قوت والی ہوتی ہے۔

2- اشارہ یا سگنل کی مداخلت (مدد): اگر کوئی طالب علم اس حد تک خاموش ہے اور جوابی ردعمل ظاہر کرتا ہے تو اس کی ٹیچر کے ساتھ مثبت تعلق ہے اور وہ ناقابل کنٹرول اضطراری کیفیت سے آزاد ہے، ایک غیر زبانی اشارہ ہے۔ توجہ حاصل کرنے کے لئے طلبہ کی معاونت کرتا ہے۔
ازراہ کرم اس سے پہلے دیے گئے سیکشن "غیر زبانی یاد دہانی" کو دیکھیں۔

3- قریب ہوں اور پیار سے چھو کر کنٹرول کریں: اگر کوئی طالب علم پریشانی میں ہو تو اس کے قریب جائیں اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھیں، یہ محفوظ طریقے (جس میں خطرہ نہ ہو) مدد کرنے میں مؤثر ثابت ہو سکتے ہیں۔ جب یہ تیکنیک استعمال کی جائے تو نامناسب رویے کی نشاندہی کرنے سے باز رہیں۔
جب اسٹوڈنٹ کوئی ایسا کام کرے جس میں ہم آہنگی یا مطابقت نظر آئے تو اس پر مثبت طریقے سے تبصرہ کریں۔

4- دلچسپی بڑھانا: اگر طلبہ بے چینی ظاہر کریں تو کام کی رفتار یا سرگرمی ہی بدل ڈالیں، اسٹوڈنٹس کے کام پر تبصرہ کریں یا ان کی اپنی دلچسپی کے بارے میں معلوم کریں جس کا تعلق دیئے گئے کام سے ہو۔

5- مضبوط لگاؤ: طالب علم سے حقیقی لگاؤ ظاہر کریں یا اس کی تعریف کریں تاکہ طالب علم اپنے آپ پر کنٹرول حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔

6- مزاح کے ذریعے کشیدگی میں کمی کرنا: جیسا کہ اوپر نوٹ بتایا گیا ہے کہ اگر مزاح کو بروقت اور مثبت انداز سے استعمال کیا جائے تو یہ اکثر و بیشتر ناپسندیدہ رویے کو روک دیتا ہے۔
حقارت آمیز گفتگو، بے اعتمادی اور جارحیت، مزاح کے لئے مناسب نہیں ہیں۔

7- رکاوٹ میں مدد: اس سے پہلے کہ ایک اسٹوڈنٹ خراب رویے کا مظاہرہ کرنا شروع کرے، اس کی مدد اس طرح کریں کہ اسے کوئی مشکل کام کرنے کو دیدیں۔ اسے دوبارہ یقین دلائیں کہ آپ اس کی مدد کرنا چاہتے ہیں اور (آپ) دونوں مل کر ہی اس مسئلے کو حل کر سکتے ہیں۔

8- دوبارہ صف بندی: جماعت میں بیٹھنے کی ترتیب بدل دیں یا طلبہ کے چھوٹے گروپس کے اسائنمنٹ بدل دیں تاکہ مخصوص مسائل سے بچا جا سکے۔ یہ کام سزا دینے کے طریقے سے نہ ہو اور نہ اس کا طریقہ سراغ لگانے والا ہو۔ سیکشن کا حصہ "سیکھنے کے ماحول کو آرام دہ بنانا" دیکھیں جو اس سے پہلے اس دستاویز میں آ چکا ہے۔

9- تعمیر نو: اگر ایک سرگرمی کام نہیں کرتی، اسے جتنی جلد ممکن ہو بدل دیں۔ ضروری ہے کہ آپ کے پاس ایک متبادل سرگرمی موجود ہو۔
بعض اوقات یہ ضروری ہوتا ہے کہ آپ کسی ایسے کھیل کو چھوڑ دیں جس میں دوسرے بھی شامل ہوتے ہیں اور اس طرف چلے جائیں جہاں کسی فرد کی

77 Classroom Organization. Techniques for Working with Emotionally and Behaviourally Challenged Students. http://www.teachervision.fen.com/page/7242.html [accessed online on 10/4/2005]

موجودگی کی ضرورت نہیں لیکن سرگرمی ہوتی رہے۔

یہ کام اس وقت روانی اور عمدگی سے ہوسکتا ہے سزا دیئے بغیر جب ایک گروپ ضرورت سے زیادہ متحرک ہوتا ہے۔

دوسرے اوقات میں کوئی چوائس دینا زیادہ موئژ ہوسکتا ہے۔ مثلاً اسٹوڈنٹ چاہیں گے کہ وہ بحث مباحثے سے یا اپنے کسی بڑے سے پوچھ کر اور لکھ کر معلومات کو زبانی حاصل کریں۔

10-براہ راست اپیل: اگر کسی طالب علم یا گروپ کا استاد کے ساتھ مثبت تعلق ہے تو بعض اوقات یہ بہتر ہوتا ہے کہ ایسے رویے کو روکنے کے لیے کہا جائے جس کی وجہ سے مسائل پیدا ہو رہے ہوں۔ اس میں نہ کوئی انعام شامل ہو اور نہ کوئی سزا۔ یہ ایک فرد کی دوسرے فرد سے بالکل سیدھی سادی درخواست ہے۔

11-تحفظ یا بچاؤ: ایک طالب علم کو اس سے پہلے کہ اس کے خراب رویے کا اظہار ہو، اسے خراب صورت حال سے ہٹا دیں، جیسے آپ اس سے کہیں کہ وہ پیپرز کی تقسیم یا حاضری لینے میں آپ کی معاونت کرے۔

مگر اس بات کا خیال رکھیں کہ کسی ایسے اسٹوڈنٹ کو انعام نہ دیا جائے جو مسئلہ کھڑا کر رہا ہو۔

12-معمولات عمل سے تعاون: جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے بھی سیکھا ہے، شیڈول اور معمولات ہیں۔ یہ جاننا کہ کیا کرنا ہے اور کب کرنا ہے، یہ طلبہ کو تحفظ اور قابل پیش گوئی کے فوائد مہیا کرتے ہیں۔ یہ طلبہ اپنی زندگیوں کے دوسرے شعبوں میں ایسی مدد کا تجربہ حاصل نہیں کر سکتے۔ رویے کو بہتر بنانے کی بہت اہم حکمت عملی ہے۔

خصوصی ضروریات "Special needs" والے بچوں کی مدد کے طریقے[78]

اساتذہ کے لیے مشورے

توجہ بہتر بنانے کے لیے

☆ بچوں کو سامنے والے حصے کے قریب بٹھائیں۔

☆ بچوں کو کسی اچھے رول ماڈل (طالب علم) کے پاس بٹھائیں جو ایک "Peer study buddy" ہو۔ یعنی وہ اپنے رویے میں اور پڑھنے میں اچھا ہو۔

☆ دیئے گئے کام (Assignment) کو مختلف حصوں میں تقسیم کر دیں۔ ہر طالب علم کو ایک وقت میں ایک سیکشن دیں۔ (مثال کے طور پر ریاضی کے سوالوں کا ایک پورا صفحہ دینے کے بجائے (جس سے بچے کی حوصلہ شکنی ہو، کاغذ کو آدھا کاٹ دیں اور اسٹوڈنٹ سے کہیں کہ وہ اس آدھے حصے کو مکمل کر کے دے پھر باقی آدھا صفحہ بھی طالب علم کو دیدیں۔)

☆ طالب علم کی توجہ حاصل کرنے کے لیے یاددہانی کا طریقہ استعمال کریں۔ (مثال کے طور پر رنگین چمک دار کاغذ ہاتھ میں رکھیں، ڈیسک کو آہستہ بجانا اور کندھے کو ہاتھ سے چھوئیں)

☆ ہدایات دینے سے پہلے طالب علم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھیں۔

☆ براہ راست اور مختصر ہدایات دیں، جب بھی ممکن ہو ساتھ ہی بصری اور زبانی یاددہانیاں بھی استعمال کریں۔

78 Classroom Management Index. http://www.adda-sr.org/ClassroommanagementIndex.htm [accessed online on 10/4/2005]

بے چینی کم کرنے کے لیے:

☆ چھوٹے چھوٹے نامناسب رویوں کو نظر انداز کر دیں۔
☆ فوری تحفظ یا نتائج (سزا یا جزا) دیں۔
☆ جماعتوں یا سرگرمیوں کے درمیان تبدیلی یا نقل وحرکت کی نگرانی کریں۔
☆ جب بھی ممکن ہو مثبت رویوں کو تسلیم کریں۔ ان پر شاباشی دیں۔
☆ ان رویوں کے لیے رابطے قائم کریں جن کی نگرانی کی ضرورت ہے۔
☆ بچے کو اپنی خود نگرانی کرنے کی مہارتوں کے فروغ میں مدد فراہم کریں۔

بہت زیادہ سرگرم عمل سے نمٹنے کے لئے:

☆ اسٹوڈنٹس کو اجازت دیں کہ وقت پر کھڑے ہوں۔
☆ اسٹوڈنٹس کو اجازت دیں کہ وہ تعمیری کام کریں۔

تعلیمی کامیابی میں بہتری لانے کے لیے:

☆ کام مکمل کرنے کے لیے فاضل وقت مہیا کریں۔
☆ ان کو دیئے گئے کام کو مختصر کر دیں۔
☆ ٹیچنگ کے کثیر الاحساسی طریقوں کا استعمال (بصری، زبانی اور لمسی)
☆ طلبہ کو یاد دلاتے رہیں کہ وہ اپنا ہوم ورک چیک کریں کہ یہ مکمل ہوا یا نہیں۔
☆ اسٹوڈنٹس کو اپنی خود نگرانی کی مہارتیں سیکھنے میں مدد فراہم کریں۔
☆ روزانہ کے کاموں کی فہرست استعمال کریں۔

تنظیمی صلاحیت میں بہتری لانے کے لیے:

☆ والدین کی مدد حاصل کرنے کے لیے ایک فہرست تیار کریں
☆ روزانہ کے کام کی فہرست استعمال کریں
☆ ہر چیز کے لیے ایک نوٹ بک استعمال کریں
☆ اس نوٹ بک کو اکثر چیک کریں اور مثبت طریقے سے اچھی نوٹ بکس کی تعریف بھی کریں اور انہیں تحفظ بھی فراہم کریں۔

کمرۂ جماعت میں انتظامی امور اور پڑھانے کے طریقوں میں تبدیلی

دوسرے مفید طریقہ کار مندرجہ ذیل ہیں:

☆ دیئے گئے کام کو یا تو کم کر دیں یا ان میں ردوبدل کر دیں۔

☆ جب کام مکمل نہ ہوا ہو تو ٹائم لائن یا ڈیڈ لائن (آخری تاریخ) بڑھا دیں۔

☆ ایسا خاص مواد استعمال کریں جس سے بچوں کی صلاحیت اور قابلیت میں اضافہ ہو مثلاً گراف پیپر، (کلر) مارکر اور خاص لائنوں والا کاغذ وغیرہ۔

☆ بصری معاونت (سننے میں مدد کرنے والی اشیاء) زیادہ استعمال کریں۔

☆ ایک ٹیسٹ کو زبانی پڑھیں۔

☆ مضمون لکھوانے کی بجائے جائزے کے طور پر ملٹی پل چوائس اور صحیح/غلط کے ٹیسٹ استعمال کریں۔

☆ زبانی رپورٹس کے لیے کہیں (لکھنے کے برخلاف)

☆ ان رپورٹس کی جگہ اسپیشل پراجیکٹس قبول کریں۔

☆ ایک ملٹی پلی کیشن مساوات کے سیٹ اور دوسرے قالب (Matrices) استعمال کریں۔ (ضرب کے قالب اور دوسرے قالب مہیا کریں۔)

ایک ایسی فہرست فراہم کریں جس میں لفظوں کی غلط اسپیلنگ دی گئی ہو۔

☆ ٹیچر، بچے اور والدین کے درمیان ایک پرفارمنس معاہدہ قائم کریں۔

☆ جماعت میں شرکت پر حوصلہ افزائی کریں۔

☆ مختصر اور سادہ ہدایات دیں۔

☆ طالب علم کو یہ یاد دلانے کے لیے اس کا نام پکاریں کہ اگلے سوال کا جواب وہ دے گا۔

☆ ہائی لائٹنگ اور کلر کوڈنگ استعمال کریں۔ اس سے اسٹوڈنٹ کو معلومات کا بنیادی نکتہ پکڑنے میں مدد ملے گی۔

☆ ان سب کے علاوہ مثبت تحفظ کا استعمال خوب کریں۔ اس کے فوائد زندگی بھر قائم رہیں گے۔

کونسی کتابیں پڑھی جائیں: چند تجاویز

ویسے تو متعدد مفید کتابیں اور انٹرنیٹ کے ذرائع موجود ہیں جن کا تذکرہ پہلے آ چکا ہے، آپ کو چاہیے کہ مزید معلومات کے لیے درج ذیل ذرائع سے کتابیں تلاش کریں:

مطبوعات: Publications

Albert, Linda. Cooperative Discipline: Implementation Guide. American Guidance Service, 1996.

Albert, Linda. A Teacher's Guide to Cooperative Discipline: How to Manage Your Classroom and Promote Self-Esteem. American Guidance Service, 1989.

Boostrom, Robert. "The Nature and Functions of Classroom Rules," Curriculum Inquiry, Summer 1991, 193-216.

Coloroso, Barbara. Kids Are Worth It! Giving Your Child the Gift of Inner Discipline. Avon Books, 1995.

Curwin, Richard. Am I in Trouble: Using Discipline to Teach Young Children Responsibility. Santa Cruz, CA: Network Publications, 1990.

Curwin, Richard and Mendler, Allen N. The Discipline Book: A Complete Guide to School and Classroom Management. Reston, VA: Reston Pub., 1980.

Dinkmeyer, Don and Dreikurs, Rudolf. Encouraging Children to Learn. Taylor & Francis Group, 2000.

Dreikurs, Rudolf. Maintaining Sanity in the Classroom; Classroom Management Techniques. 2nd ed. Washington, D.C.: Accelerated Development, 1998.

Dreikus, Rudolph and Chernoff, Marvin. "Parents and Teachers: Friends or Enemies?," Education, Vol. 91, No. 2, 147-54, Nov.-Dec., 1970

Emmer, E.T., Evertson, C.M., Sanford, J.P., Clements, B., and Worsham, M.E. Classroom Management for Secondary Teachers. (2nd Ed.). Englewood Cliffs, NJ: Prentice-Hall, 1989.

Evertson, C.M., Emmer, E.T., Clements, B., Sanford, J.P., and Worsham, M.E., Classroom Management for Elementary Teachers. (2nd Ed.). Englewood Cliffs, NJ: Prentice-Hall, 1989.

Fontana, David. Classroom Control: Understanding and Guiding Classroom Behavior. London: Methuen, 1985.

Freiberg, H. Jerome. "From Tourists to Citizens in the Classroom," in Educational Leadership, Vol. 54, No. 1, p32-36, Sept., 1996.

Fuhr, Don. "Effective Classroom Discipline: Advice for Educators," NASSP Bulletin, January 1993, 82-86.

Galivan, Janice. "Discipline without Punishment," Forum, September/ October 1987, 37-40.

Ginott, Haim G. Teacher and Child: A Book for Parents and Teachers. 1st Collier Books ed. New York: Colliers, 1993.

Golden, Diane Cordry. "Discipline of Students with Disabilities: A Decision-making Model for Principals," NASSP Bulletin, February 1993, 12-20.

Gordon, Thomas. Discipline That Works: Promoting Self-Discipline in Children. Plume, 1991.

Grossnickle, Donald R & Sesko, Frank P. Preventive Discipline for Effective Teaching and Learning. Reston, VA: National Association of Secondary School Principals, 1990.

Hart, Stuart N (ed.), Eliminating Corporal Punishment: The Way Forward to Constructive Child Discipline. Paris: UNESCO Publishing, 2005.

Hill, D.J. Humor in the Classroom. Springfield, IL: Charles Thomas, 1988.

Johnson, D.W., Johnson, R.T, Dudley, B., & Burnett, R. "Teaching Students to be Peer Mediators," Educational Leadership, Vol. 50, No. 1, 10-13, 1992.

Jones, Fredric H. Positive Classroom Discipline. New York: McGraw Hill, 1987.

Kounin, Jacob S. Discipline and Group Management in Classrooms. Huntington, N. Y.: R. E. Krieger, 1977.

MacKenzie, Robert J. "Setting Limits in the Classroom," American Educator, Vol. 21, No. 3, 32-43, Fall 1997.

Mendler, Allen N. Discipline with Dignity for Challenging Youth. National Educational Service, 1999.

Internet Resources

Alliance for Transforming the Lives of Children (www.atlc.org)

American Academy of Pediatrics (www.aap.org)

AskDrSears.com (www.askdrsears.com)

Attachment Parenting International (www.attachmentparenting.org)

Aware Parenting Institute (www.awareparenting.com)

Behaviour UK (www.behaviouruk.com)

Center for Effective Discipline (www.stophitting.com)

Child and Family Canada (www.cfc-efc.ca)

Children are unbeatable! Alliance (www.childrenareunbeatable.org.uk)

Children's Rights Information Network (www.crin.org)

Classroom Management Online (www.classroommanagementonline.com)

Education World (www.educationworld.com)

Empathic Parenting by the Canadian Society for the Prevention of Cruelty to Children (www.empathicparenting.org)

Family Works Inc. (www.familyworksinc.com)

Fight Crime: Invest in Kids (www.fightcrime.org)

The Forbidden Issue (www.alice-miller.com)

Global Initiative to End All Corporal Punishment of Children (www.endcorporalpunishment.org)

The No Spanking Page (www.neverhitachild.org)

Positive Discipline.com (www.positivediscipline.com)

The Positive Discipline Resource Center (http://joanneaz_2.tripod.com/positivedisciplineresourcecenter)

Project No Spank (www.nospank.net)

Save the Children Alliance (www.savethechildren.net/alliance/index.html)

UNESCO (www.unesco.org)

UNICEF (www.unicef.org) (www.unicef.org/teachers)